New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE.com
یارِ عشق
از ماہم عباس
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

# یارِیِ عشق

## از ماہم عباسی

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پراپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

کہتے ہیں کہ دوستی ہر غم بھلا دیتی ہے کیونکہ دوستی کا رشتہ ایک ایسا رشتہ ہے جس میں خود غرضی ، انا پرستی ، اور حسد نہیں ہوتا۔ دوستی وہ رشتہ ہے جس سے منسلک ہو کر انسان اپنی تمام تکالیف اور غم دور کر سکتا ہے۔

یہ داستان بھی دوستی کے اس عظیم رشتے کی ہے۔ یہ داستان ہے دو ایسے لوگوں کی جنہیں قدرت نے ملایا ہے مگر انھوں نے دوستی کو اپنایا ہے اور پھر اسی دوستی نے انھیں انکے عشق تک پہنچایا ہے۔ سفر ہے انکار سے اقرار تک کی منزل کا۔

میں امید کرتی ہوں میرا یہ ناول "یارِ عشق" آپ سب پڑھنے والوں کو پسند آئے گا اور اس کا ہر ایک کردار آپ کے دلوں میں اپنی جگہ بنا لے گا۔

**************

رات کے ڈھلتے اندھیرے میں صبح کی ہلکی ہلکی روشنی چاروں طرف پھیلنا شروع ہو چکی تھی۔ دور کہیں موّذن کی ہلکی ہلکی آواز ہر طرف پھیلے سناٹے کو توڑ رہی تھی۔ فجر کا وقت ہو چکا تھا اور وہ اپنے بستر پر اوندھے منہ سو رہی تھی.

تب ہی اچانک الارم کی آواز سے اُسکی آنکھ کھلی. لیٹے لیٹے اُس نے اپنا فون ڈھونڈنا چاہا جو دور کہیں تکیے کے نیچے موجود تھا اور کچھ ہی دیر بعد الارم کی آواز آنا بند ہو چکی تھی۔ تقریباً دس منٹ وہ اُسی طرح دنیا سے بے خبر سوئی رہی مگر پھر وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی. پاس پڑے کیچر کو جلدی سے اُٹھا کر وہ اپنے کمر تک آتے بالوں کو کیچر میں قید کرتے ہوئے جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئی. دوپٹہ ہاتھ میں اُٹھائے وہ واشروم گُھس گئی.

کچھ ہی دیر میں جب وہ واپس باہر آئی تو اسکے چہرے سے وضو کا پانی شبنم کے قطروں کی طرح ٹپک رہا تھا۔ دوپٹہ سر پر اس طرح رکھا تھا کہ اس کا ایک بال بھی نظر نہ آسکے. وہ نماز شروع کر چکی تھی تب ہی اچانک اُسکا فون بجنے لگا اور اب مسلسل بجنے کے بعد بند ہو چکا تھا۔ اُسے اندازہ تھا کہ اس وقت اُسے کون فون کر سکتا ہے اس لیے اُس نے نماز ادا کرنے کے فوراً بعد نمبر ڈائیل کیا.

اسلام علیکم مومل بیٹا اُٹھ گئی ہو فون کیوں نہیں اُٹھا رہی تھی؟ اسکی ماما یاسمین بیگم نے فوراً کال رسیو کرتے ہوئے بولا۔

وعلیکم السلام موم جان میں جاگ گئی تھی اور نماز پڑھ رہی تھی اس لیے فون نہیں اُٹھا سکی وہ اب اپنے سر سے دوپٹہ اُتارتے ہوئے بول رہی تھی۔ وہ اپنی ماما کو زیادہ تر موم جان ہی کہتی تھی۔

اچھا اچھا تمہیں یاد ہے نہ آج سب کے لیے ناشتہ تم نے بنانا ہے اور اپنی دادی اور پھوپھو کو شکایت کا موقع نہ دینا وہ اُسے تاکید کر رہی تھیں۔

ہاں موم جان مجھے پتا ہے سب کے لیے ناشتہ بنانا ہے۔ دادی کو دوائی دینی ہے، پھوپھو کے دو شیطانوں کو ناشتہ کروانا ہے سب یاد ہے مجھے وہ منہ بسورے بول رہی تھی۔

بُری بات بیٹا ایسے نہیں کہتے وہ چھوٹے معصوم بچے ہیں وہ اُسے پیار سے سمجھا رہی

تھیں.

انہیں آپ معصوم تو کہیے ہی نہ آفت ہیں پوری اور آپ کو وہاں جا کے بھی اِنہی لوگوں کی فکر ستائے جا رہی ہے وہ اُکتا کر بولی۔

اچھا بس چلو اب باتیں نہیں کرو پتا ہے ناپاپا نے صبح جلدی جانا ہوتا ہے کام پر اور سب بچوں نے بھی جانا ہوتا ہے سکول۔ جلدی ناشتہ بناؤ گی تو ہی کام وقت پر ختم ہو گا اور اپنا حیال رکھنا میں کل تک آجاؤں گی وہ اُسے پیار سے سب سمجھاتی فون رکھ چکی تھیں. اور وہ فون ہاتھ میں لیے بے چارگی سے فون کو دیکھ رہی تھی۔

مومل نے شروع سے ہی اپنی دادی اور پھوپھو کو اپنی ماں پر حکم چلاتے اور ہمیشہ بے رخی سے بات کرتے سُنا تھا جسکی وجہ مومل اور اُسکی دو چھوٹی بہنیں منال اور منو تھیں.



www.neweramagazine.com

دادی کو ہمیشہ سے پوتوں کی خواہش تھی مگر اللہ نے انہیں تین پوتیوں سے نوازہ تھا۔ اُسکی پھوپھو آجکل اپنے گھر سے لڑ کر یہاں اُن لوگوں کے پاس رہنے آئی ہوئی تھیں. اور جب سے آئی تھیں روز کوئی نا کوئی گھر میں بات ہو رہی ہوتی تھی۔ مومل کے والد جہانگیر صاحب ایک اچھے اور سب سے نہایت پیار کرنے والے انسان تھے۔ وہ سخت طبیعت کے مالک نہیں تھے اور اپنی بچیوں کے معاملے میں تو حد سے زیادہ نرم مزاج تھے۔ وہ اپنی بچیوں کو ہر طرح سے سپورٹ کرتے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہی وجہ تھی کہ مومل نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا تھا اور آج اُسکا یونی میں پہلا دن بھی تھا۔ جسکی اُسے کوئی خاص اکسائیٹمنٹ نہیں تھی کیونکہ مومل کی ماما اُسکی نانی کی طبیعت خرابی کی وجہ سے اپنے میکے گئی ہوئی تھیں اور پیچھے اُسے سب سنبھالنا پڑھ رہا تھا۔ اُسے کام کی اتنی عادت نہیں تھی۔ وہ پڑھائی میں بہت اچھی اور محنتی تھی اور یاسمین بیگم کی بھی خواہش یہی تھی کہ وہ اچھا اچھا پڑھے اور اپنی پڑھائی پر توجہ دے۔ اسی لیے انھوں

نے مومل سے کبھی اتنا کام کرایا ہی نہیں ایسا نہیں تھا کہ وہ اپنی ماں کو اکیلے کام کرنے دیتی۔ وہ اُن کی چھوٹے موٹے کاموں میں مدد کر دیا کرتی تھی۔ مگر آج زندگی میں پہلی بار اُسے سب کے لیے ناشتہ بنانا پڑ رہا تھا اور رہ رہ کر اُسے اپنی ماما کی قدر اور زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔

کمرے کی خاموشی کو فون کی مسلسل بجتی گھنٹی توڑ رہی تھی۔ مگر بستر پر سوئے ہوئے شخص جسکا منہ تکیے کے نیچے دیا ہوا تھا اُس پر فون پر آتی کسی کال کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا. اور مقابل بھی اُسی کی طرح ڈھٹھائی سے مسلسل فون کیے جا رہا تھا۔ آخر کار اُس نے فون اٹھا کر کان کے ساتھ لگا ہی لیا۔

ابے عامر رر کیا موت آ گئی ہے یار اُس نے فون کان کے ساتھ لگاتے ہی بولا۔ اُسکو یقین تھا کہ اتنی ڈھٹھائی کا مظاہرہ اُسکا جگری دوست عامر ہی کر سکتا ہے.

برہان کے بچے کدھر گدھے گھوڑے سب بیچ کر سویا ہوا ہے ویسے حد ہوتی ہے لاپر وائی

کی۔آج ہمارا یونی کا پہلا دن ہے اٹھ چل میں بھی تیرے چکر میں لیٹ ہو جاؤں گا وہ اُسے اطلاع دے رہا تھا۔

اچھاااااٹھتا ہوں بس یار رُک دو منٹ وہ کہتا آنکھیں واپس موندھ چکا تھا۔

سُن ! میں تیری ماں نہیں ہوں جو اپنے دُلارے بیٹے کو پیار سے اُٹھائے گی۔ چل اب ڈرامے نہ کر ابھی عامر کی بات ختم ہوئی نہیں تھی کہ برہان فون بند کر چکا تھا جس پر عامر کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔اور ساتھ ہی برہان کا میسج سکرین پر جگمگایا تھا۔

ماں سے کم بھی نہیں ہے جسے دیکھ کر اسکے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

ارے ! اوبی بی کدھر چل دی کچن کون سمیٹے گا؟ یہ مومل کی پھوپھو تھیں جو اُسے کمرے کی طرف جاتا دیکھ فوراً بول پڑی تھیں۔

جی پھوپھو وہ سب نے ناشتہ کر لیا تو میں نے سوچا میں تیار ہو جاتی ہوں یونی بھی جانا ہے لیٹ ہو جاؤں گی وہ واپس پیچھے مڑتی ہوئی بولی

تو وہ فوراً کہنے لگیں ناشتہ بن گیا تھا تو برتن کون دھوئے گا ماں نے کوئی سلیقہ نہیں سکھایا تم کو بس پڑھائیاں کرا لوان سے۔ آگے یہ ڈگریاں نہیں کام آئیں گی اُنہیں تو بس موقع مل گیا تھا اُسے سنانے کا جسکی تلاش میں وہ اکثر رہتی تھیں۔

وہ بغیر کچھ کہے جب واپس کچن کی جانب جانے لگی تو اپنے پاپا کی آواز پر اُسکے قدم وہیں رک گئے۔

بیٹا تم تیار ہو جاؤ سیما آ کے پتا کر گئی ہے پہلے بھی تمہارا وہ ابھی دوبارہ آتی ہو گی ساتھ ہی جانا دونوں اس کے پاپا دروازے سے نکلتے نکلتے اُس سے مخاطب ہوئے تھے۔

سیما مومل کی بچپن کی سہیلی تھی. دونوں ساتھ ساتھ رہتی تھیں. دونوں ایک دوسرے کی پڑوسی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ہی سکول اور کالج میں پڑھی تھیں اور آج ایک ہی یونی میں بھی ساتھ جا رہی تھیں۔ اُن دونوں نے بچپن سے جوانی تک کا سفر ایک دوسرے کے ساتھ ہی گزارہ تھا۔ محلے کی گلیوں، چھتوں اور سب کے گھروں میں

جانا، کھیلنا کودنا ان کا ہمیشہ سے مشغلہ رہا تھا۔اور اب بڑے ہو کر دونوں ایک دوسرے کے دکھ درد، غم اور خوشی کی ساتھی تھیں.

برہان ناشتہ کرنے کے بعد اب یونی جانے کے لیے تیاریوں میں مصروف تھا جب عامر اُسے بار بار فون کر کر کے جلدی کرنے کو کہہ رہا تھا اور برہان مزے سے تیار ہو رہا تھا۔ کمرے میں سپیکر پر سے آتی عامر کی آواز گونج رہی تھی جس کا صبر اب جواب دے چکا تھا۔جبکہ برہان سفید پینٹ شرٹ میں ملبوس اپنے ڈریسنگ کے سامنے کھڑے بال بنانے میں مصروف تھا۔اُسے اپنے بالوں سے بہت لگاؤ تھا اور وہ اسی طرح اپنے بالوں کو سیٹ کرنے میں گھنٹوں لگا دیتا تھا۔اُسکی گوری رنگت پر اُسکے بھورے حسین بال غزب ڈھاتے تھے۔

برہان تیری شادی نہیں ہو رہی جو تو گھنٹوں لگا رہا ہے سجنے سنورنے میں۔اتنا ٹائم تو لڑکیاں بھی نہیں لگاتی ہو نگی عامر اب کی بار ذرا ناراضگی سے بولا۔

تو تجھے کیا اتنی جلدی پڑی ہے۔بڑا آیا پڑھا کو مجھے سب پتا ہے بیٹا تو یہ کس چکر میں جلدی مچا رہا ہے برہان اب جو گرز پہنتے ہوئے بولا۔

تُو ادھر ہی رہ میں یونی کے لیے نکل رہا ہوں خود ہی اور جب دلہن تیار ہو جائے تو پہنچ آئے یونی عامر جزبات میں کہتا فون رکھنے ہی والا تھا کہ برہان فوراً بول پڑا اچھا نا آرہا ہوں دس منٹ کے اندر تیرے پاس پہنچ جاؤں گا پک کرنے کے لیے وہ کہتا اب فون بند کر چکا تھا۔

مومل کالے رنگ کی فراک پہنے ہوئے تھی جو اس کے گھٹنوں تک آتا تھا ساتھ اُسنے کالے رنگ کا ہی ٹراؤزر پہنا تھا جو ٹخنوں کو ڈھکے ہوئے تھا۔ مختلف شوخ سے رنگوں کا دوپٹہ اُس نے سر پر تو لیا ہوا تھا مگر وہ بار بار اُس کے سر سے سرک کر اُتر جاتا اور وہ یاد آنے پر اُسے ٹھیک کر لیتی۔ اُسکے لمبے کمر تک آتے بال کُھلے تھے جو سر پر دوپٹہ ہونے کے باوجود نمایاں تھے۔

ہوا ہونے کے باعث اُسکے بالوں کی آوارہ لٹیں بار بار اُس کے خوبصورت چہرے کو چھو رہی تھیں جنہیں وہ بار بار کان کے پیچھے اڑس رہی تھی۔ اُسکی جھیل سی گہری آنکھیں اُسکی خوبصورتی کو چار چاند لگاتی تھیں۔ کوئی انہیں دیکھے تو شاید ہی تعریف کیے بنا رہ سکے۔ اُسکی گھنی پلکیں جن پر اُس نے مسکارہ لگا رکھا تھا اسکی آنکھوں کو اور خوبصورت

بنا رہی تھیں۔اسکے گال پر پڑتے ڈمپل جب وہ ہنستی تو تب نمایاں ہوتے وہ بلاشبہ نہایت خوبصورت تھی۔

اِس وقت سیما اور مومل دونوں یونی کا داخلی حصہ عبور کر چکی تھیں۔وہ دونوں اپنی باتوں میں مصروف جا رہی تھیں کہ اچانک مومل کو اپنے ساتھ بھاری بھر کم وجود ٹکراتا ہوا محسوس ہوا جسکی وجہ سے اسکا ہاتھ میں پکڑا ہوا موبائل زمین بوس ہو گیا۔اس نے ایک نظر زمین ہر پڑے موبائل کو دیکھا اور پھر سامنے والے کو۔

آپ دیکھ کر نہیں چل سکتے یہ کونسا طریقہ ہوا چلنے کا مومل غصے سے سامنے والے کو دیکھتے ہوئے بولی جو کوئی اور نہیں برہان ہی تھا۔

اور اگر یہی بات میں کہوں تو آپ بھی تو دیکھ کر نہیں چل رہی تھیں میڈم یہ آنکھیں بند کر کے چل رہی تھی کیا وہ آخری جملے پر زور دیتا ہوا بولا اور ساتھ ہی ساتھ ایک نظر اسکی خوبصورت آنکھوں پر ڈالی۔

اچھاااااایک تو چوری اوپر سے سینازوری میں آپ سے اتنی تمیز سے بات کر رہی ہوں

اور آپ ہیں کہ مجھ پر ہی چڑھائی کر رہے ہیں۔ یہ نہیں کہ معافی مانگے بندہ آپ کی وجہ سے میرا فون گر گیا وہ غصے سے کہتی اپنا فون اٹھا رہی تھی۔

تو میں نے کہا تھا کہ آ کے مجھ سے ٹکرا جاؤ برہان بڑے مزے سے کہتا آگے بڑھ چکا تھا اور اُسے اور تپا گیا تھا جبکہ مومل حیرت کا مجسمہ بنے اُسے جاتا دیکھ رہی تھی۔

بھورا بندر نا ہو تو میرا فون توڑ دیا وہ اب اپنے فون کی سکرین پر آئے نشان کو دیکھتے ہوئے افسوس اور اُسے جاتا دیکھ کر غصے سے بولی۔ اُسکا موڈ پہلے ہی پھوپھو کی باتوں کی وجہ سے خراب تھا اور رہی کسر برہان نے پوری کر دی تھی۔

اچھا ریلیکس چھوڑو تم اُسے ہمیں دیر ہو جائے گی چلو اب سیما اسکا ہاتھ پکڑے اُسے اپنے ساتھ کلاس میں لے گئی۔

کلاس میں جا کر دونوں نے سب سے بات کی۔ وہ دونوں خوش مزاج تھیں اسی لیے انہیں کسی سے بات کرنے میں کوئی پریشانی نہیں پیش آئی تھی اور کچھ ہی دیر میں پروفیسر بھی کلاس میں داخل ہوئے۔

پروفیسر کے آنے پر سب اپنی نشستوں پر براجمان ہو گئے۔ تب ہی مومل کو سیما کے

بتانے پر علم ہوا کہ وہی لڑکا بھی کلاس میں موجود ہے جس سے مومل ٹکرائی تھی۔ مومل نے جب اُسے دیکھا تو وہ واقعی وہی تھا۔اُس نے برہان کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا جو اپنے دوست عامر کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھا۔پروفیسر کے تعارف کے بعد سٹوڈینٹس کے مصنوعی تعارف کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس پر مومل اور برہان کو ایک دوسرے کے ناموں کا پتا چلا۔

دن کو جب مومل یونی سے گھر آئی تو بہت تھکی ہوئی تھی اور اُسے اندازہ تھا کہ گھر جا کر کام تو اُسے ہی کرنے ہیں کیونکہ ماما کے واپس آنے تک سارے کام اُسے ہی تو کرنے تھے۔گھر پہنچ کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں جا کر فریش ہونے چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واشروم سے نکل کر نماز ادا کرنے لگی۔اُس نے جیسے ہی نماز ختم کی تب ہی اچانک اپنے پیچھے سے آتی اپنی ماما کی آواز پر وہ ایک دم سے چونک کر پلٹ گئی۔

موم جان آپ؟آپ کب آئیں آپ تو کل آنے والی تھیں نا؟؟وہ ماں کو دیکھ کر فوراً اُن سے لپٹ کر بولی۔

جی بچہ میں کل آنے والی تھی مگر پھر تمہاری نانو نے کہا کہ جاؤ بچی پریشان ہو رہی ہو گی

اکیلے اور گھر کی ذمہ داری بھی تو تھی وہ اُسے پیار کرتے ہوئے بتا رہی تھیں۔

آپ رہ لیتی نانو کی طبیعت کیسی ہے اب؟ وہ ان سے الگ ہوتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

وہ اب ٹھیک ہیں تمہارا آج پہلا دن کیسا گزرا؟ اور چلو کھانا کھالو تھک گئی ہوگی یاسمین بیگم نے اسکو دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں موم جان مجھے بھوک نہیں ہے میں بس سوؤں گی آج کا دن اچھا گزرا مگر میں تھک گئی ہوں بہت مومل بستر پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

چلو اچھا سو جاؤ پھر اٹھ کے کچھ کھا لینا وہ کہتی باہر نکل گئیں اور مومل بیڈ پر گرنے والے انداز میں لیٹ کر آنکھیں موندھ گئی۔

اس وقت شام کا سورج غروب ہو رہا تھا اور موسم بہت خوشگوار تھا. ہلکی ٹھنڈی ہواؤں کا بسیرا ہر طرف تھا۔ صدیقی ہاؤس میں اس وقت لاؤنج میں سب خوشگوار ماحول میں شام کی چائے نوش فرما رہے تھے۔ صدیقی صاحب کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی جو سب سے چھوٹی اور لاڈلی تھی۔ بڑے بیٹے کا نام عمیر صدیقی تھا اور چھوٹے بیٹے کا نام برہان

صدیقی تھا جبکہ چھوٹی بیٹی کا نام آمرحہ تھا جسے دونوں بھائی اکثر چھوٹی کہہ کر پکارتے تھے۔

عمیر ایک قابل اور ہونہار بیٹا تھا جس نے اپنے بابا کے ساتھ بزنس کی دنیا میں قدم رکھ لیا تھا۔ جبکہ برہان کا مزاج اپنے بڑے بھائی سے بالکل مختلف تھا۔ شاید ہی کوئی ان دونوں کو بھائی کہہ سکے دونوں کی طبیعت میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ عمیر جتنا قابل اور محنتی انسان تھا برہان اتنا ہی لاپروہ اور کام چور تھا. جسے دوستوں سے خوش گپیوں میں اور فٹ بال اور دیگر کھیلوں میں انتہا کی دلچسپی تھی اور پڑھائی کا تو کوئی اُس سے سوال بھی نہ کرے۔ وہ اکثر اپنا سارا کام آمرحہ سے کروالیتا تھا جو ابھی میٹرک میں پڑھ رہی تھی۔ صدیقی صاحب اپنے کام چور بیٹے کے لیے اکثر فکر مند رہتے تھے اور عمیر انہیں اطمینان دلاتا رہتا تھا کہ وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

برہان آمرحہ کو تنگ کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا جیسے اُسے تنگ کیے بغیر اُسکا کھانا ہضم نہ ہوتا ہو اور اس وقت بھی وہ اُسے چڑانے کی سر توڑ کوشش کر رہا تھا۔ آج آمرحہ دن سے کچن میں گھسی ہوئی تھی۔ اس نے یوٹیوب سے کچھ دیکھا تھا اور اب اُسے بنانے کی کوشش میں اُس نے دن سے شام کر دی تھی۔ آمرحہ کے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے اور

ساتھ ہی بنائی ہوئی چیزیں پیش کی گئی تھیں۔

برہان چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے بولا اوہوں یہ چائے کس نے بنائی ہے اور سامنے رکھی چیز جس کا اندازہ لگانا مشکل تھا کہ یہ اصل میں ہے کیا اُسے دیکھتے ہوئے فوراً بولا یہ بریڈ پر اتنا ظلم کس نے کیا بھئی جبکہ اُسے معلوم تھا کہ یہ کارنامہ آمرحہ نے سرانجام دیا ہے۔

کیوں بھائی کیا ہوا؟ صحیح نہیں ہے کیا؟ آپ چکھیں تو آمرحہ ٹٹولتی نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہوئے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ چائے آج کچھ ٹھیک نہیں بنائی فکیرہ (نوکرانی) نے اور یہ اِسکا تو پورا کا پورا نقشہ ہی بگڑا ہوا ہے وہ آمرحہ کو دیکھے بغیر ایک ہاتھ میں چائے کا کپ پکڑے اور ساتھ ہی سامنے رکھی چیز کو دیکھتا ہوا بولا۔

چائے صحیح نہیں بنی کیا ٹیسٹ بھی نہیں اچھا کیا؟ اور اِسے بریڈ رول کہتے ہیں وہ روہانسی شکل بنائے پوچھ رہی تھی اور ساتھ ہی اُس چیز کا نام بھی بتا رہی تھی۔

بریڈ رول تو کہیں سے نہیں لگ رہے اور چائے تو بالکل بدمزہ ہے نہ کوئی ذائقہ ہے۔

ایسے لگ رہا ہے اُبلا ہوا پانی پی رہا ہوں وہ مزے سے کہتا ساتھ ایک اور گھونٹ بھر رہا تھا۔ حالانکہ چائے اتنی بُری نہیں بنی تھی جتنی وہ ایکٹینگ کر رہا تھا آمرحہ کو تنگ کرنے کے لیے۔

آمرحہ نے اپنی اتنی محنت سے بنائی ہوئی چائے اور بریڈ رول جو وہ دو دفعہ جلانے کے بعد تیسری باری میں اُن لوگوں کے لیے لے کر آئی تھی ان سب کی اتنی بے حرمتی سُن کر جلدی سے پہلے چائے کا گھونٹ بھرا جو اس نے ابھی تک ایسے ہی ہاتھ میں اُٹھا رکھی تھی۔ جبکہ برہان کن اکھیوں سے اُسے دیکھتا محظوظ ہو رہا تھا۔

یہ تو بلکل ٹھیک ہے اور اتنی بیکار بھی نہیں بنی چینی بھی ٹھیک ہے وہ معاصومانہ انداز میں کہتی چائے کو دیکھ رہی تھی۔ جبکہ سب کے زوردار قہقے نے اُسے یہ بات سمجھا دی تھی کہ برہان اُس وقت سے اُسے تنگ کرنے کا اپنا کوٹا پورا کر رہا تھا۔

ببببھائی آ گر اتنی اچھی نہیں ہے تو آپ نے یہ سارا کپ ختم کیسے کر لیا۔ میں نے اتنی اچھی چائے بنائی ہے وہ اُسے بھنویں اچکا کر دیکھتی پوچھ رہی تھی اور ساتھ اچھی چائے بنانے کی اطلاع بھی دے رہی تھی۔

کیاااا یہ تو ہماری چھوٹی نے بنائی ہے پھر تو بہت اچھی بنی تھی برہان ایسے حیران ہو کر

بولا جیسے وہ بے خبر تھا۔بس بریڈ بیچاری کے ساتھ بہت ظلم ہوا ہےاور ساتھ ہی اُسے دوبارہ تنگ کرنے کے لیے بولا۔

بببھھھھاااائی وہ بھائی کو لمبا کھینچ کر بولتی ہوئی اُسے مصنوعی

ناراضگی سے دیکھ رہی تھی۔ جبکہ باقی گھر والے ان کی اس حرکت کو دیکھ کر محظوظ ہو رہے تھے کیونکہ یہ سب صبح شام کی کہانی تھی۔

اچھا اچھا ناراض تو نہ ہو میں تو مذاق کر رہا تھا اپنی چھوٹی سے وہ اُسے روز کی طرح پیار سے منانے کے لیے بتا رہا تھا۔

ہمم چائے بہت اچھی تھی اور باقی چیزیں بھی ایسا ہی ہے نا؟ وہ اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھتی کہہ رہی تھی جواب باہر نکلنے کی تیاریوں میں تھا اور اُس سے تصدیق کرانا چاہ رہی تھی۔

اتنے میں وہ لاؤنج سے باہر نکل چکا تھا اور وہیں سے بولا دوبارہ ناکام شیف بننے کی ضرورت نہیں ہے ہمارے پیٹوں پر رحم کھاؤ کچھ وہ بھی کہاں بعض آنے والی چیز تھی۔

جس پر آمرحہ نے اندر سے ہی جھٹ سے ناراضگی میں بولا بھائی میں آپ سے بات

نہیں کروں گی ہر وقت مجھے تنگ کرتے رہتے ہیں۔

جبکہ برہان کا فلک شگاف قہقہ دور سے سُنائی دیا تھا اور اُس کی آواز دور ہوتی چلی گئی تھی غالباً وہ جا چکا تھا۔ جبکہ آمرحہ اپنی بنائی ہوئی چیزوں کو دیکھتی رہ گئی۔

مومل کی آنکھ جب کھلی تو اُس وقت گھڑی رات کے سات بجا رہی تھی اور جب اس نے ٹائم دیکھا تو جھٹ سے اٹھ گئی۔

ارے ارے اتنی دیر تک کیسے سو گئی مومل تم وہ بیڈ سے اُترے ہوئے خود کو ڈانٹنے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔ بیڈ سے اُتر کر وہ سیدھا نیچے آئی۔

جہاں اسکی بہنیں، پھوپھو اور انکے بچے سب ٹی وی دیکھنے میں مشغول تھے۔ دادی بھی وہیں موجود تھیں جو اُسے آتے دیکھ کر فوراً بولیں نیندیں پوری ہو گئیں؟ یونیورسٹی سے آکے ایسے کمرے میں گھس گی کہ جیسے بہت کام کر کے آئی ہو۔

انکی آواز دھیمی مگر لہجے کی بے رُخی صاف واضع تھی۔ جس کے جواب میں اُس نے دادی کے بولے جانے والے لفظ کی درستگی کرنا چاہی۔

یونیورسٹی دادی وہ صرف اتنا ہی کہہ سکی۔

لو بھئی یہ کل کے بچے ہمیں سکھائیں گے الٹا وہ اُسے اور ہی جھڑک رہی تھیں۔

جواباً وہ کچھ نہ کہہ سکی اور ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کچن کی طرف چلی گئی۔ جہاں اسکی ماما کھانے کی تیاریوں میں مصروف تھیں۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد اور ماما کے ساتھ ہیلپ کرانے کے بعد وہ واپس اپنے کمرے میں آکر اپنا کام کرنے لگی اور کافی دیر کام کرنے کے بعد اُسے نیند نے واپس سے آگھیرا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگلے دن مومل اور سیما یونی میں موجود تھیں۔ آج ان کی یہ کلاس فری تھی جسکی وجہ سے وہ سب اِس وقت اپنے ڈیپارٹمنٹ کے سامنے بنے لان میں بیٹھے تھے۔ مومل اور اُسکے کچھ باقی کلاس فیلوز گول دائرے کی شکل میں گھاس پر بیٹھے خوش گپیوں میں مشغول تھے. آج موسم معمول سے ہٹ کر زیادہ خوشگوار تھا۔ آسمان پر گھنے بادل چھائے ہوئے تھے۔ تب ہی اچانک بارش کے کچھ قطرے وہاں بیٹھے سٹوڈنٹس کے

وجود کو چھونے لگے۔ کسی کے کہنے پر مومل کے ساتھی باری باری واپس ڈیپارٹمنٹ کا رُخ اختیار کر گئے۔

جبکہ مومل وہیں اپنی جگہ پر کھڑی ہو کر بارش کا لطف اٹھانے لگی۔ چونکہ بارش ہلکی تھی جس کے باعث وہ اپنا منہ آسمان کی طرف کیے بارش کے قطروں کو اپنے خوبصورت چہرے پر چُن رہی تھی۔ وہ آنکھیں بند کیے آسمان کی جانب اپنا رخ موڑ چکی تھی۔ دور کھڑی سیما اُسے آوازیں لگا رہی تھی جسکا اُس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

برہان اور عامر تیز قدموں سے چلتے ڈیپارٹمنٹ جا رہے تھے۔ کیونکہ وہ لوگ دوسرے ڈیپارٹمنٹ اپنے کسی دوست کے ساتھ گئے ہوئے تھے اور اب عامر اُسے واپس زبردستی لے کر آ رہا تھا کیونکہ اُنکی ایک کلاس ابھی رہتی تھی اور عامر پر آجکل پڑھائی کا بھوت سوار تھا۔ برہان کی نظر اچانک سامنے بارش میں جھومتی ہوئی مومل پر گئی۔

جو آس پاس سے بے خبر بارش میں بھیگنے میں مصروف تھی۔ دونوں بازو پھیلائے بارش میں گول گھوم رہی تھی وہ بھول چکی تھی کہ وہ اس وقت یونی میں ہے اُسے بارش اسی حد تک اچھی لگتی تھی۔ بارش نے اب زور پکڑ لیا تھا اور بارش کا پانی مومل کو بھیگا رہا

تھاالبتہ وہ پوری طرح بھیگی نہیں تھی مگراس کے بال تقریباً بھیگ چکے تھے۔دور بارش سے بچ کر کھڑی سیما کی آوازیں اب چیخوں میں بدل چکی تھیں جنہیں مومل مکمل نظر انداز کیے ہوئی تھی۔

برہان اُسے دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک وہ گول چکر لگاتے لڑکھڑائی تھی اور برہان کے بازو بے ساختہ آگے کو ہوئے تھے جیسے اُس کو گرنے سے بچالے۔ مگر وہ خود ہی سنبھلتی اپنی جگہ پر واپس کھڑی ہوئی تھی۔اُس نے نظریں چاروں طرف دوڑائی تھیں کہ کہیں اُسے کسی نے دیکھا تو نہیں۔تب ہی اس کی نظر دور کھڑے برہان پر پڑی جو اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔ایک پل کو دونوں کی نظریں ٹکرائیں تھیں۔مگر مومل جھٹ سے دوسری طرف مڑ گئی اور اپنی آنکھیں میچ گئی۔

اِسے ہی دیکھنا تھا اُففففف مومل تم بھی نا کیا ضرورت تھی بارش میں بھیگنے کی وہ آنکھیں میچتے خود کلامی کر رہی تھی۔

مومل کی اِس حرکت پر ایک دلفریب مسکراہٹ نے برہان کے ہونٹوں کا احاطہ کیا تھا اور بے ساختہ وہ اُسے پاگل عورت کے لقب سے نوازتا اپنا سر خم کر گیا تھا۔

رات میں وہ اپنے کمرے میں ہی موجود تھی۔ کمرے کے سنّاٹے میں اُسکی چھنکوں کی آواز خلل ڈال رہی تھی۔ اس وقت وہ اپنے بستر میں بیٹھی بستر پر چاروں طرف کتابیں پھیلائے کام میں مگن تھی تب ہی اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور اُس نے سر اٹھا کر آنے والے کی طرف دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آئیں موم جان وہ کہتی واپس اپنے کام میں مشغول ہو گئی تھی۔

طبیعت کیسی ہے اب ایسا نزلہ اور بخار کیسے ہو گیا یقیناً تم بارش میں بھیگی ہو گی سچ سچ بتاؤ یاسمین بیگم چائے کا کپ اُسے تھماتی ہوئی بولیں۔

ارے نہیں وہ موسم چینج ہو رہا ہے نا اس لیے وہ چائے کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

ادھر میری طرف دیکھو کیا میں تمہیں جانتی نہیں وہ اُسے گھوری سے نوازتی ہوئی بولیں۔

جی موم جان آپ کو تو پتا ہے نہ مجھے بارش کتنی پسند ہے تو بس تھوڑا سا ہو گیا تھا وہ معصوم سی شکل بنائے بولی تھی۔

ہاں مجھے سب پتا ہے اور یہ تھوڑے سے کا کام نہیں ہے جو اتنا بخار ہو گیا۔ وہ اب اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔ اُسے واقعی بہت تیز بخار ہو رہا تھا۔

کچھ نہیں ہوتا موم جان آپ پریشان نہ ہوں یہ کل تک ایک دم ٹھیک ہو جائے گا وہ انھیں دیکھتے کہہ رہی تھی جو اس وقت اُس کی کتابیں اکٹھی کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ رہی تھیں۔

چلو اب سو جاؤ چائے پی کر اور صبح یونی جانے کی ضرورت نہیں ہے وہ کہتی باہر نکل گئیں۔ جبکہ مومل چائے کا کپ ہاتھ میں لیے بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھتی چائے پینے لگی۔

اگلی صبح اُسکی آنکھ کھلی تو گھڑی دن کے گیارہ بجا رہی تھی مگر باہر کے مناظر کچھ اور تھے۔ باہر کا منظر شام کا سا سماں باندھ رہا تھا۔ آسمان پر کالے بادلوں نے اپنا ڈھیرا جمایا

ہوا تھا۔ وہ بستر سے نکل کر اب اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی باہر کے موسم کا جائزہ لے رہی تھی۔

لگتا ہے بارش ہونے والی ہے پھر سے لیکن آج تو موم جان بالکل نہیں جانے دیں گی بارش میں وہ کھڑکی سے ہاتھ باہر نکالے اُداسی سے خود کلامی کر رہی تھی. کھڑکی واپس بند کر کے وہ واشروم میں منہ ہاتھ دھونے چلی گئی تھی۔ موسم ہلکا ہلکا ٹھنڈا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ سردی کے شروع شروع کے دن تھے۔ گرمی چیکو مہمان بنی ہوئی تھی جو واپس جانے کا نام نہ لیتے مگر پھر بھی آخر کب تک رہ سکتے تھے ایسا ہی حال اس سال کی گرمی کا بھی تھا جو جانے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی مگر شاید ان مسلسل ہوتی بارشوں نے اُسے رخصت کر ہی دیا تھا۔

مومل جب نیچے آئی تو اس کے سیڑھیوں سے اُترے تیز قدم ہلکے پڑے تھے کیونکہ باہر کا موسم جتنا خوشگوار تھا اسکے گھر کا موسم اُسے اتنا اچھا نہیں محسوس ہوا تھا۔ وہ صحن میں بیٹھے لوگوں کو سلام کرتی سیدھا کیچن میں آئی تھی اُسے اندازہ تو ہو گیا تھا کہ باہر کس لیے میٹنگ منعقد کی گئی ہے۔

وہ کچن کی کھڑکی کے ساتھ لگی باہر کے حالات کی نوعیت کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ صحن میں موجود اُسکے پاپا جہانگیر صاحب ہاتھوں میں ہاتھ دیے بڑے تحمل سے اپنے سامنے بیٹھے شخص کی بات کو سن رہے تھے جو اُنکا بہنوئی تھا۔ دونوں کے درمیان میز حائل تھا جس پر اس وقت چائے رکھی جا رہی تھی۔ دور بیٹھی اُسکی دادی اپنی بیٹی کو گلے سے لگائے سہلا رہی تھیں جن کو رونا صرف اُسی وقت آتا جب انکے شوہر انہیں واپس لینے آتے تھے اور یہ عمل سال میں دو بار تو دہرایا جاتا تھا۔ پھوپھو کی قینچی جیسی تیز زبان انہیں اپنے گھر ٹکنے نہیں دیتی تھی حالانکہ غلطی انہی کی ہوتی تھی مگر ہمیشہ کی طرح اس بار بھی وہ مظلوم بنی کونے میں بیٹھی تھیں۔ اپنی ماما کو واپس کچن کی طرف آتا دیکھ وہ سیدھی ہوئی تھی۔

آپ کو کیا لگتا ہے یاسمین صاحبہ باہر کے مذاکرات کامیابی کی طرف جاتے دکھائی دے رہے ہیں یا نہیں مومل انکے منہ کے آگے اپنے ہاتھوں کا مائیک بنائے کھڑی ان سے سوال کر رہی تھی۔

چپ کر جاؤ لڑکی اتنی سیریس بات چل رہی ہے اور تمہیں مزاح سوجھ رہا ہے اسکی ماما نے اسے غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اب اسکے مائیک کا رخ اس کی طرف تھا اور وہ دھیمی مگر جوشیلی آواز میں بولی جی ہاں تو ناظرین آپ دیکھ سکتے ہیں ہماری آواز کو دبایا جا رہا ہے جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ معاملہ سنگین ہوتا جا رہا ہے۔

مومل کی اس حرکت سے اسکی ماما کے چہرے پر ایک گہری مسکراہٹ پھیلی تھی جبکہ مومل کا زوردار قہقہ بلند ہوا تھا مگر پھر ماما کی گھوری پر اس نے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنی ہنسی کو روکا تھا۔

آخر تین گھنٹے کے اس لمبے چوڑے مذاکرات کا فیصلہ بھی سنایا گیا تھا جسے سننے کے لیے مومل ایک دم سے برتن چھوڑ کر کچن کے دروازے کی طرف لپکی تھی اور فیصلہ سن کر اس نے ایک چھلانگ لگائی جیسے اُسے بہت بڑی کامیابی ملی ہو۔ مگر باہر کھڑی اسکی پھوپھو کو یہ فیصلہ کچھ اچھا نہیں لگا تھا کیونکہ انہیں واپس جانا تھا۔ کچھ دیر بعد پھوپھو سب سے مل کر آخر اپنے گھر جا چکی تھیں۔

مبارک ہو اپکی ایک عدد ساس کم ہو گئی ہے مومل برتن سمیٹتے ہوئے مزے سے بولی۔

شرم کرو مومل بُری بات ہے ایسا نہیں کہتے یاسمین بیگم اُسے ڈانٹ رہی تھی جس پر انکی ڈانٹ کا اثر نہیں ہوا تھا۔

اگلے دن مومل جب یونی گئی تو ایک نئی خبر نے اسکا استقبال کیا جو اُسے پسند نہیں آئی تھی۔ وہ اور سیما ابھی کلاس میں داخل ہوئی تھیں اور انکا سی آر سب کو انکے گروپ اور ٹاسک بتا رہا تھا اور وہ سب نوٹ کر رہے تھے اور ساتھ ہی پروفیسر کا آرڈر بھی سنایا گیا تھا کہ گروپس چینج نہیں ہونگے۔ جیسے جیسے مومل لوگوں کے گروپ کا بتایا جارہا تھا ویسے ویسے مومل کے تاثرات بدل رہے تھے۔

یارررر وہ لکھتے لکھتے یار کو لمبا کھینچتی اپنے ساتھ بیٹھی سیما سے مخاطب ہوئی یہ سر نے کیا کیا ہے ان کو یہی ملا تھا ہمارے گروپ میں گھسانے کے لیے۔

اب کیا ہو سکتا ہے اب جو ہے وہ یہی ہے سیما لکھتے ہوئے بغیر اسے دیکھے بولی۔

سر کو یہ بھورا بندر ہی ملا تھا اٹھا کے ایک ہی گروپ میں گھسا دیا ہے مومل اب دور بیٹھے برہان کو دیکھتے ہوئے کوفت سے بولی۔

میں نہیں کام کروں گی اس بندر کے ساتھ دیکھا تھا اس دن کتنی بدتمیزی سے بات کی تھی اس نے مجھ سے وہ سیما کو اپنا فیصلہ سنا رہی تھی۔

کام تو کرنا ہی پڑے گا سر کا آرڈر ہے سیما اُسے دیکھتے ہوئے بولی۔

کیا مصیبت ہے یار وہ واقعی شدید کوفت کا شکار ہوئی تھی۔

کچھ ہی دیر بعد اب وہ دونوں کیفے میں بیٹھی برہان اور عامر کا انتظار کر رہی تھیں کیونکہ سیما نے عامر لوگوں کو کلاس کے بعد ملنے کے لیے کیفے میں بلوایا تھا۔اب ویک اینڈ سٹارٹ ہونے والا تھا اور گارمنٹ کی طرف سے تین چھٹیاں اور اناؤنس کی گئی تھیں جسکا مطلب یہ تھا کہ وہ تقریباً اگلا پورا ہفتہ یونی نہیں آنے والے تھے۔مومل اور سیما دونوں چاہتی تھیں کہ وہ ایک دفعہ ان سے مل کر پروجیکٹ کی کچھ چیزیں ڈسکس کر لیتے جن پر انہیں کام کرنا تھا۔

یار یہ نواب زادے ابھی تک آئے کیوں نہیں؟مومل تنگ آکر اپنی ساتھ والی کرسی پر بیٹھی سیما سے پوچھ رہی تھی جو مزے سے اپنے فرائیز کھانے میں مصروف تھی۔

آجائیں گے تم چھوڑو یہ فرائیز کھاؤ سیماہ فرائز کی پلیٹ اس کے آگے کرتی ہوئی بولی۔

تب ہی اچانک مومل کو وہ دونوں آتے ہوئے نظر آئے۔عامر مومل اور سیما کو دیکھتا ہوا

انہی کے پاس چل دیا اور برہان بھی اسی کے پیچھے چل پڑا۔ وہ دونوں اُن دونوں کے سامنے والی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

اس سے پہلے کے کوئی کچھ بولتا مومل جھٹ سے بولی آپ دونوں لیٹ کیوں آئے ہو اتنی دیر کہاں لگادی آنے میں ؟ وہ عامر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

اس سے پہلے کہ عامر کچھ جواب دیتا برہان نے جواب دینا ضروری سمجھا "ہمم نہ تو آپ ہماری ٹیچر ہیں اور نہ ہی یہ کوئی کلاس روم ہے جہاں لیٹ آنا ممنوع ہے اور لیٹ آنے پر سوالوں کا سامنا کرنا پڑے وہ سنجیدہ آواز میں کہتا اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مومل کو اس جواب کی توقع ہر گز نہیں تھی۔اس کے جواب پر بے ساختہ مومل کی نظریں اس کی طرف اٹھی تھیں اور وہ اس کے چہرے کو دیکھتی بامشکل اپنا غصہ ضبط کر پائی تھی جو اس وقت اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔

سیما دونوں کو دیکھتے ہوئے فوراً بولی اچھا گائیز ہم یہاں اس لیے موجود ہیں تاکہ ہم پروجیکٹ کو ڈسکس کر سکیں اور جلد ہی اپنا پروجیکٹ ورک سٹارٹ کر سکیں۔ آج سے

دو ہفتے بعد ہماری پریزنٹیسنز بھی سٹارٹ ہو جائیں گی اور یہ میجر پروجیکٹ ہے۔

بالکل ٹھیک میرا خیال ہے ہمیں اپنا کام ڈیوائیڈ کر لینا چاہیے اکی بار عامر نے اپنی رائے دی تھی۔

جی اسی لیے ہم سب یہاں موجود ہیں تاکہ بعد میں کسی کو کوئی مسئلہ نہ پیش آئے مومل سب کو سارے پوائنٹس کلیر کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ اسکی نظر اپنے سامنے بیٹھے برہان پر جا رہی تھی جسے اس ڈسکشن میں بالکل دلچسپی نہیں تھی اور وہ مجبوراً عامر کے کہنے پر یہاں آیا تھا ورنہ تو اسے پڑھائی کے کسی معاملے میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔

جب مومل اپنی ساری بات مکمل کر چکی تو سب نے اس کی باتوں سے اتفاق کیا سوائے ایک شخص کے جو برہان تھا۔

وہ سیدھا ہوتا میز پر بازو رکھتے ہوئے بولا مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ تم لوگ اتنے پریشان اور سیریس کیوں ہوا بھی تو تقریباً پندرہ دن رہتے ہیں اس سب میں وہ سنجیدہ سے لہجے میں کہتا اپنے سامنے بیٹھی مومل کو اور غصہ دلا گیا تھا۔وہ جتنا کنٹرول کر رہی تھی اُسے برہان کی باتیں اور غصہ دلا رہی تھیں۔جب وہ سیدھا ہوتے ہوئے کچھ بولنے لگا تو مومل سمت سب کا یہی خیال تھا کہ وہ اپنی رائے دینے لگا ہے اس سب کے بارے میں مگر برہان

صاحب سے ایسی توقع رکھنا حماقت تھی اور سامنے بیٹھے لوگ اس وقت برہان کو احمق سمجھ رہے تھے۔

دیکھو تمم تمہیں سمجھ نہیں آرہا کہ یہ پچاس نمبر کا پروجیکٹ کتنا ضروری ہے ہم سب کے لیے اور تم اس طرح کی احمقانہ بات کیسے کر لیتے ہو تم کام چور بھورے بندر مومل کی غصے سے کہی گئی ایک ایک بات ان کے آس پاس بیٹھے دوسرے لوگوں نے بھی سُنی تھی۔اور اُسے احساس بھی نہیں ہوا تھا اس چیز کا۔اس نے تو برہان کو غصے سے کہتے ہوئے اپنا سارا غصہ نکالا تھا۔

کیا کیا کیا پھر سے بولنا ذرا کیا کہا ابھی تم نے برہان اُسی کے چہرے پر نظریں گاڑے سوال کر رہا تھا۔

جب مومل کو احساس ہوا کہ اس نے کیا بول دیا تو وہ اپنے دانتوں کے بیچ زبان دیے خاموش رہی مگر پھر برہان کو دیکھتے ہوئے پر اعتماد طریقے سے بولی جو مسلسل اُسے ہی گھورے جا رہا تھا ہاں کیا کہا بھورا بندر ہی تو کہا ہے۔

برہان کو جس لقب سے نوازہ گیا تھا وہ پاس بیٹھے سیما اور عامر کو تو ہنسا گیا تھا مگر اسے تیش دلا گیا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ایسے پکارنے کی مس نکچڑی برہان اُسے انگلی دکھاتے ہوئے بولا۔

کیاااااااا کیا کہا تم نے مجھے مسٹر بھورے بندرررر مومل نے پہلے تو اپنی آنکھیں بڑی اور پھر آخر میں اپنی آنکھوں کو چھوٹی کرتے ہوئے اُسے غصے سے کہا تھا اور ساتھ ہی کھا جانے والی نظروں سے اُسے دیکھا تھا۔

وہی جو تم نے سنا جبر دار جو آئیندہ مجھے تم نے اس نام سے پکارہ تو برہان اسی کو دیکھتا کہہ رہا تھا۔اُن دونوں کے درمیان میز تھا ورنہ اُن دونوں کا کوئی بھروسہ نہیں تھا وہ کچھ بھی کر سکتے تھے دونوں تھے بھی تو ایک سے بڑھ کے ایک۔

میں تو کہوں گی تمہے نہیں پسند تو تم اپنے یہ ہاتھی جیسے کان بند کرلو مسٹر بھورے بندرررر مومل اب بڑے مزے سے اپنے سامنے پڑے فرائیز اُٹھاتی ہوئی بولی اب اسکا غصہ کم ہو چکا تھا اور اُسکا غصہ ایسے ہی ہوتا تھا۔اس سے پہلے برہان کوئی اور جوابی وار کرتا عامر اور سیما دونوں نے انہیں چپ کرادیا تھا مگر مومل کی باتیں برہان کو سخت تیش دلا گئی تھیں۔

سوات کے پہاروں کو برف نے ڈھکا ہوا تھا اور نیلے آسمان پر چھائے بادلوں کے درمیان چھپا سورج اپنی آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ حویلی میں اس وقت شدید گہما گہمی کا عالم تھا۔ حویلی کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا تمام نوکر بھاگ دوڑ میں لگے ہوئے تھے۔ ہر کوئی اپنے کاموں میں مصروف تھا جب خانم بی بی نے دور سے آتی اپنی بہو پروین کو آواز لگائی۔

جی اماں کیا بات ہے پروین بیگم نے انکے پاس آتے ہوئے پوچھا.

میرا شیر آرہا ہے بہو جلدی سے اوپر والے کمروں کی صاف صفائی تو کراؤ خانم بی بی اپنے سامنے پڑی پلیٹ سے ایک سیب اُٹھا کر بولیں۔

کیا بھائی صاحب آرہے ہیں بچے بھابی سب اتنے سالوں بعد آئیں گے کتنا مزہ آئیے گا۔

ارے پگلی کیسی بات کی ہے تو نے آج سے ٹھیک دو دن بعد اسکی اکلوتی بھتیجی کی شادی کی ساری تقریبات شروع ہو جائیں گی۔ اب بھی نہ آتا تو کب آتا خانم بی بی اب پلیٹ کو پرے دھکیلتے ہوئے پروین بیگم کو دیکھتی ہوئی بولیں۔

ہاں بس اماں اللہ میری بچی کے نصیب اچھے کرے پروین بیگم اپنی بیٹی کشمالہ کو دعا دیتی

ہوئی بولیں جسکی شادی کے سلسلے میں حویلی میں گہما گہمی کا عالم تھا۔

آمین آمین اچھا سب دیکھ لینا خانم بی بی کہتی پاس پڑے کچھ کپڑے کے جوڑوں کو دیکھنے لگیں۔

جی اماں پروین بیگم کہتی جا چکی تھیں۔

کیاااااالالا آرہے ہیں کشمالہ نے اپنی ماں کی اطلاع سُن کر ایک زوردار چیخ لگائی۔

آہستہ آہستہ کیا ہو گیا ہے لڑکی تم تو پاگل ہی ہو گئی ہو پروین بیگم اُسے اتنا اونچا بولتے ہوئے دیکھ کر اُس سے بولیں۔

امی کب آئیں گے وہ لوگ اتنے سالوں بعد میں لالا سے ملوں گی چاچا جان چھوٹی چچی جان سب وہ بہت خوش تھی۔

ابھی تھوڑا انتظار کرو تم وہ لوگ رات میں پہنچیں گے اور تم زیادہ باتیں نہیں کرو دلہن ہو تم دلہنیں زیادہ بولتی نہیں ہیں اُسکی امی نے اسے سمجھایا جبکہ وہ منہ بسورے انہیں دیکھنے لگی اور ساتھ ہی کچھ سوچتے ہوئے کھل کر مسکُرائی۔

کشمالہ پروین اور پرویز خان کی اکلوتی اولاد تھی۔ پرویز خان کی ایک بڑی بہن اور ایک چھوٹا بھائی تھا۔ جو کئیں سال پہلے شہر جا چکے تھے اور اب اتنے سالوں بعد گھر کی شادی پر سب اکھٹے آ رہے تھے۔ اللہ نے پرویز خان کو شادی کے کہیں سالوں بعد ایک ہی رحمت سے نوازہ تھا اور وہ بھی اتنی منتوں مرادوں کے بعد۔ کشمالہ کا کوئی بھائی نہیں تھا مگر اسکے دو بڑے کزنز تھے جنہیں وہ لالا کہتی تھی۔ کشمالہ اکلوتی ہونے کے باعث خاندان میں سب کی لاڈلی تھی۔ بچپن میں ہی پھوپھو نے کشمالہ کو اپنے بھائی سے مانگ لیا تھا اور اب کشمالہ کی شادی اسکی پھوپھو کے بیٹے سکلین سے ہونے جا رہی تھی۔ جو حویلی کی دوسری جانب رہتے تھے۔ کشمالہ اور سکلین دونوں کا نکاح تو ہو چکا تھا جو سادگی سے مسجد میں کیا گیا تھا مگر انکی رخصتی کی تیاریاں دھوم دھام سے کی جا رہی تھیں۔

دن کو جب برہان یونی سے آیا تو سیدھا اپنے کمرے میں گیا۔ کمرے میں جا کر اس نے ہاتھ میں پکڑا اپنا موبائل بیڈ کی طرف اچھال دیا اور اپنا رخ واشروم کی طرف کر دیا۔

واش بیسن پر جھک کر اسنے زور زور سے اپنے منہ پر چھانٹے مارے تھے پانی دور تک گیا تھا۔اب وہ اپنے آپ کو شیشے میں دیکھتا اپنا غصہ کنڑول کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

برہان ان لوگوں میں سے تھا کہ جسے غصہ تو آنا تو دور وہ کسی سے اونچی آواز میں بات تک کرنے کا روادار نہ تھا مگر بعض اوقعات اُسے بہت شدید غصہ آتا تھا اور وہ اسی طرح کمرے میں قید ہو کر اپنا غصہ کنڑول کرتا تھا کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ وہ کسی کو نقصان پہنچادے گا یا پھر اُس سے کچھ بہت بُرا سرزد ہو جائے گا۔

ایک بار بچپن میں کسی لڑکے نے آمرحہ کی گڑیا توڑ دی تھی تب برہان نے اس لڑکے کو پتھر مار کر اُسے زخمی کر دیا تھا۔

اور ایک باری تو کسی لڑکے نے اُس کی کاپی پھاڑ دی تھی تب برہان نے اسکی آنکھ میں ہی پینسل کا سکہ مار دیا تھا اور اس کی آنکھ بچتے بچتے بچی تھی۔تب سے ہی اسکے گھر والے کوشش کرتے تھے کہ اُسے غصہ نہ آئے۔صدیقی صاحب نے بچپن سے ہی اُسے تھیراپی سیشنز اور مارننگ واک اور یہ سب کروانا شروع کر دیا تھا اور انہی کی وجہ سے اس کے غصے کی شدت میں کچھ کمی آئی تھی۔

اب بس فرق یہ تھا کہ اُسے غصہ اتنی آسانی سے نہیں آتا تھا اور اگر آئے تو بھی وہ اُسے کنڑول کرنے کی پوری کوشش کر لیتا تھا۔ برہان جتنا بھی خوش مزاج اور شرارتی ہو مگر وہ اپنے جذبات احساسات کسی سے بانٹنے کا روادار نہیں تھا۔ وہ سخت طبیعت کا نہیں تھا وہ نرم مزاج بھی نہیں تھا غصے مِیں وہ برہان ہوتا ہی نہیں تھا جو وہ اصل میں تھا یا پھر شاید وہ سمجھ سے باہر کا تھا۔

ابھی وہ اسی طرح شیشے میں خود کو دیکھ رہا تھا جب دروازے پہ دستک ہوئی۔

برہان بیٹا کیا تم اندر ہو؟ برہان کی ماما نے واشروم کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے اُسے پکارا تھا۔

جی ماما کیا بات ہے وہ دروازہ کھولے باہر نکلا تھا۔ پانی کے قطرے اُس کے بھورے بالوں سے ٹپک رہا تھا اور آنکھیں غصے سے لال تھیں۔

کیا بات ہے بیٹا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟ برہان کی ماما نے اُس کے چہرے کو باغور دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ وہ انھیں واقعی ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔

جی ماما میں بالکل ٹھیک ہوں بس تھک گیا ہوں آج کچھ اُس نے صفائی سے ایک بہانا بنایا تھا۔

اچھا چلو ابھی تو ہم نے گاؤں جانا ہے تمھے پتا ہے نامالہ کی شادی کے سلسلے میں اور تم ابھی سے تھک گئے انھوں نے مسکراتے ہوئے کہا تھا جس پر اس کے بھی لب مسکرائے تھے۔

اچھا چلیں میں جلدی سے تیار ہو جاتا ہوں پھر نکلتے ہیں مالہ کو ہمارا انتظار ہو گا وہ مسکراتے ہوئے اب اپنی کب برڈ کی طرف بڑھا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ مسلسل اپنے کمرے میں ٹہلتی کسی کو بے چینی سے فون کر رہی تھی مگر شاید مقابل مصروف تھا۔ پھر آخر دس منٹ کے بعد فون اٹھالیا گیا تھا۔

فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے اُس وقت سے فون کر رہی ہوں اُسکی آواز میں غصے اور فکر مندی کے ملے جلے جزبات تھے۔ جو مقابل کو مسکرانے پر مجبور کر گئے تھے۔

ارے وہ بس تھوڑا بزی تھا ورنہ میری اتنی مجال کہ تمہارا فون نہ اٹھاؤں دوسری جانب

سے کہا گیا تھا۔

جس سے اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکان آئی تھی جسے وہ جلد ہی غائب کرتے ہوئے پھر سے بولی ہاں آئے بڑے پی ایم کونسی میٹینگ میں مصروف تھے۔

جواباً دوسری جانب سے زوردار قہقہ لگایا گیا اور وہ بھی کھل کر مسکرائی تھی۔

سوات پورا سنسان پڑا تھا مگر حویلی میں صبح کی سی گہما گہمی رات کے اس پہر بھی تھی۔ گھڑی اس وقت رات کے دس بجا رہی تھی مگر حویلی کی رونق اس وقت بھی کم نہ ہوئی تھی۔ خانم بی بی اور انکے بھو بیٹے بیٹی اور سب کزنز دروازے پر نظریں لگائے ہوئے تھے جبکہ کشمالہ اوپر اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی انتظار میں تھی. گاڑی آنے والوں کو لینے کے لیے نکل چکی تھی اور اب سب کے لیے انتظار کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

تب ہی اچانک دروازے پر کوئی سامنے آیا اور انتظار کی گھڑیاں آخر کار ختم ہوئیں۔ سب اپنی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے خانم بی بی اپنی ہی جگہ بیٹھی آنسو پونچھ رہی تھیں۔ ملنے ملانے کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ خانم بی بی بیٹے اور بھو سے مل کر جذباتی ہوئیں

تھیں۔

ارے میرے بچو تم لوگ آ گئے اب سب اچھا ہو گا کتنا یاد کیا تم لوگوں کو برہان میرا بچہ کتنا کمزور ہو گیا ہے، عمیر تو ویسے کا ویسا ہے میرے صدیقی کی طرح بالکل، آمرحہ کتنی بڑی ہو گئی ہے جب یہاں سے گئی تھی تو گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی خانم بی بی اپنے بچوں کو باری باری ملتی کہہ رہی تھیں۔

بی بی جان آپ تو اور خوبصورت ہوتی جا رہی ہیں۔ آخر اس خوبصورتی کا راز کیا ہے مجھے بھی بتائیں یہ برہان تھا اور اس طرح کی بات صرف وہی کر سکتا تھا۔

اسکی بات سن کر سب مل کر ہنسنے لگے اور سب کو ہنستا دیکھ اُسے بھی خوشی ہوئی جبکہ بی بی جان نے اُسے ایک گھوری سے نوازہ تھا جس پر اس نے انہیں اپنے ساتھ لگا لیا تھا اور وہ بھی اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتی اُسکے ماتھے پر بوسہ دے رہی تھیں۔

اچھا اب یہ رونا دھونا بند کریں شادی والا گھر ہے اور ہماری دلہن کدھر ہے دلہا صاحب اسنے آخری بات شرارت سے سکلین کو دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

لو بھئی سکلین کو کیا پتا ہو گا وہ اپنے کمرے میں ہے پھو پھو نے جواب دیا تھا۔

انکا جواب سنتے ہی آمرحہ سیدھا اوپر کی طرف دوڑی تھی کشمالہ سے ملنے جبکہ باقی سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

چچھوٹی کشمالہ آمرحہ کو کمرے کی جانب آتا دیکھ خوشی سے اسکی طرف لپکی تھی۔ اب دونوں ایک دوسرے سے گلے ملتے ہوئے ایک دوسرے کا پوچھ رہی تھیں۔ دونوں کی عمروں میں صرف دو سال کا فرق تھا اور دونوں میں خوب بنتی تھی۔ آمرحہ سے اسکی تقریباً روز بات ہوا کرتی تھی مگر آج اتنے سالوں بعد اُسے اپنے سامنے دیکھ کر اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے مل کر اب باتوں میں مشغول تھی کہ تب ہی اچانک دروازے پر دستک ہوئی دونوں نے ایک ساتھ دروازے کی جانب دیکھا تو وہاں برہان اور عمیر کھڑے تھے۔ کشمالہ بھاگنے والے انداز میں انکی طرف آئی تھی۔

لالا آپ کا کتنا انتظار کیا میں نے پتا ہے بہت دیر لگا ئی آپ لوگوں نے آنے میں اب وہ برہان سے ملتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

اس سے پہلے کہ برہان کچھ کہتا عمیر فوراً بولا ہاں بھئی انتظار تو برہان کا ہی ہو رہا تھا ہم

بیچاروں کا انتظار کون کرتا ہے۔

ارے نہیں لالا ایسا ہو سکتا ہے بھلا کہ میں آپ کا انتظار نہ کروں میں آپ سب کی بات کر رہی تھی اب وہ عمیر سے ملتی ہوئی کہہ رہی تھی۔

ان چاروں گزنز میں بہت پیار تھا بچپن سے ہی ایک دوسرے سے بہت کرتے تھے۔ ان میں سب سے بڑا عمیر تھا پھر برہان اسکے بعد کشمالہ اور پھر آمرحہ تھی۔ کشمالہ ابھی اُنیس برس کی ہوئی تھی اور اس کی شادی کی ڈیٹ اسی دن رکھ دی گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگلے دن مومل سیما کے کمرے میں بیٹھی اُس سے گلے شکوے کرنے میں لگی ہوئی تھی۔ دونوں کمرے میں بیٹھی آہستہ آواز میں سرگوشیوں میں بات کر رہی تھیں مگر مومل کا سپیکر کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا اور سیما وقفے وقفے سے اُس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اُسے آہستہ بولنے کو کہتی مگر مومل میڈم کا پارہ ساتویں آسمان پر تھا اور وہ اس کی کوئی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھی اور مومل کا ایسا کرنا جائز بھی تھا۔

ادھر برہان بھی اپنے جگری دوست کو لعنتوں اور گالیوں سے نواز رہا تھا۔اور اسکو بولنے کا ہرگز موقع ہی نہیں دے رہا تھا۔

میری بات تو سُن برہان عامر اب بے چارگی سے کہہ رہا تھا البتہ اُسے معلوم تھا کہ اسے لعنت تو پڑے گی ہی۔

تُو تو چپ ہی رہ اب بات نہ کر مجھ سے تو ہے ہی بے شرم تجھے ایسا کرتے ہوئے شرم نہ آئی برہان آج صحیح تپا ہوا تھا عامر پہ اور اسکا ایسا کرنا بنتا بھی تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مومل ایک بار پھر چیخ رہی تھی اور سیما بیچاری ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھے دوسرے ہاتھ سے اُسے آہستہ بولنے کا اشارہ کر رہی تھی۔

میں کیوں آہستہ بولوں میں تو چیخ چیخ کے سب کو بتاؤ گی ایسا کرتے ہوئے تم نے نہیں سوچا اب ڈر کیوں رہی ہو مومل ناراضگی سے بولی۔

بس کر دے میری ماں غلطی ہو گئی سب سے پہلے تمہے بتانا چاہیئے تھا اب سیما اسکے آگے

ہاتھ جوڑے کہہ رہی تھی اور ساتھ ہی کمرے کے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی حالانکہ دروازہ بند تھا مگر اُسے ڈر تھا کوئی سن نہ لے۔

کیاااااابتاناچاہیئے تھا بلکہ تمہے مجھے اس سارے کارنامے میں شامل رکھنا چاہیے تھا لیکن آپ تو بڑے لوگ ہیں مجھے کہاں اتنی اہم بات بتائیں گی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھا ناد وست ہے نا میرا پیارا بھائی ہے نا بس کرعامر معصومیت سموئے بولا۔

برہان کو اس وقت عامر کا چہرہ اپنی آنکھوں کے سامنے آتا دکھائی دے رہا تھا اور اُسے اب ہنسی آنے لگی تھی مگر وہ پھر سنجیدہ ہوتا بولا نہیں بھئی اب دوستی شوستی کہاں اب تو کوئی اور آگیا ہے اب بس طلاق طلاق طلاق جا جو مرضی کرنا ہے کر۔

بُرررررہاااااان عامر برہان کو لمبا کھینچتا ہوا بولا۔

اسکے ایسا کرنے سے برہان کا فلک شگاف قہقہ فون پر گونجا تھا اور ساتھ ہی ساتھ وہ بولا

یار توُ نے ری ایکشن تو صحیح بیویوں والا دیا ہے اُسے پھر سے ہنسی آئی تھی۔

ہاں تو توُ طلاق دے رہا تھا وہ بھی اتنی سی بات پہ عامر معصوم بنا کہتا رہا۔

پہلی بات تو میری بیوی نہیں ہے اس لیے زیادہ ایکٹینگ نہ کر اور دوسری بات یہ کوئی اتنی سی بات نہیں ہے۔ توُ ابھی میرے پاس ہوتا نا تو تجھے میں بتاتا اور تجھے پتا ہے میرا ہاتھ کتنا بھاری ہے برہان ہنستے ہوئے بولا۔

ہاں تو میں بتانے ہی والا تھا مگر توُ سوات جا کے بیٹھ گیا ہے وہ جواباً بولا۔

بتانے ہی والا تھا نہیں تجھے یہ مہان کام مجھ سے پوچھ کر کرنا چاہیئے تھا برہان پڑے مزے سے کہہ رہا تھا۔

اووو ہیلو یہ کوئی لڑائی جھگڑا یا پلاٹ کی بکنگ نہیں ہو رہی تھی جو تجھ سے پوچھ کے کرتا۔ یہ تو محبت کی بات تھی جس نے خود مجھ سے بھی نہیں پوچھا۔ بھلا محبت بھی کوئی پوچھ کے ہوتی ہے۔ محبت اجازت نہیں مانگتی کہ بھائی اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو میں ہو جاؤں وہ تو بس ہو ہی جاتی ہے عامر چمکتی آنکھوں سے بولا۔

اُوے مجنو کسی کے دل میں تو پلاٹ مل گیا نا تجھے اب ہم سے کہاں بات کرے گا۔ ہائے

دوست دوست نہ رہا برہان اُسے تنگ کرنے والے انداز میں بولا۔

برہان بس اب ڈرامے نہ کر عامر چڑ کر بولا تھا۔ جس پر برہان ہنس پڑا تھا۔

جبکہ دوسری جانب مومل ابھی بھی منہ پھولائے بیٹھی تھی بلکہ سیما کی حالت دیکھ کر اُسے اب مزہ آرہا تھا اس لیے وہ مصنوعی ناراضگی لیے ہوئی تھی۔

اچھا نا مومی بس کرو ورنہ میں رودوں گی سیما نے آخری حربہ آزمایا تھا جو وہ ہر بار کرتی تھی۔ وہ اکثر کبھی اپنی بات منوانے کے لیے یا پھر کبھی مومل کو منانے کے لیے اُسے مومی کہہ کر پکارتی تھی۔

نہیں بھئی اب ہماری وجہ سے کون روتا ہے اب تو کوئی اور آگیا ہے جس کے ناراض ہونے سے یہ آنکھیں برسیں گی مومل بڑے مزے سے کہتی اُسے تنگ کر رہی تھی۔

ارے اب ایسی بھی بات نہیں ہے سیما روہانسی ہو کر بولی۔

نہیں تو پھر کیسی بات ہے مومل آنکھوں میں شرارت لیے اُسے گُدگُدی لگاتے ہوئے بولی تھی۔ اب وہ دونوں بیڈ پر لیٹ گئی تھیں سیما مومل سے بچنے کی کوشش کر رہی


www.neweramagazine.com

تھی۔اب کمرے میں سرگوشیوں کی جگہ قہقہوں نے لے لی تھی۔

جی ہاں آپ ٹھیک سوچ رہے ہیں عامر اور سیما کی محبت کا دیپ جل چکا تھا۔اور دونوں نے اپنے اپنے دوستوں سے زندگی میں پہلی بار کوئی بات چھپائی تھی اور آج بتایا تھا۔ عامر کو سیما سے محبت ہو چکی تھی اور اب وہ سیما سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن رکاوٹ یہ تھی کہ سیما کے گھر والے اسکی ڈگری مکمل ہونے تک اسکی شادی کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے تھے۔سیما اور عامر گھر والوں سے کچھ چھپانا نہیں چاہتے تھے اسلیے اب دونوں سوچ میں تھے کے گھر کیسے بات کی جائے۔

عامر کا اس دنیا میں اپنی ماں کے علاوہ کوئی نہیں تھا اور اسکی ماں بھی گاؤں رہتی تھی جبکہ عامر یہاں ہاسٹل میں رہتا تھا۔اسکی برہان سے بہت اچھی اور گہری دوستی تھی انکے یارانے بہت مشہور تھے۔برہان کے خاندان میں شاید ہی کوئی عامر کو نہ جانتا ہو ورنہ وہ

دونوں بہت مشہور تھے اپنی بے مثال دوستی کی وجہ سے اور برہان کے والدین بھی عامر سے اپنی اولاد کی طرح پیش آتے تھے۔ برہان ان لڑکوں میں سے تھا جسے محبت جیسی کسی چیز پہ کچھ خاص یقین نہیں ہوتا اسکے لیے دوستی ہی سب کچھ ہوتی جبکہ عامر ان لڑکوں میں سے تھا کہ جو اکثر محبت کی باتیں کرتے رہتے وہ برہان سے اکثر کہتا تھا کہ محبت ہو گی تو کیسی ہو گی اور کیا محسوس ہوتا ہو گا اور برہان اکثر اسکا مزاح اُڑا دیتا لیکن آج عامر کو اس لفظ محبت کا احساس ہو رہا تھا وہ اس چیز کو پہلی بار ایکسپیرینس کر رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج رات کشمالہ کی مہندی تھی اور سب تیاریوں میں مصروف تھے۔ ہر طرف شادی کا شور تھا۔ چونکہ حویلی کی پچھلی طرف سکلین کا گھر تھا اور اسکی بھی آج ہی مہندی تھی اسلیے وہاں بھی یہی صورتِ حال تھی۔ سب بہت خوش تھے مگر کشمالہ کو کسی کا انتظار تھا اور اسکا انتظار جلد ہی مکمل ہونے والا تھا۔

دوپہر کا وقت تھا اور جہانگیر صاحب کام سے گھر آ چکے تھے جو عموماً شام کو گھر آیا کرتے تھے۔ مومل پیکنگ میں مصروف تھی اسکے پورے کمرے کا حلیہ ہی بگڑا ہوا تھا۔ جب اسکی ماما اس کے کمرے میں آئیں تو اس کے کمرے کی حالت دیکھ کر حیران ہو گئیں۔ کمرے کے داخلی حصے سے لے کر کمرے کے کونے تک ہر چیز بکھری پڑی تھی۔ بیڈ پر بیگ کھلا پڑا تھا جس کے قریب کپرے بکھرے پڑے تھے جن کی تعداد کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ الماری بھی کھلی پڑی تھی اور ڈریسنگ پر سارہ میک اپ کا سامان اور جیولری ایک سائڈ پر جمع کر کے رکھی گئی تھی جو اپنے تور پر ٹھیک سے رکھی گئی تھی مگر وہ بھی گند میں شمار کی جارہی تھی پورا کمرہ کسی دکان کا سا منظر پیش کر رہا تھا وہ بھی اگر کپڑوں، جیولری اور کاسمیٹکس کو ایک ہی دکان میں رکھا جائے۔

یہ کمرے کا کیا حشر کر دیا ہے اور تم نے ابھی تک پیکنگ نہیں کی تمہارے پاپا کب کے آ چکے ہیں کام سے یاسمین بیگم کمرے میں آتی ہوئی بولیں۔

کیا کروں موم جان مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا کیا کیا لے کر جاؤں اویہ پیکنگ مجھ سے

نہیں ہو رہی مومل کمر پر دونوں ہاتھ رکھی کہہ رہی تھی اُسے واقعی مشکل ہو رہی تھی ڈسائیڈ کرنے میں۔

یہ تم نے اتنے سارے کپڑے کیوں نکال لیے تم کوئی وہاں رہنے کے لیے نہیں جا رہی صرف دو دن کے لیے جا رہی ہو اُفففف مومول تمہارا کیا بنے گا آگے جا کے تمہاری ساس تو دو دن میں تم سے تنگ ہو جائے گی یاسمین بیگم اسکے کپڑوں کو دیکھتی ہوئی بولیں۔

ارے میری پیاری موم جان آپ فکر نہ کریں میری ساس میری طرح بہت اچھی ہو گی دیکھ لیناوہ تو مجھے کوئی کام بھی نہیں کرنے دے گی وہ انکے گلے لگتے شرارت سے بولی۔

اللہ ہی بہتر کرے اور ہٹو اب یہ جو گند پھیلایا ہے سمیٹو اور کوئی اچھے سے تین جوڑے لے جاؤ فنکشنز کے لیے اور بس اب جلدی ہاتھ چلاؤ تمہارے پاپا بھی آواز لگاتے ہی ہوں کے وہ اُسے اپنے سے الگ کرتی ہوئی کہہ رہی تھیں اور ساتھ اسکی مدد کر رہی تھی۔

شام کے چھ بج رہے تھے جب انکی گاڑی ایک عالیشان حویلی کے سامنے رکی تھی مومل کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔حویلی کی رونق دیدہ تھی۔مومل نے اپنی کالی چادر سنبھالتے ہوئے جب قدم باہر رکھا اور حویلی کو قریب سے دیکھا تو وہ اُسے اور بھی خوبصورت لگی تھی۔ایسا نہیں تھا کہ وہ پہلے کبھی یہاں نہیں آئی تھی وہ پہلے ایک بار یہاں آچکی تھی مگر فرق یہ تھا کہ اُس وقت وہ بہت چھوٹی تھی اور اسے یہاں گزارہ ہوا وقت تو کچھ یاد تھا مگر حویلی اور سوات کے حسین مناظر اسے یاد نہیں تھے۔

پورے راستے وہ خوبصورت پہاڑوں کو دیکھتے ہوئے خوش ہوتی آئی تھی اور اب حویلی کی چمک دمک دیکھ کر دھنگ رہ گئی تھی۔حویلی لگ بھی تو معمول سے ہٹ کے زیادہ خوبصورت رہی تھی اس کی نظریں چاروں طرف گھوم رہی تھیں اور جہاں جہاں اسکی نظر جاتی ہر طرف لائٹس نظر آتی جو اسکی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہی تھیں۔

جہانگیر صاحب کے والد نے دو شادیاں کی ہوئی تھیں ایک انکی والدہ سے اور دوسری پروین بیگم کی والدہ سے۔کشمالہ کی ماں پروین جہانگیر صاحب کی سوتیلی بہن تھی مگر ان سب میں پیار بہت تھا۔ان کے والد کی وفات کے وقت پروین بیگم کی شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں مگر اللہ کو شاید کچھ اور ہی منظور تھا۔انکی وفات کے بعد جہانگیر صاحب نے ہی انکی شادی سادگی سے کروائی تھی اور بڑے بھائی ہونے کا فرض نبھایا تھا دونوں بہن بھائیوں میں دس سال کا فرق تھا۔ہانیہ کی پیدائش کے کافی عرصہ بعد پروین بیگم کی والدہ بھی گزر گئیں تھیں۔

کشمالہ مومل کی پھوپھو زاد بہن تھی دونوں کزنز کی آپس میں بہت بنتی تھی اور مومل ہانیہ سے صرف ایک سال بڑی تھی۔دونوں کی فون پر اکثر بات ہوا کرتی تھی اور کشمالہ بھی دو تین بار اسکے گھر رہنے آئی تھی۔ مگر مومل جب پہلی بار یہاں آئی تھی اس وقت وہ صرف دس برس کی تھی اور آج اتنے سالوں بعد واپس وہ اسی جگہ پر کھڑی تھی۔

بابا کی آواز پر وہ اپنے خیالوں سے باہر نکلی تھی جو اندر کی جانب بڑھ رہے تھے۔وہ بھی اپنی کالی لمبی چادر جس کو رکھنے کی عادت اُسے بالکل بھی نہیں تھی مگر اس کے باوجود اسکی موم جان نے زبردستی اسے دی تھی،وہ اپنے پاپا کے پیچھے پیچھے ہلکے قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مومل تم کتنی پیاری ہو گئی ہو اللہ اللہ دیکھو تو ذرہ اور اب تیار ہو کے تو بالکل گڑیا لگ رہی ہو مومل جب سے آئی تھی کشمالہ تب سے اسکی تعریفوں میں لگی تھی۔

مالہ تم بھی نا اتنی باتیں نہ کرو چپ کر کے بیٹھو اور خاموشی سے تیار ہو مومل ابھی ہی اس کے کمرے میں آئی تھی جب حویلی کی دو لڑکیاں کشمالہ کو تیار کر رہی تھیں۔

مومل وہیں اس کے پاس کھڑی ہوگئی جبکہ کشمالہ ڈریسر کے قریب بیٹھی اپنا میک اپ کروا رہی تھی۔میک اپ بھی کیا ہلکا سا ٹچ اپ تھا کیونکہ وہاں کے لوگوں کا ماننا تھا کہ دلہن مہندی پر اگر زیادہ تیار ہو جائے تو روپ نہیں آتا۔اسی وجہ سے بہت ہی ہلکا میک اپ کیا جا رہا تھا۔میک اپ ہونے کے بعد اس کے بال بنائے گئے اور اب مومل اسکا دوپٹہ رکھوا رہی تھی۔

ماشااللہ آج تو مالہ بہت پیاری لگ رہی ہے نظر نہ لگ جائے ہماری پیاری دلہن کو کسی کی مومل اسکا دوپٹہ سیٹ کرواتے ہوئے اُسے کہہ رہی تھی۔جس پر کشمالہ کے لب مسکرائے تھے اس کی مسکراہٹ دیکھ کر مومل کے بھی ڈمپل عیاں ہوئے تھے۔

اب مومل اُسے گجرے پہنا رہی تھی پیلے اور لال رنگ کے پھولوں سے بنے گجرے پورے کمرے کو مہکا رہے تھے۔کشمالہ واقعی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔پیلے جوڑے میں ملبوس وہ نہایت خوبصورت لگ رہی تھی اسکی گوری رنگت پر یہ کلر خوب جچ رہا تھا۔

تم رکو میں باہر پھوپھو کے پاس سے ہو کر آتی ہوں مومل کشمالہ سے کہتی اپنا قدموں تک آتا لانگ فراق سنبھالتی ہوئی کمرے سے باہر آ گئی۔

وہ جب سے یہاں آئی تھی تب سے کشمالہ کے ساتھ اُسی کے روم میں تھی۔ سب سے مل کر وہ سیدھا کشمالہ کے پاس ہی آئی تھی اپنی پھوپھو کو اس نے ملتے وقت ہی دیکھا تھا اور دونوں کی اتنی فرصت سے بات نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہ تیاریوں میں مصروف تھیں۔ اب وہ چاروں طرف انہیں ہی ڈھونڈ رہی تھی کیونکہ اُسے ماما نے بولا تھا سب سے پہلے انکی بات کروانا پھوپھو سے مگر وہ بھول گئی تھی اور اب یاد آنے پر انہیں ڈھونڈ رہی تھی۔

اُسے حویلی کا بالکل نہیں پتا تھا اور اُسے یہ بھی تو نہیں پتا تھا کہ پروین بیگم کہاں ہونگی اس وقت۔ حویلی اتنی بڑی تو تھی کہ اگر کوئی انجان بندہ وہاں آئے تو کھو جائے اور شاید مومل کو بھی وہاں کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ وہ ڈھونٹے ڈھونٹے مردان خانے کی جانب بڑھ چکی تھی جہاں سکلین کی مہندی کی تمام رسموں کا انتظام کیا گیا تھا۔

اسے پتا ہی نہیں چلا کہ کب وہ مردان خانے پہنچ گئی ابھی وہ آگے جا ہی رہی تھی کہ اچانک ایک دم سے اسے کسی نے پکڑ کر پیچھے کیا۔ وہ اس اجنبی شخص کو دیکھ کر حیران ہو گئی اور اس کی گرفت سے اپنا بازو چھڑوانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔

کون ہو تم چھوڑو مجھے چھوڑو مومل مسلسل اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی مگر اُس شخص کی گرفت بہت مضبوط تھی۔وہ ادھیڑ عمر کا شخص مسلسل اُسے گھورے جا رہا تھا مگر زبان سے کچھ کہہ نہیں رہا تھا۔مومل کو واقعی خوف آیا تھا مگر وہ ہمت کر کے اپنا بازو مسلسل چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔

اچانک اُسے ایک زوردار آواز آئی تھی اور اُس نے خوف کے مارے اپنی آنکھیں بھیچ لی تھیں اور اتنی زور سے بھیچی ہوئی تھیں کہ شاید وہ انہیں واپس کبھی کھولنے کا ارادہ نہیں رکھتی ہو۔اُسے کچھ آوازیں مسلسل سُنائی دی تھیں۔وہ کچھ عجیب آوازیں تو نہیں تھیں وہ تو کسی انسان کے بولنے کی آواز تھی شاید وہ پشتو میں کچھ بول رہا تھا مگر مومل کو اس وقت کچھ نہیں سمجھ آ رہا تھا اور نہ کچھ ٹھیک سے سنائی دے رہا تھا حالانکہ اس کے پاس ہی سب کچھ ہو رہا تھا مگر وہ آنکھیں بھیچی ہوئی کھڑی تھی۔

مگر کافی دیر بعد جب اُسے اپنے آس پاس خاموشی کا احساس ہوا تو اسکا خیال تھا کہ وہ جو بھی تھا اب جا چکا ہو گا اس نے جھٹ سے آنکھیں کھول دی مگر اسکا خیال غلط ثابت ہوا۔

مومل کی گہری آنکھیں موٹی ہوتی گئیں اور اس کے لب ہلے مگر وہ سکتے کے عالم میں

کھڑی رہی جبکہ مقابل اس کے ہوش اُڑے ہوئے دیکھ کر ایک منٹ کے لیے سمجھ نہ سکا کہ اُسے ہو کیا رہا ہے اور اگلے ہی لمحے اُسے ساری صورتِ حال کا اندازہ ہو گیا تھا جب مومل بھوت بھوت چلاتی اسکے کان کے پردے پھاڑ رہی تھی۔

مقابل نے اُسے دیوار سے لگاتے ہوئے اس کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔ کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو شاید یا تو وہ بہرہ ہو جاتا یا پھر اگلے ہی لمحے ساری حویلی والے جمع ہو جاتے۔ اسنے اپنا ایک ہاتھ مومل کے منہ پر رکھا تھا اور دوسرا دیوار پر۔ اسے اندازہ تھا کہ وہ اس وقت ڈری ہوئی ہے کیونکہ وہ کانپ رہی تھی. مومل کے اس طرح کرنے سے اُسے ہنسی آ رہی تھی مگر وہ اپنی ہنسی کو دبائے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ یہ آنکھیں اُسے بہت خوبصورت لگیں تھیں مگر وہ اگلے ہی پل اپنے سر کو جھٹک کر اپنی نظریں دوسری طرف لے گیا تھا۔ اب اس کی نظر مومل کے بازو پر گئی تھی جہاں کچھ نشان تھے جو شاید اس شخص کی مضبوط گرفت سے اپنا بازو چھڑواتے وقت پڑے تھے۔ اب مقابل کا ہاتھ بے اختیار اسکے چہرے سے ہٹتے ہوئے اسکے زخموں تک گیا تھا۔ اسکے چھونے سے مومل کو تکلیف کا احساس ہوا تھا اور بے ساختہ اس کے منہ سے آہ نکلا تھا اور وہ اپنا ہاتھ

پیچھے کر گئی تھی۔

مقابل کی نظریں ایک بار پھر موال کے چہرے پر گئی تھیں۔اب کی بار وہ اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔چہرہ وہ اپنے ہاتھوں سے چھپائے ہوئے تھی اور مقابل نے اس کے کان کے قریب آکر مسکراتے ہوئے ریلیکس کہا تھا جس پر اس نے جھٹ سے اپنی آنکھیں کھول دی تھیں مگر اسکے سامنے اب کوئی نہیں تھا اس نے آگے پیچھے ہو کر دیکھا مگر اب وہ وہاں اکیلی تھی اور اس کے علاوہ وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم کہاں چلی گئی تھی موال میں تمہارا سب سے پوچھ چکی ہوں کشمالہ نے جب دور سے اسے آتا دیکھا تو اپنی طرف بولا کر کہا۔اب کشمالہ نیچھے سٹیج پر بیٹھی تھی اور اس کے آس پاس کچھ لڑکیاں اور آمرحہ کھڑی تھیں۔

کچھ نہیں بس پھوپھو کو ڈھونڈ رہی تھی آ ہی رہی تھی موال نے اپنے چہرے کی پریشانی کو دور کرتے ہوئے اس سے کہا۔

بہت دیر کر دی تم نے اور تم کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی کشمالہ نے ٹٹولتی نگاہوں سے اسے

دیکھا تھا۔

ہاں ہاں میں بالکل ٹھیک ہوں اور تم باتیں نہ کرو زیادہ ابھی رسمیں بھی شروع ہونے والی ہیں وہ بمشکل مسکرا کر کہہ گئی تھی مگر حقیقت میں وہ ڈر گئی تھی مگر اب خود کو نارمل کر رہی تھی۔

اب آمرحہ اور مومل دونوں ہی مالہ کے ساتھ بیٹھی تھیں وقفے وقفے سے اسکا پھولوں والا ٹیکا ٹھیک کرتی تو کبھی اسکا دوپٹہ

دونوں اسکی ہر چیز کا خیال رکھ رہی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مومل تم کہاں کھوئی ہوئی ہو کب سے کشمالہ اب باغور اسکا چہرہ دیکھتی اس سے پوچھ رہی تھی۔ جو کب سے کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔

ارے کہیں نہیں تم میری فکر چھوڑو تم بتاؤ خوش تو بڑی ہو گی تم بس ایک دن کا انتظار ہے اور کل نہیں تو پرسو آپ اپنے ساجن جی کے گھر ہوں گی مومل شرارت سے اُسے کُہنی مارتی ہوئی بولی۔

جس پر کشمالہ کے گال سرخ ہوئے تھے۔

اووو ہووو ہماری دلہن تو شرما گئی مومل اُسے تنگ کرتے ہوئے دوبارہ بولی۔

مومل بس کردو مجھے ہنسی آرہی ہے اور اگر میں ہنس گئی تو یہ آنٹیاں جو ہیں نہ انہوں نے مجھے بے شرم کا ٹیگ دے دینا ہے کشمالہ اپنے سامنے بیٹھی خواتین کو دیکھتی اپنی ہنسی ضبط کرتی ہوئی بولی۔

جاؤ معاف کیا ! کیا یادرکھو گی مومل مسکراتے ہوئے بولی تھی۔ جواباً کشمالہ بھی مسکرائی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات کے پچھلے پہر جب کشمالہ کو روم میں واپس لایا گیا تو وہ بہت تھک چکی تھی۔ رات کا ایک بج رہا تھا اور فنگشن اب جا کر ختم ہوا تھا جبکہ لڑکے والوں کے ہاں تو اب بھی ڈھول ڈھما کا جاری تھا خوب رونق لگی ہوئی تھی۔ اب کشمالہ بیڈ پر بیٹھی اپنی جیولری اتارنے میں مصروف تھی جب مومل اسکے پاس کھڑی ہو گئی۔

لاؤ دو مجھے میں اتارتی ہوں مومل نے اسکا ہاتھ پکڑ کر آنگوٹھی اتارنی چاہی۔

نہیں تم بھی بہت تھک گئی ہو چلو جا کے ریسٹ کرو کشمالہ خود انگوٹھی اتارتی ہوئی بولی۔

ارے کل کونسا کوئی فنکشن ہے میں سو جاؤں گی مومل مسکراتے ہوئے بولی تھی جبکہ تھکاوٹ تو اسے بھی بہت ہو گئی تھی ایک تو سفر کی تھکاوٹ اور دوسرا فنکشن کی۔

نہیں نہیں تم جا کے اپنے روم میں سو جاؤ اور اگر تمہے کسی چیز کی ضرورت ہو تو کال کر لینا کشمالہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

مومل اسکے کہنے پر روم سے جب نکل رہی تھی تو ایک دم سے اسکے قدم وہیں جم گئے اور اسکے چہرے کی ہوائیاں اُڑنے لگیں

یہ مجھے ہر جگہ کیوں نظر آ رہا ہے مومل نے اپنے دانت بھینچتے ہوئے خود کلامی کی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہوا تمہے اور تم نے کچھ کہا کیا کشمالہ اسکے پاس آتے ہوئے بولی۔

مالہ تم مجھے چٹکی کاٹو ذرا مومل سپارٹ سا چہرہ لیے باہر ہی دیکھتے ہوئے بولی۔

کیا!! کشمالہ نے چونک کر اس سے سوال کیا کیونکہ اسے عجیب لگا تھا۔

ہاں ہاں کاٹو تو لیکن آہستہ وہ اُسے آہستہ کہنا نہیں بھولی تھی۔

کشمالہ کے چٹکی کاٹنے کے بعد سسس کرتی وہ اب اپنا بازو سہلا رہی تھی جبکہ کشمالہ کو اس کی کسی بھی حرکت کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

یہ کون ہے مومل نے کی نظریں اب بھی اسی شخص پر مرکوز تھیں جو نیچے کسی سے باتوں میں مصروف تھا۔

کشمالہ نے اسکی نظروں کا تعاقب کیا اور اس شخص کو دیکھتے ہوئے بولی یہ یہ تو میرے لالا ہیں۔

کیاااا یہ بھورا بندر تمہارا لالا ہے مومل چیخ کر اسکی جانب پلٹتے ہوئے بولی۔

کیا ہو گیا آرام سے کیوں میرے لالا نہیں ہو سکتے کیا وہ اسکے بھورے بندر کہنے پر ہنسی تھی جبکہ اسکے چیخنے پر اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کے بولی تھی۔

نن نہیں وہ اتنا ہی کہہ سکی تھی اُسے بے اختیار خود پر غصہ آیا تھا وہ اُسے بھوت سمجھ بھی کیسے سکتی تھی۔

نہیں مجھے بتاؤ کیا ہوا تم نے ایسے کیوں ری ایکٹ کیا کشمالہ باضد تھی۔

نہیں میری یونی میں پڑھتا ہے مجھے امید نہیں تھی کہ وہ یہاں ہو سکتا ہے اسلیے۔ چلو اچھا اب تم بھی سو جاؤ مومل اسے کہتی جا چکی تھی اور وہ مومل کو جاتا دیکھتی رہی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب اسنے برہان کو ایک روم میں جاتا دیکھا تھا وہ پیر پٹخ کر سیدھا اپنے روم میں گھس گئی۔اُن دونوں کا روم آمنے سامنے تھا۔چونکہ وہ لوگ واحد لوگ تھے جو حویلی میں رہتے نہیں تھے اسلیے برہان لوگوں کے لیے اور مومل اور اسکے بابا کے رومز اوپر والے پورشن میں تھے.اس پورشن میں برہان کے گھر والوں اور مومل اور اسکے بابا کے علاوہ کوئی نہیں تھا باقی کے کمرے خالی پڑے تھے۔

وہ حویلی اتنی بڑی تھی کہ مومل وہاں ایک بار تو گھوہی چکی تھی اور ایک بار تو وہ اپنے روم کے بجائے کسی خالی روم میں بھی جا چکی تھی ورنہ زیادہ تر روم تو بند ہی ہوتے تھے۔

مومل جب صبح نماز کے لیے اٹھی اور وضو کرنے کے بعد جب اسنے پورے روم میں جائے نماز ڈھونڈی تو اسے نہیں ملی تھی۔وہ سیدھا کشمالہ کے روم میں آئی جو لاک نہیں تھا اور اسے معلوم تھا کہ اسکا روم کھلا ہوگا کیونکہ اس نے کشمالہ کو روم کھلا رکھنے

کے لیے کہا تھا۔

کشمالہ کے روم میں آکر اسنے جائے نماز ڈھونڈی تھی اور اسے وہیں صوفے پر مل گئی تھی اب وہ وہیں خاموشی سے نماز پڑھ رہی تھی اور اسکے پاس بیڈ پر دنیا سے غافل کشمالہ پڑی سو رہی تھی۔ مومل نے یہ سب کچھ اتنی آرام سے کیا تھا تاکہ کشمالہ کی آنکھ نہ کھل جائے اور اب نماز سے فارغ ہو کر اس نے کشمالہ کو ایک آواز لگائی تھی اور اسے چیک کیا تھا مگر وہ مزے سے سو رہی تھی۔ مومل آہستہ سے اس کے روم کا دروازہ بند کرتی واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ہر طرف نیم تاریکی چھائی ہوئی تھی اور کہیں سے اُسے ہلکی سی باہر کی روشنی آتی دکھائی دے رہی تھی۔

مومل جب روم میں آئی تو وہ سیدھا بیڈ کی طرف گئی تھی اور وہاں کسی اور کو لیٹا دیکھ اسنے حیرانگی سے چاروں طرف نظریں دوڑائی تھیں اور اسے جلد ہی احساس ہو گیا تھا کہ وہ پھر سے غلطی سے کسی اور کے روم میں آگئی ہے۔ کمرے میں نیم اندھیرا ہونے کے باعث اسنے سامنے لیٹے ہوئے انسان کی شکل نہیں دیکھی تھی اور وہ واپس جانے کے

لیے پلٹی ہی تھی کہ کسی کا لمس اسے اپنے ہاتھ پر محسوس ہوا تھا۔

اسکے بڑھتے قدم وہیں رک گئے تھے مگر وہ پلٹی نہیں تھی۔اسکی سماعتوں سے دو لفظ ٹکرائے تھے اور وہ تھے مس نکچڑی۔

مومل نے جھٹ سے گردن موڑ کر دیکھا تو اسکے ہاتھ کے ساتھ بیڈ سے نیچے کسی کا بازو جھول رہا تھا جو شاید اسکے ساتھ ٹکرایا تھا۔اسے معلوم تو ہو گیا تھا کہ یہ کون ہے مگر چہرہ ابھی بھی نظر نہیں آسکا تھا۔مومل کا اندازہ تھا کہ وہ جاگ رہا ہے اور اسے دیکھ کر ہی اسنے اس لقب سے پکارا ہے اور اسی لیے مومل محترمہ اس سے لڑنے کو بھی تیار ہو گئیں تھیں۔

میں نکچڑی نہیں ہوں سمجھے تم بھورے بندر وہ اسکے پاس کھڑی ہوتی ہوئی بولی اور اسکی بند آنکھوں کو دیکھنے لگی جو مومل کے خیال میں اسنے جان بوجھ کر بند کی ہوئی تھیں۔

نکچڑی خود تھوڑی نا مانے گی کہ وہ نکچڑی ہے اسنے آہستہ آواز میں اسکا جواب دیا تھا۔

جبکہ مومل اپنی آنکھیں چھوٹی بڑی کرتی ہوئی اپنے دونوں ہاتھ اسکے بالوں تک لے کر آئی تھی جیسے وہ انہیں ابھی نوچ ڈالے گی۔مگر برہان کی طرف سے کسی بھی قسم کا کوئی

ری ایکشن نہ پاکر اُسے سمجھ آگئی تھی کہ وہ شاید نیند میں باتیں کر رہا ہے۔

مومل کو اس پر غصہ آیا تھا ایک تو برہان نے اُسے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ سچ میں ہے وہ اُسے بھوت سمجھ رہی تھی اور اوپر سے اب وہ اُسے نیند میں بھی نکچڑی کہہ رہا تھا۔ مومل نے کچھ سوچتے ہوئے جلدی سے سائیڈ ٹیبل پر پڑے پین کو اٹھایا تھا اور ساتھ ہی مومل کے چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ پھیلی تھی۔

صبح کا سورج نکل چکا تھا اور برہان ابھی تک سو رہا تھا۔ کھڑکی کے پردے لگے ہوئے تھے اسلیے کمرے میں ابھی بھی نیم دراز اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ابھی اسکے بے جان جسم میں ہلکی سی جنبش ہوئی ہی تھی کہ دھڑم سے اسکے کمرے کا دروازہ کھولا گیا تھا۔ آمرحہ اور عمیر اسکے روم میں آئے تھے اور آمرحہ سیدھا اسکے پاس آکر کھڑی ہوئی تھی جبکہ وہ منہ کمبل میں دیے ہوئے آدھی نیند میں تھا۔

بھائی اٹھیں مجھے آپ سے ایک کام ہے پلیز اٹھیں نا آمرحہ نے ایک ہاتھ سے اسے

ہلاتے ہوئے کہا اور جب اسکی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تو وہ عمیر کو دیکھنے لگی جو اسے ہاتھ کے اشارے سے دوبارہ بلانے کا کہہ رہا تھا۔

بھائی مجھے پتہ ہے آپ جاگ رہے ہیں اٹھیں ناگینگ کو آپ سے کچھ بات کرنی ہے ہم سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں آمرحہ نے ایک بار پھر کوشش کی تھی۔

جس پر جھٹ سے برہان نے کمبل سے منہ باہر نکال کر پہلے تو آمرحہ کو دیکھا اور پھر دور کھڑے عمیر کو اور فوراً بولا کونسے مشن پر چلنا ہے؟

ابھی اسکی بات ختم ہی نہیں ہوئی تھی کہ آمرحہ اور عمیر کے فلک شگاف قہقہے فضا میں بلند ہوئے تھے جبکہ برہان ان کو یوں ہنستا ہوا دیکھ کر حیرانگی سے دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تم لوگ صبح صبح مجھ سے مزاق کر رہے ہو۔

عمیر نے اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے کہا نہیں تو ہم تو یہاں سیریس بات کرنے آئے تھے مگر وہ آمرحہ کو دیکھتے ہوئے پھر ہنسنے لگا۔

مگر کیا کوئی مجھے کچھ بتائے گا کہ کس بات پر دانت کھولے جا رہے ہیں اب کی بار اس نے دونوں کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ آپ نے اپنے منہ کا کیا حال کرر کھا ہے لگتا ہے رات میں کوئی جن آکر اپنی کاروائی کر کے چلا گیا آمرحہ ہنستے ہوئے بولی۔

جبکہ برہان کو ان کی باتیں سمجھ نہیں آئی تھیں اور وہ بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولا کیا مطلب۔

آپ اپنا حسین چہرہ تو دیکھیے سب سمجھ آجائے گا آمرحہ اُسے شیشے کی طرف گھماتی ہوئی بولی۔

برہان اپنی شکل دیکھ کر حیران ہو گیا اور شرمندگی سے بغیر ان دونوں کی طرف مڑے بولا تم دونوں جگہ پر پہنچو میں آتا ہوں۔

وہ دونوں جا چکے تھے اور وہ اب غور سے اپنے چہرے کو دیکھنے لگا۔اسکے ماتھے پر بڑا سا بندر لکھا گیا تھا اور بھی نشانات بنائے گئے تھے۔اسکے چہرے کو بری طرح خراب کیا گیا تھا۔برہان کے لیے یہ سمجھنا ہرگز مشکل نہیں تھا کہ یہ کس کی حرکت ہے کیوں کہ مجرم خود اپنے ہاتھوں سے ثبوت چھوڑ کے گیا تھا۔وہ دیکھی آواز میں بیوقوف نکچڑی کہتا واشروم گھس گیا تھا۔

ہاں ماما میں ٹھیک ہوں آپ ایسے ہی فکر مند ہو رہی ہیں مومل پچھلے آدھے گھنٹے سے اپنی ماما سے فون پر بات کر رہی تھی اور انہیں بار بار اپنے ٹھیک ہونے کی اطلاع دے رہی تھی اور ساتھ ہی انہیں بے فکر رہنے کا بھی کہہ رہی تھی مگر اسکی ماما کی ٹینشن کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

اصل میں آج یاسمین بیگم نے ایک عجیب خواب دیکھا تھا جس کے باعث انہیں خطرے کے آنے کی پریشانی لاحق تھی۔

تم اپنا بہت خیال رکھنا مومل وہ اب روہانسی ہو کر بولی تھیں۔

ارے میری پیاری موم جان کیا ہو گیا ہے آپ کو ایک خواب ہی تو تھا حقیقت تو نہیں تھی نا۔ چلیں اب پریشان ہونا چھوڑ دیں اور پاپا ہیں میرے ساتھ پھر تو فکر کی کوئی بات ہی نہیں اب وہ انہیں پیار سے سمجھاتی ہوئی بولی جبکہ اسکی نظر سامنے سے آتی کشمالہ پر

ٹھہری تھی جو ہاتھ کے اشارے سے اُسے جلدی بات ختم کرنے کو کہہ رہی تھی۔

اچھا موم جان اپنا اور میری دو عدد بہنوں کا بھی خیال رکھنا ہم پرسوں تک آ جائیں گے اور پریشان بالکل مت ہونا میں ٹھیک ہوں اپکی مومل کو کچھ نہیں ہو سکتا اس نے یاسمین بیگم کے جواب کا انتظار کیے بغیر اپنی بات جاری رکھی تھی اور اب ان سے الوداعیہ کلمات کہتی فون رکھ چکی تھی۔

کیا ہوا مومل نے فون رکھتے ہی کشمالہ سے پوچھا جو اسکے فون ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔

کچھ نہیں تم چلو میں بتاتی ہوں آؤ تم میرے ساتھ وہ مومل کا ہاتھ پکڑتی اسے اپنے ساتھ لے کر جا رہی تھی اور وہ بھی کاغذ کی طرح اسکے پیچھے کھینچی چلی آ رہی تھی۔

کشمالہ بچتے بچاتے مومل کو حویلی کے پیچھے لے کر آئی تھی جہاں پہلے سے ہی آمرحہ اور عمیر کھڑے تھے۔ مومل کو کچھ سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ تب ہی وہاں برہان کی آمد ہوئی تھی جس کی آتے ساتھ ہی سب سے پہلے نظر مومل پر گئی تھی مگر وہ

کچھ بولا نہیں تھا۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے یہاں مجھے کوئی سمجھائے گا یہ مومل تھی جو برہان کو اگنور کرتی ہوئی سب سے سوال کر رہی تھی۔

یہ ہمارے مشن کی تیاریاں ہو رہی ہیں ویلکم ٹو آور گینگ یہ آمرحہ تھی جس نے جوش سے اس کو خوش آمدید کہا تھا۔

وہ چاروں بچپن سے ہی جب بھی کوئی کام چھپ کر کرتے اسی طرح جمع ہو کر اس کام کو سر انجام دینے کے بارے میں ڈسکس کرتے تھے اور آج بھی ہمیشہ کی طرح حویلی کے اُسی حصے پر موجود تھے جہاں کوئی خاص آتا جاتا نہیں تھا اور ابکی بار بھی انہیں ایک کام سر انجام دینا تھا۔

آمرحہ کی بات سُن کر مومل فوراً بولی کیا مطلب کیسا مشن اُسے کچھ سمجھ تو نہیں آیا تھا مگر اُسے یہ دلچسپ ضرور لگا تھا۔

اب مومل کو ساری صورتِ حال سے آگاہ کیا جا رہا تھا کیونکہ وہ بھی انکے گینگ کا حصہ

بن چکی تھی جسکی صرف ایک ہی شخص کو کوئی خاص خوشی نہیں تھی اور وہ تھا بُرہان۔

مومل اور برہان دونوں غور سے انکی باتوں کو سُن رہے تھے کیونکہ برہان سویا ہوا تھا اس لیے وہ بھی اس سب سے بے خبر تھا۔

وہ لوگ وہاں موجود سکلین اور کشمالہ کو ملانے کا پلان بنا رہے تھے۔ جب سے ان دونوں کی رخصتی کی تاریخ رکھی گئی تھی ان دونوں کی آپس میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی البتہ وہ دونوں چھپ چھپا کر ہی ایک دوسرے کا کبھی دیدار کر لیا کرتے تھے۔

کیا مطلب چھُپ کر کیوں سکلین بھائی کو بولیں اپنی بیوی سے ملیں اس میں ایسی کیا بات ہے نکاح تو دونوں کا ہو گیا ہے کب سے اب کیوں چھپنا مومل دھڑلے سے بولی۔

اووبی بی یہ حویلی ہے یہاں کے قائدے قانون الگ ہیں برہان اکتا کر بولا تھا جس پر مومل کے علاوہ سب نے اُسے گھوری سے نوازہ تھا اور وہ سب کی گھوری کو اگنور کرتا پھر سے بولا تھا وہ میرا مطلب یہاں کچھ رسمیں ہیں۔

کیسی رسمیں؟ مومل نے ایک اور سوال کیا تھا اور وہ جواب کی اُمید کشمالہ سے کر رہی

تھی جبکہ اُسکے اس نئے سوال کا جواب برہان نے دیا تھا۔

یہاں ایک رسم ہوتی ہے جو میری سمجھ سے تو بالاتر ہے مگر ہے تو رسم۔ یہ ہمارے خاندان کی خاص رسم ہے کہ رخصتی سے مہینہ پہلے نکاح کروایا جاتا ہے اور پھر بچارے شوہر کو اسکی بیوی سے رخصتی ہونے تک پردہ کرایا جاتا ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی رسم ہوئی اس نے آخری جملہ مزاحیہ انداز میں کہا تھا۔

کیاااااڈونٹ ٹیل می کہ تم نے جب سے تمہارا نکاح ہوا ہے سکلین بھائی سے بات تک نہیں کی مومل نے خیرت میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کشمالہ سے سوال کیا تھا جسکے جواب میں اس نے مظلوم سی شکل بنا کر اپنی بیچارگی کا ثبوت دیا تھا۔

کیسے بات کرے گی پہرہ جو اتنا سخت ہوتا ہے جس کے فرائض خود بی بی جان سرانجام دیتی ہیں اب کی بار عمیر نے اسے جواب دیا تھا۔

ان چاروں کو مومل کی حیرت اور سوالوں کا خوب اندازہ تھا اور بات بھی حیرت انگیز تھی ہی کوئی بھی سنتا تو اسکا بھی ایسا ہی ردعمل ہوتا۔

تواب کیا کریں گے حویلی میں تو دونوں کو ملانے سے رہے عمیر کی آواز پر سب نے اس کی طرف دیکھا تھا جبکہ مومل ابھی بھی صدمے کا شکار تھی۔اُسے اس رسم کی کوئی لاجِک سمجھ نہیں آرہی تھی اور اکثر ایسے ہی تو ہوتا ہے کہ ان رسموں رواجوں کی کوئی لاجِک ہوتی ہی نہیں ہے۔

سکلین کی خاص خواہش پر وہ لوگ وہاں جمع تھے اور اب سب کو ساری بات سمجھ آگئی تھی تو سب اپنے اپنے مشورے دے رہے تھے کہ کیسے کشمالہ کو سکلین سے ملایا جائے۔تب ہی برہان بولا میرے پاس ایک راستہ ہے۔

کیاااسب نے ایک ہی آواز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ایسا کرتے ہیں ہم زمینوں پر چلتے ہیں برہان نے جواب دیا تو مومل کو خیرت کا ایک اور جھٹکا لگا اور وہ فٹ سے بولی

تمہیں اس وقت سیر سپاٹے سوجھ رہے ہیں۔

بات تو پوری ہونے دو میری مسسس برہان کچھ کہتے کہتے رکا تھا اور مومل کے چہرے

کے زاویوں کو بگڑتا دیکھ کر اسنے اپنی بات جاری رکھی تھی۔

میں کہہ رہا ہوں کہ ہم زمینوں پر چلتے ہیں میں ان لوگوں کو کسی طرح سے وہاں لے آؤں گا تم بس ایک کام کرو تم سکلین کو لے کر وہاں پہنچو اسنے آخری بات عمیر سے کہی تھی.

سکلین کو تو میں لے آؤں گا تم ان لڑکیوں کو کیسے لاؤ گے عمیر نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

وہ تم مجھ پر چھوڑ دو تو پھر ملتے ہیں زمینوں پر برہان نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔اور اب باری باری عمیر آمرحہ اور کشمالہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ چکے تھے جبکہ اب سب کی نظریں مومل پر تھیں اور اس نے بھی ایسا ہی کیا تھا اس نے اپنا ہاتھ اس سب کے ہاتھوں پر رکھ دیا تھا۔

کہاں جانے کی بات ہو رہی ہے بھئی پرویز خان ادھر آئے تھے جہاں برہان پہلے سے بیٹھا بی بی جان سے کچھ بات کر رہا تھا۔

کچھ نہیں چاچو وہ بس زمینوں پر جانے کی بات ہو رہی تھی برہان نے اُن کو آتا دیکھ کر کھڑے ہوتے ہوئے بولا تھا۔

نہیں بھئی شادی والا گھر ہے بعد میں چلے جانا سب مل کے چاچو اپنا فیصلہ سُناتے ہوئے اب واپس مڑ چکے تھے جبکہ برہان نے بی بی جان کی طرف معصومانہ شکل بنائے شفارش بھری نظروں سے دیکھا۔

پرویز جانے دے بچوں کی خواہش ہے بی بی جان نے شفارش کی تھی۔

اماں جان آپ کو تو پتا ہے دشمنوں سے بھرا پڑا ہے علاقہ ایک بار شادی خیر خیریت سے ہو جائے تو میں خود لے کر جاؤں گا انہیں پرویز خان نے انہیں صاف لہجے میں کہا تھا۔

دیکھیں چاچو ہم جلدی آجائیں گے آمرحہ بھی ضد کر رہی تھی اور ہمیں یاد بھی نہیں ہیں اب ہماری زمینیں اتنے سالوں بعد آئے ہیں اور پھر میری یونی اور آمرحہ کا سکول بھی تو ہے جلد ہی چلے جائیں گے کیا پتا بعد میں موقع ملے گا بھی کہ نہیں برہان نے ایموشنل بلیک میلینگ کا سہارا لیا تھا۔ جس میں وہ کامیاب بھی ہو گیا تھا۔

اچھا جاؤ مگر دھیان سے جانا اور دو چار بندے لے جاؤ ساتھ اپنے پرویز خان کہتے باہر کی

طرف بڑھ گئے تھے۔

اب انہیں کیا معلوم کے کیا کھچڑی پک رہی تھی اور انہیں معلوم ہو جاتا کہ کشمالہ کو حویلی سے باہر لے جایا جا رہا ہے پھر تو حویلی میں قیامت ہی آجاتی۔ برہان کو اچھے سے معلوم تھا کہ اسکے چاچو کتنے سخت مزاج اور گرم دماغ کے انسان تھے اسی لیے انکے کافی دشمن بھی تھے۔ مگر ان سب چیزوں اور حالات کی سنگینی کا بچوں کو بالکل اندازہ نہیں تھا۔اسی لیے وہ ایک طوفان کو خود دعوت دینے جا رہے تھے جو زندگیاں نگل لینے والا تھا اور برہان اس سب سے انجان اجازت ملنے پر اسے اپنے مشن کی پہلی کامیابی سمجھ کر خوش ہو رہا تھا۔

حویلی سے کالے رنگ کی کرولا دھول اڑاتی ہوئی نکلی تھی۔ڈرائیونگ سیٹ پر برہان براجمان تھا جبکہ اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر آمرحہ اور پیچھے کشمالہ اور ساتھ مومل بیٹھی تھیں۔وہ تینوں کالی چادروں میں ملبوس تھیں جبکہ کشمالہ اپنے آپ کو چادر میں چھپائے بیٹھی تھی کہ کوئی اُسے دیکھ نہ لے۔کشمالہ کو حویلی کے اُسی حصّے سے گاڑی میں بیٹھایا گیا

تھا جبکہ آمرحہ اور مومل سب کے سامنے داخلی دروازے سے بیٹھی تھیں۔

تم ٹھیک ہو کر بیٹھ سکتی ہو اب ہم حویلی سے کافی دور نکل آئے ہیں برہان نے شیشے سے کشمالہ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا ساتھ ہی اسکی نظر مومل پر گئی تھی جو چادر رکھے باہر کی جانب دیکھ رہی تھی۔

برہان کی بات سنتے ہی کشمالہ فوراً سیدھی ہوئی تھی۔اور اب وہ زمینوں کی جانب بڑھ چکے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عمیر لوگوں کی گاڑی پہلے ہی پہنچ چکی تھی اور برہان کی گاڑی کو آتا دیکھ سکلین ان کی جانب بڑھا تھا۔

برہان گاڑی روک کر باہر نکلا تھا اور ساتھ ہی آمرحہ بھی باہر آ گئی تھی اس نے سکھ کا سانس لیا تھا کیونکہ اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ پکڑے نہ جائیں۔

تم لوگوں نے اتنی دیر لگا دی آنے میں سب ٹھیک تو تھا کسی کو کوئی شک تو نہیں ہوا نا سکلین نے پاس پہنچتے ہی سب سے پہلا سوال برہان سے کیا تھا۔

نہیں نہیں سب ٹھیک ہے کچھ گڑبڑ نہیں ہوئی لیکن ہمارے پاس ٹائم کم ہے وہ اُسے اطلاع دے رہا تھا اور ساتھ گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ بھی کر رہا تھا اسنے گاڑی کا دروازہ سکلین کے لیے کھول دیا تھا۔

جبکہ گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولنے کے بعد برہان نے منہ اندر کر کے مومل کو دیکھا جو کشمالہ سے گپوں میں مصروف تھی۔

اووہیلو مسس ہم یہاں کوئی سیر سپاٹا کرنے نہیں آئے اور کباب میں ہڈی نہ بنو اسلیے جلدی گاڑی سے اترو برہان نے سنجیدگی سے کہا تھا اور وہ فوراً گاڑی سے نیچے اترتی ہوئی بولی مجھے کوئی شوق بھی نہیں ہے اور دور کھڑی آمرحہ کے پاس چل دی جبکہ برہان واپس گاڑی کا دروازہ بند کرتے ہوئے اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

بچے کدھر ہیں دکھائی نہیں دے رہے جہانگیر صاحب نے اپنی بہن پروین سے پوچھا تھا جو اس وقت ملازموں کو کوئی کام سمجھا رہی تھیں۔

جی بھائی جان وہ ذرا زمینوں تک گئے ہیں پروین بیگم اپنے بھائی کی طرف متوجہ ہوتی

ہوئی بولی تھیں۔

اچھا مومل بھی گئی ہے کیا اور کب گئے تھے انھوں نے ذرا فکر مندی سے پوچھا تھا۔

ہاں وہ اس نے کہا تھا مجھے کے آپ کو بتا دوں مگر میں کاموں میں بھول گئی آپ فکر نہ کریں سب ساتھ ہی گئے ہیں آتے ہی ہوں گے پروین بیگم ملازموں سے فارغ ہو کر ایک بار پھر انکی طرف متوجہ ہوئی تھیں۔

شام ہو گئی ہے اب تک تو آ جانا چاہیئے تھا مومل کو کشمالہ کے ساتھ ہی رہنا چاہیے تھا انہیں سچ میں فکر ہوئی تھی۔

آپ بالکل پریشان نہ ہوں آتے ہی ہوں گے اور کشمالہ تو سو رہی ہے مومل پھر کیا کرتی اسی لیے وہ بھی چلی گئی اور وہ جن کے ساتھ گئی ہے وہ بھی اپنے ہی بچے ہیں آپ زیادہ سوچ رہے ہیں انھوں نے اپنے بھائی کو تسلی دی تھی۔

ادھر برہان اب واپس گاڑی کی طرف آیا تھا۔

چلو بس اب گھر چلتے ہیں سب کو شک ہو جائے گا ہمیں دو گھنٹے ہونے کو آئے ہیں اور باقی

کی باتیں کل کرنا کل ویسے بھی ہم تمہے تمہاری امانت سونپ رہے ہیں برہان نے شرارتاً سکلین کو بولا تھا۔

ہاں ٹھیک ہے تم لوگ نکلو میں اور عمیر بھی پہنچتے ہیں سکلین گاڑی سے نیچے اترتے ہوئے بولا تھا۔

مومل چلتے چلتے دور نکل آئی تھی وہ کھلا علاقہ تھا دور دور تک سب دکھائی دیتا تھا۔ وہ کھلا علاقہ ضرور تھا مگر جگہ جگہ درخت بھی بہت سارے تھے۔ مومل اپنی سوچوں میں چلتی ہوئی آرہی تھی تب ہی اچانک اسے وہی ادھیڑ عمر شخص دکھا جو اس رات مردان خانے میں موجود تھا۔ مومل پہلے تو حیران ہوئی کہ وہ شخص ایک دم کہاں سے اس کے سامنے آگیا ہی مگر پھر اس نے خود کی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے اس سے سوال کیا تھا کون ہو تم؟ مگر سامنے سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔ مومل کو ایک منٹ کے لیے اس شخص سے خوف آیا تھا۔

اُسے برہان لوگ دور سے دکھائی دے رہے تھے مگر درخت کی وجہ سے وہ انہیں نہیں دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے فوراً ہی برہان کو آواز دینا چاہی تھی اور اسنے جیسے ہی

بلانے کے لیے اپنا منہ کھولا تھا تب ہی اچانک سے وہ شخص اسکا منہ بند کر کے اُسے اٹھا کے لے جانے لگا اور اس کی آواز وہیں دب گئی تھی۔وہ برہان آمرحہ اور باقی سب کو دیکھ سکتی تھی مگر آواز کسی کو نہ دے سکی تھی جبکہ وہ لوگ اس سب سے انجان واپس جانے کی تیاریوں میں تھے۔اب مومل کو وہ سب اپنی نظروں سے دور ہوتے دکھائی دے رہے تھے مومل اس شخص کے کندھے پر گھونسے برسا رہی تھی اور ساتھ ہی لاتیں مار کر اسے روکنا چا رہی تھی مگر اس سب کا اس آدمی پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا اور وہ چلتا ہوا اسے ان سب سے بہت دور لے گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ مومل کدھر ہے برہان کو یاد آیا تھا کہ وہ بھی تو انکے ساتھ آئی تھی۔

بھائی وہ وہ مجھے لگا وہ تو آپ کے ساتھ ہو گی میں اور عمیر بھائی تو دوسری طرف گئے تھے۔

میرے ساتھ کہاں سے ہو گی اور میرے ساتھ کیوں ہونے لگی تمہارے پاس گئی تھی نہ وہ برہان نے آمرحہ کی بات سنتے ہی فوراً سے اسے بتایا تھا کہ وہ اس کے ساتھ نہیں ہے۔

وہ میرے پاس آئی ضرور تھیں مگر پھر مجھے عمیر بھائی نے بلایا تھا تو میں انکے ساتھ چلی گئی تھی اور وہ وہیں تھیں آمرحہ نے سامنے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

اوہو اب وہ وہاں نہیں ہے یہاں نہیں ہے آخر گئی کدھر ہے برہان کو اب پریشانی ہونے لگی تھی۔ کیوں کہ دور دور تک مومل اسے دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

اچھا تم لوگ ایک کام کرو عمیر تم ان سب کو گھر پہنچاؤ میں اُسے ڈھونڈ کر لاتا ہوں برہان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا۔ وہ سب گاڑی میں بیٹھ کر جا چکے تھے جب کے برہان مومل کی تلاش میں لگ گیا تھا۔

دور جا کر اُسے مومل کی انگوٹھی زمین پر پڑی ہوئی ملی تھی جسے اس نے پہچان لیا تھا۔ اُسے خطرے کی گھنٹی بجتی ہوئی محسوس ہوئی تھی ایک تو مومل کا کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا اوپر سے ہر طرف ہلکا ہلکا اندھیرا پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔

حویلی میں کہرام مچ گیا تھا۔ پرویز خان غصے میں زنان خانے آئے تھے وہ سیدھا کشمالہ کے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے جبکہ پروین بیگم انکے پیچھے لپکی ہوئی آئیں تھیں۔

خان جی ہوا کیا کچھ تو بتایئے پروین بیگم نے کپکپاتی آواز سے پوچھا تھا کیوں کہ پرویز خان کے غصے کے آگے تو خانم بی بی کی نہیں چلتی تھی یہ تو پھر انکی بیوی تھیں۔

کشمالہ کہاں ہے انھوں نے چلاتے ہوئے کہا تھا جسے حویلی کے ایک ایک فرد نے سنا تھا۔

کمرے میں ہے جی یہ دیکھیں کیا ہو گیا ہے آپ کو پروین بیگم نے کشمالہ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ وہ جو ابھی ابھی آکر پہنچی تھی اور لیٹنے کی تیاریوں میں تھی.

پرویز خان نے کشمالہ پر ایک نظر ڈالتے ہی سکھ کا سانس لیا تھا اور ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑا فون کان کے ساتھ لگایا تھا اور اسی غصے اور رعبدار آواز سے کہا تھا میری بیٹی اس وقت صحیح سلامت میرے سامنے کھڑی ہے یہ اوچھی حرکتیں کرنا چھوڑ دو میں تمہاری باتوں میں نہیں آنے والا انھوں نے کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا تھا۔

بختاور خان اور پرویز خان میں ایک عرصے سے زمینوں کو لے کر مسئلے چل رہے تھے۔ چھوٹی موٹی توں تڑاں سے بات اب پکی دشمنی پر اُتر آئی تھی پرویز خان کے باپ دادا کی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زمینوں پر بختاور خان نے قبضہ کر رکھا تھا ایک عرصے تک پرویز خان اپنے حق کے لیے لڑتے رہے تھے۔ جرگے میں یہ بات ثابت بھی ہو گئی تھی اسلیے اب وہ زمینیں پرویز خان کی ملکیت تھیں جس کے وہی اصلی حقدار تھے مگر یہ بات بختاور خان کو قطعی منظور نہیں تھی اس لیے وہ کب سے موقعے کی تلاش میں تھا کہ کیسے وہ واپس زمینوں پر قبضہ کر سکے اسے معلوم تھا کہ پرویز خان کے ہوتے ہوئے وہ کبھی ان پر قبضہ نہیں کرا کے گا اسلیے اس نے پرویز خان پر جان لیوا حملہ بھی کروایا تھا مگر خوش قسمتی سے وہ بچ گئے تھے۔ بختاور خان اس شکست کے بعد بھی اپنی کوششوں سے پیچھے نہیں ہٹا تھا اس نے پرویز خان کی حویلی میں جاسوس بھیجا تھا وہی ادھیڑ عمر شخص ملازم بن کر پرویز خان کی جاسوسی کر رہا تھا اور چونکہ وہ صرف مردان خانے میں ہوتا اسلیے وہ کچھ پتا نہ لگا سکا تھا۔

مہندی والی رات اس نے پہلی بار حویلی کی کسی لڑکی کو دیکھا تھا اور یہ بات اس نے بختاور خان کو بتائی تھی۔ وہ لوگ اُسے پرویز خان کی بیٹھی سمجھ رہے تھے اسلیے بختاور خان کے شاتر دماغ میں ایک منصوبہ آیا تھا۔ اُسے اب اسی لڑکی کے ذریعے پرویز خان سے زمینیں واپس ہتھیانی تھیں اور جب مومل کا سامنا دوبارہ اس شخص سے ہوا تو اس شخص کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی تھی۔ بھلا شکار خود شکاری کے پاس چل کر آئے تو کون

شکاری ہو گا جو اپنے شکار کو جانے دے گا اور بختاور خان کے اُس آدمی نے یہی کیا تھا۔

مومل کدھر ہے بیٹا صبح سے نظر نہیں آئی جہانگیر صاحب نے سیڑھیوں سے اُترتی کشمالہ کو دیکھا تو مومل کا پوچھا تھا۔

وہ جو پریشانی کے عالم میں تھی اس اچانک سوال پر گھبرا گئی تھی اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی برہان بھی وہاں آ گیا تھا اور وہاں موجود عمیر آمرحہ اور کشمالہ چاروں نے اشاروں میں ایک دوسرے سے بات کی تھی۔

برہان جو مومل کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ابھی ہی واپس آیا تھا اور اس نے اب سب کو سچ سچ بتانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چونکہ پرویز خان کے غصے اور کسی کو شک نہ ہونے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس نے یہی سوچا تھا کہ وہ کشمالہ والی بات کسی کو نہیں بتائے گا اور اس راز کو راز ہی رکھے گا ابھی وہ سوچوں میں ڈوبا ہی ہوا تھا کہ اچانک جہانگیر صاحب کے دوبارہ سوال کرنے پر اس نے نظر اُٹھا کر دیکھا اور بولنا شروع کیا تھا۔

وہ انکل مومل نہیں ہے وہ دراصل ہم زمینوں پر گئے تھے وہ ہمارے ساتھ گئی تھی مگر

اچانک وہ کہاں غائب ہو گئی ہمیں نہیں سمجھ لگی میں نے اسے بہت ڈھونڈا مگر اس نے باری باری سب کو دیکھتے ہوئے ایک ہی سانس میں ساری بات بتادی۔

پرویز خان پر ایک رنگ آ کر گیا تھا دور کھڑی کشمالہ اب رونے پر آئی تھی۔ وہ اور آمرحہ ایک دوسرے کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔ خانم بی بی اور پروین بیگم دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا جبکہ جہانگیر صاحب اپنی جگہ سے بمشکل کھڑے ہوتے ہوئے بولے مگر کیا؟ کہاں ہے میری بچی؟

وہ انکل وہ مجھے نہیں ملی آپ یقین کریں میں نے اُسے بہت ڈھونڈا مگر نا جانے اُسے کون لے گیا کہاں گئی وہ مجھے نہیں پتا اب وہ شرمندگی کے عالم میں ان سے کہہ رہا تھا۔

کیاااا تمہیں نہیں پتا تمہیں پتا بھی ہے کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم کہہ رہے ہو کہ میری بچی کو کوئی اٹھا کے لے گیا وہ تمہاری ساتھ تھی تم اُسے لے کر گئے تھے اور تم اب کہہ رہے ہو کہ تمہیں نہیں پتا؟؟؟ پوری حویلی میں جہانگیر صاحب کی درد بھری آواز گونجی تھی اور وہاں موجود ہر ایک شخص نے انکی بے بسی محسوس کی تھی۔

اوئے ے ے میرے ے ے خدایاااا یہ پرویز خان تھے جن کی آواز پر سب نے ایک ساتھ انکو دیکھا تھا اور انھوں نے سب کو ایک اور جھٹکا دیا تھا۔

اس کا مطلب ہے کہ بختاور جس لڑکی کی بات کر رہا تھا وہ مومل بچہ تھی پرویز خان کی بات پر سب حیران ہوئے تھے۔

تم فکر نہیں کرو ہم مومل بچہ کو صحیح سلامت تمہارے حوالے کرے گا انھوں نے جہانگیر صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں امید دلائی تھی۔

تمہیں پتا ہے وہ کہاں ہے جہانگیر صاحب حیران ہوئے تھے۔

بختاور خان میرا دشمن ہے ہماری زمینوں پر قبضہ کرنا چاہتا ہے آج مجھے اسکا فون آیا تھا کہنے لگا میں نے تمہاری بچی کو اُٹھوادیا ہے اب تم زمینوں کے پیپر ہمارے حوالے کر دے اور پھر میں جب گھر آیا تو کشمالہ تو اپنے کمرے میں ہی تھی مگر اب مجھے سمجھ آرہا ہے یہ ضرور مومل بچہ کو اُسی نے اُٹھوایا ہے اس کو تو میں چھوڑے گا نہیں تم فکر نہیں کرنا پرویز خان کی بات سب نے سنی تھی۔ برہان کے والدین جو شور سن کر آئے تھے انہیں بھی سارے معاملے کا اندازہ ہو چکا تھا۔

جہانگیر صاحب بے بسی سے کرسی پر بیٹھ گئے تھے پروین بیگم انہیں پانی پلا رہی تھیں جبکہ برہان شدید فکر اور شرمندگی کے عالم میں کھڑا تھا۔ پرویز خان فون پر اپنے بندوں کو اُسے ڈھونڈنے کا کہہ رہے تھے۔

تمہیں کیا ضرورت تھی بچیوں کو زمینوں پر لے کے جانے کی صدیقی صاحب برہان کو سائیڈ پر لے گئے تھے۔

وہ ابو میں برہان کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا جواب دے۔

وہ میں کیا برہان تم کب بڑے ہو گے۔ تمہاری وجہ سے وہ معصوم بچی کس مصیبت کا شکار ہے تمہیں اندازہ بھی ہے۔ تمہاری وجہ سے ایک باپ اس پریشانی میں مبتلہ ہے صدیقی صاحب برہان کو اس سب کا ذمہ دار ٹھہرا رہے تھے۔

ابو وہ مل جائے گی جلد ہی آپ فکر نہ کریں برہان نے انکی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

دعا کرو اُس کے ساتھ کچھ غلط نہ ہو اُسے کچھ نقصان نہ پہنچے صدیقی صاحب اس سے کہتے اب جا چکے تھے۔

برہان انکی باتوں کو سوچ تک نہ سکا وہ کیا کہہ رہے تھے اُسے اچھے سے سمجھ آ رہا تھا

بے ساختہ اُسے خود پر شدید غصہ آیا تھا اور وہ دیوار پر اور زوردار مکا مارے اپنے غصے پر

قابو پا رہا تھا۔

اب رات ہو چکی تھی اور پرویز خان کے آدمی ابھی بھی مومل کا پتا لگا رہے تھے۔

اتنی رات ہو گئی ہے نا جانے میری بچی کیسی ہو گی۔ خدانخواستہ اگر کسی نے اس کے ساتھ کچھ کر دیا تو کیا ہو گا۔ میری بچی سے شادی کون کرے گا۔ میری بچی تم لوگوں کی دشمنی کی بھینٹ چڑھ جائے گی صرف تم لوگوں کی وجہ سے وہ اُس درندے کے ہاتھوں میں ہے ایسے لوگوں کے پاس دل نہیں ہوتا جہانگیر صاحب کے صبر کا پیمانا اب لبریز ہو چکا تھا انکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔

ایسا کچھ نہیں ہو گا جہانگیر بچے تم حوصلہ کرو پرویز ابھی ڈھونڈ نکالے گا اُسے وہ ہماری بچی ہے اُسے کچھ نہیں ہونے دیں گے خانم بی بی نے انہیں حوصلہ دیا تھا۔

اچانک پرویز خان کو فون آیا تھا اور انہیں جگہ بتائی گئی تھی جہاں مومل کو رکھا گیا تھا۔

جگہ کا پتا لگ گیا ہے جہاں مومل بچہ کو رکھا گیا ہے پرویز صاحب نے فون بند کرتے ہوئے کہا تھا۔ جہانگیر صاحب کی جان میں جان آئی تھی۔

چاچو میں لینے جاؤ نگا اُسے اور میں صحیح سلامت اُسے لے کر آؤں گا برہان کی آواز پر سب نے چونک کر اُسے دیکھا تھا۔

تم کیسے جاؤ گے بیٹے تم نہیں جاؤ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو برہان کی ماما فوراً بولی تھیں۔

نہیں ماما مجھے کچھ نہیں ہو گا اور غلطی میں نے کی ہے سدھاروں گا بھی میں۔ میری وجہ سے آج وہ مصیبت میں ہے تو آپ مجھے روکیں گی نہیں اور چاچو مجھے ایڈریس بتائیں اسنے آخری بات پرویز خان کو دیکھتے ہوئے کہی تھی۔

پر بیٹا اسکی ماما نے کچھ بولنے کی کوشش کی تھی مگر صدیقی صاحب نے انہیں روک دیا تھا۔

بڑی ہی کوئی ضدی لڑکی ہے یہ اُس ادھیڑ عمر شخص نے اپنے ساتھی جو اس سے عمر میں کہیں چھوٹا تھا اسے کہا تھا۔

ہاں کب سے چیخ رہی ہے اور کھانا بھی ویسے کا ویسا پڑا ہے اسکے ساتھی نے بولا تھا۔

ہاں مرے نہ کھائے ضدی ہے بہت ادھیڑ عمر نے سگرٹ کا کش لگاتے ہوئے جواب

دیا تھا۔

آپ کہیں تو میں ٹھیک کر کے آؤں اس نے خباثت سے کہا تھا جس پر ادھیڑ عمر شخص کا قہقہ فضا میں بلند ہوا تھا۔

جا مگر زیادہ کچھ نہ کریں بچی ہے بس چیختی بہت ہے ادھیڑ عمر شخص دھوئیں اُڑاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مومل اب نڈھال پڑی تھی اُسے بھوک بہت لگ رہی تھی اور پاس پڑا کھانا اُس کی بھوک کی شدت میں اور اضافہ کر رہا تھا مگر وہ بھی مومل تھی اس نے کسی صورت یہ کھانا نہ کھانے کی تو جیسے قسم اُٹھا رکھی تھی۔وہ ابھی پاس پڑے کھانے کی طرف دیکھ ہی رہی تھی کہ اچانک دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

دروازہ کھلا اور ایک لڑکا اندر آیا جو مومل کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔مومل کو اسکی مسکراہٹ زہر لگی تھی۔

اے لڑکی کھانا کیوں نہیں کھا رہی کیا مسئلہ ہے تیرا وہ اسکے پاس آکر پنجوں پر بیٹھا تھا

اور اُسے اوپر سے نیچے دیکھنے لگا۔

نہیں کھاؤں گی نہیں کھاؤں گی۔ کیوں لائے ہو مجھے یہاںااا وہ چیخ کر بولی تھی۔

لڑکے نے ایک ہاتھ اپنے کان پر رکھا تھا اور اپنے کان میں انگلی مارتے ہوئے بولا تو چیز تو بڑی ٹائٹ ہے پر یہ چیخ و پکار بند کر دے اب اس لڑکے کا ہاتھ مومل کے چہرے کو چھو رہا تھا جسے وہ پورے زور سے پرے دھکیل کر پیچھے ہوئے تھی اور اپنا دوپٹہ درست کیا تھا۔

وہ لڑکا واپس مومل کی طرف بڑھ رہا تھا اور بڑھتے ہوئے اسکے قریب تر پہنچ آیا تھا جبکہ وہ خوف زدہ ہوئی تھی۔ تب ہی دھماکے دار آواز آئی تھی جسے دونوں نے سُنا تھا۔

وہ لڑکا آواز کے تعاقب میں باہر آیا تھا اور جیسے ہی وہ باہر آیا تھا اور باہر کے حالات دیکھ کر وہ فوراً گھبرا کر بھاگنے لگا تھا۔ مگر برہان نے اُسے گردن سے دبوچتے ہوئے اپنے سامنے کیا تھا۔ اس سے دو دو ہاتھ کر کے وہ کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس سنسان جگہ پر صرف وہ ادھیڑ عمر شخص جو برہان کے ایک گھنسے سے ڈھیر ہو چکا تھا اور دوسرا وہ لڑکا تھا جو ابھی زمین بوس ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کمرے میں آتے ساتھ ہی اُسے کونے میں مومل ڈری سہمی کھڑی نظر آئی تھی جسکی آنکھیں بند تھیں اور وہ اپنے آپ کو اپنے اندر سموئے کھڑی تھی۔ برہان جلدی سے اسکے پاس آکر کھڑا ہو گیا جبکہ مومل قدموں کی آواز پر تھوڑا اور دور ہوئی تھی۔

دیکھو تم میرے پاس نہیں آنا خبردار جو مجھے ہاتھ لگایا ہو تو وہ دیوار سے لگی کھڑی تھی خوف کے مارے اسکی آنکھیں بھیچی ہوئی تھی اور جسم خوف اور بھوک کی وجہ سے کانپ رہا تھا۔

مومل مومل میں ہوں برہان برہان نے اُسے ہاتھ لگاتے ہوئے پکارا تھا اور اسنے برہان کی آواز پر جھٹ سے آنکھیں کھولی تھیں اور فوراً اسکے سینے سے آکر لگی تھی آنسو اس کی آنکھ سے نکل کر برہان کی شرٹ کو بھیگا رہے تھے۔

اس وقت وہ بھول چکی تھی کہ وہ کس کے سینے سے لگی رو رہی ہے اسے یاد تھا تو صرف یہ کے اللہ نے اسکے لیے ایک مسیحا بھیجا تھا جس نے اُسے ان درندوں سے بچا لیا تھا۔

شش اب تم ڈرو نہیں کوئی کچھ نہیں کرے گا میں آ گیا ہوں نا چپ ہو جاؤ برہان نے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اُسے اپنی موجودگی کا احساس دلاتے ہوئے پیار سے کہا تھا۔ مگر سامنے سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔ برہان نے ایک لمحے کے انتظار کے بعد پھر اُسے پکارا تھا مگر دوبارہ مومل کچھ نہ بولی تھی۔ برہان نے اسے اپنے سے الگ کیا تو اُسے مومل کا جسم بے جان سا محسوس ہوا تھا برہان نے فوراً اُسے تھام لیا تھا۔ مومل کی آنکھیں بند تھیں مگر آنسو آنکھ سے نکل کر گالوں کو بھیگا رہے تھے۔ مومل مومل ہوش کرو مومل برہان نے اُسے ایک ہاتھ سے پکڑتے ہوئے اور دوسرے ہاتھ سے اسکے چہرے کو چھوتے ہوئے اسے پکارا تھا۔

برہان فوراً اُسے گاڑی تک لے کر آیا تھا اور اب اس نے گاڑی حویلی کی طرف دوڑا دی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادھر حویلی میں سب پریشان حال تھے جہانگیر صاحب پریشانی سے چکر لگا رہے تھے۔ صبح کشمالہ کی رخصتی تھی اور رات کے اس پہر بھی مومل کا کچھ پتہ نہ تھا۔ برہان کو گئے ہوئے بھی دو گھنٹے ہونے کو آئے تھے۔

تب ہی اچانک برہان مومل کو اپنی باہوں میں لیے حویلی میں داخل ہوا تھا۔ سب اسکی طرف دوڑے تھے جبکہ جہانگیر صاحب وہیں اپنی جگہ پر جم سے گئے تھے۔

یہ کیا ہوا بچی کو اور تم کسی کو بولا لیتے خود کہاں لے آئے ہوا سے اندر برہان کی ماما نے مومل کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

یہ کوئی وقت ہے یہ سب دیکھنے کا حالت دیکھیں اسکی برہان کو غصہ آیا تھا۔

جہانگیر صاحب فوراً اسکے پاس آئے تھے اور رونے لگے تھے کیا ہوا میری بچی کو بولو کیا ہوا اسے انھوں نے برہان سے سوال کیا تھا۔

آپ فکر نہ کریں یہ بالکل ٹھیک ہے خوف کی وجہ سے بیہوش ہو گئی ہے برہان نے انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ باپ تھے اپنی بچی کو ایسی حالت میں کہاں دیکھ سکتے تھے۔

کچھ ہی دیر میں مومل کو ہوش آیا تھا اس نے اپنے آپ کو ایک کمرے میں پایا تھا اور اپنے ارد گرد کشمالہ آمرحہ اور اپنے پاپا کو پایا تھا۔

کیسی ہے میری بچی اب شکر ہے تمہیں ہوش آگیا جہانگیر صاحب اُسے ہوش میں آتا دیکھ اسکی طرف لپکے تھے۔ جبکہ وہ کچھ نہ بولی تھی بس اپنے باپ کے گلے سے لگ کے دوبارہ آنکھیں بند کر گئی تھی۔

صبح فجر کا وقت تھا جب کشمالہ دوبارہ مومل کے کمرے میں اُسے چیک کرنے آئی تھی۔

تم کیسی ہو اب مومل آئی ایم سوری میری وجہ سے تم اتنی بڑی مصیبت میں پھنس گئی کشمالہ مومل کے پاس بھیٹھ گئی جو کمبل لیے بیٹھی تھی۔

نہیں مالہ کیسی باتیں کر رہی ہو تم اور میں بالکل ٹھیک ہوں اب مومل نے اسکا ہاتھ پکڑ کر ہلکا سا دبایا تھا۔

لیکن وجہ تو میں ہی تھی نا کشمالہ سنجیدگی سے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

نہیں مالہ تم ایسا بالکل نہ سوچو مومل مسکراتے ہوئے اس سے کہہ رہی تھی۔

جبکہ مردان خانے میں اسکی زندگی کا اہم ترین فیصلہ ہونے جارہا تھا۔سب بڑے بیٹھے اس مسئلے پر غور کر رہے تھے۔اس رات حویلی میں کسی نے آنکھ نہ لگائی تھی اور اب فجر کا وقت ہو چکا تھا جبکہ دن کے بارہ بجے سے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو جانا تھا اور تقریبات کا آغاز بھی ہونا تھا مگر اس وقت حویلی کی گہما گہمی کی جگہ پریشانی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نے لے لی تھی۔

ہمارا معاشرہ ایسا ہی ہے وہ آغوا ہوئی لڑکی کو قبول نہیں کرتا بھلے ہی وہ باعزت گھر لوٹی ہو مگر کوئی بھی اسے آسانی سے قبول نہیں کرتا اور آگر کر بھی لے تو اس کی زندگی طعنوں کی نظر ہو جاتی ہے۔سب ایک جیسے نہیں ہوتے مگر ایسے میں بیٹیوں کے لیے بہت مشکل ہو جاتا ہے۔اور ایک بیٹی کے باپ کو اس وقت یہی پریشانی اندر ہی اندر گھائے جا رہی تھی۔وہ منہ سے کچھ نہ کہہ رہے تھے مگر انکی پریشانی کسی سے چھپی نہیں رہ سکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غلطی برہان سے ہوئی ہے اسے ایسے میں بچیوں کو لے کر زمینوں کی طرف نہیں جانا چاہیے تھا مگر یہ سب ہونا لکھا تھا صدیقی صاحب نے بات کا آغاز کیا تھا۔

مگر اس میں نقصان میرا اور میری بچی کا ہوا نا میری بچی آپ لوگوں کی ان دشمنیوں کے چکر میں پھنس گئی۔شکر خدا کا کہ وہ آج صحیح سلامت ہے اگر خدانا خواستہ وہ درندے اسکے ساتھ کچھ کر دیتے اگے جہانگیر صاحب سے بولا نہ گیا انکی روح کانپ گئی تھی اور وہ آگے کچھ سوچ سمجھ نہ سکے تھے۔

سنبھالیں خود کو جو ہوا نہیں اسکے بارے میں بات کر کے خود کو تکلیف نہیں دیں اللہ نے

بڑا کرم کیا ہے کچھ نہیں ہوا صدیقی صاحب نے سہارا دیا تھا۔

میری پھول جیسی بچی مرجھا سی گئی ہے جب سے گھر آئی ہے ٹھیک سے بات نہیں کی اسنے ورنہ تو اسکی باتیں ہی ختم نہیں ہوتی تھیں سب آپکے خاندان کی وجہ سے صرف آپکے جہانگیر صاحب بولے جا رہے تھے۔

بس بہت ہوا مانا کہ غلطی ہوئی ہے ہم سے مگر آپ بھائی جان کو کچھ نہیں کہہ سکتے پرویز خان تیش میں آکر بولے تھے جبکہ پاس بیٹھے صدیقی صاحب نے انکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں خاموش کرایا تھا۔

ٹھیک ہے غلطی ہمارے خاندان سے ہوئی ہے تو ہم اپکی صاحبزادی کو اپنے خاندان کی بہو بنانا چاہیں گے صدیقی صاحب کی آواز مردان خانے سے آئی تھی جبکہ باہر موجود خواتین ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے حیران ہوئیں تھیں۔ جنکی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ ہونے جا رہا تھا وہ اس سب سے انجان تھے۔

ہاں ہم اپکی صاحبزادی مومل جہانگیر کی اپنے خاندان کے فرزند برہان خان کے نکاح کے لیے آپ سے اجازت چاہتے ہیں اور یہ نکاح آج ہی ہو گا کشمالہ کی رخصتی سے پہلے صدیقی صاحب نے اپنا فیصلہ سنایا تھا جس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔

مگر جن کا نکاح طے پایا تھا ان دونوں کو تو ایک دوسرے کی موجودگی سے بھی چڑ تھی دونوں سیکنڈز میں لڑ جگڑ لیتے تھے اور اب دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہمیشہ کے لیے جوڑنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صبح کے ساتھ بج رہے تھے جب مومل کے فون پر اسکی موم جان کی کال آئی تھی جسے اس نے فوراً اٹھالی تھی۔ سلام دعا کے بعد اب وہ اسکا حال چال پوچھ رہی تھیں۔

جی ماما میں بالکل ٹھیک ہوں آپ سب کیسے ہیں مومل موبائل کال کے ساتھ لگائے اپنی ماں سے فون پر بات کر رہی تھی۔

میں ٹھیک ہوں پر تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی آج موم جان سے سیدھا ماما کیا بات ہے ویسے تو میں کہتی رہتی ہوں کے یہ موم جان کیا ہوتا ہے اور آج تم موم جان کہنا کیسے

بھول گئی اور یہ تمہاری آواز اتنی مرجھائی ہوئی کیوں ہے یاسمین بیگم نے فوراً کہا تھا۔

ارے موم جان نہیں وہ میں ایسے ہی آپ فکر نہ کریں کچھ نہیں ہوا اگر کچھ ہوتا تو میں بتا دیتی نا آپکو اور ویسے بھی آجکل نیند نہیں پوری ہو رہی اسلیے شادی والا گھر ہے نا اس نے مسکرانے کی بھرپور کوشش کرتے ہوئے خوشگوار لہجے میں کہا تھا۔ جس سے انہیں کچھ تسلی ہوئی تھی۔

اچھا چلو سب کو سلام کہنا میرا اور کشمالہ کو خاص طور پر دعا اور میرا پیار دینا یاسمین بیگم نے پیار بھرے لہجے میں کہا تھا۔

جی ضرور موحل نے مختصر سا جواب دے کر الوداعیہ کلمات کہے تھے۔

ابھی وہ فون ہاتھ میں اٹھائے ہوئی تھی کہ اچانک دو لڑکیاں جو وہاں کام کرتی تھیں اسکے کمرے میں کچھ سامان رکھ رہی تھیں۔ جسے دیکھ موحل کو خیرت ہوئی تھی اور وہ پوچھ بنا رہ نہیں سکی تھی۔

یہ کیا ہے اور یہ کس کی چیزیں ہیں وہ اپنے سے دور پڑے میز پر رکھی گئی چیزوں کیطرف اشارہ کرتی پوچھ رہی تھی۔

یہ آپ کے لیے بی بی جان نے بھجوائی ہیں چیزیں ان میں سے ایک لڑکی نے اسے جواب دیا تھا۔

میرے رے لیے وہ حیرانگی سے کہتی ہوئی چیزوں کے قریب آئی تھی اور تب تک وہ لڑکیاں جا چکی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ضرورت تھی آپ کو نکاح والی بات کرنے کی برہان کی ماں نے اپنے شوہر صدیقی صاحب سے کہا تھا کیونکہ انکو یہ نکاح والی بات ناگوار گزری تھی۔

کیا مطلب ہے اس بات کا وہ معصوم بچی تمہارے لاڈلے بیٹے کی وجہ سے اتنی بڑی مصیبت سے گزری ہے تم سوچ سکتی ہو کہ اس وقت اس بچی اور اس کے باپ کے اوپر ایک قیامت گزری ہے اور جو مجھے ٹھیک لگا میں نے وہ کیا صدیقی صاحب نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔

برہان سے کیسے بات کریں گے اُس کو کیسے منائیں گے اس سب کے لیے دو گھنٹے بعد نکاح ہے اسکا اور وہ آرام کی نیند سو رہا ہے آپکو بھی میرا ہی بچہ ملا تھا اس مصیبت میں ڈالنے کے لیے انھوں نے ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔

میں بات کر لوں گا اس سے اور وہ سمجھ بھی جائے گا اور اب یہ ان سب باتوں کا وقت نہیں ہے تیاریاں کرو صدیقی صاحب کہتے کمرے سے باہر جا چکے تھے۔

مومل نے میز رکھی چیزوں پر ایک نظر ڈالی تھی اور ایک لمحے کے لیے اُسے لگا تھا کہ ان لڑکیوں سے ضرور کوئی غلطی ہوئی ہو گی۔ وہ ایک حسین سفید رنگ کا جوڑا تھا اور ساتھ بہت خوبصورت اور نہایت بھاری جیولری سیٹ تھا اسے لگا یہ تو کسی دلہن کے لیے ہونا چاہیے وہ لڑکیاں ضرور غلطی سے مالہ کی جیولری اس کے روم میں چھوڑ گئی ہیں۔ مومل نے اس جوڑے کو اٹھا کر دیکھا تھا۔ وہ لمبے گھیرے والا فراک تھا جس طرح کے فراک عموماً مومل پہنا بھی کرتی تھی مگر اس میں خاص بات یہ تھی کہ اس پر مہارت سے لال باریک موتیوں سے کام کیا گیا تھا۔ ساتھ لال باریک خوبصورت دوپٹا تھا جو اس فراک کی خوبصورتی کو اور نکھار رہا تھا۔ ابھی وہ چیزیں دیکھ ہی رہی تھی کہ اسکے دروازے پر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دستک ہوئی تھی اور اس نے پلٹ کر دروازے کی جانب دیکھا تھا۔

برہان ابھی ابھی نیند سے بیدار ہوا تھا اسکی انکھیں نیند سے اب بھی لال تھیں جو اکثر نیند کی وجہ سے لال ہو جایا کرتی تھیں۔ کہاں وہ پورا پورا دن سوئے رہنے والا برہان آج صبح کے پانچ بجے سو کر اب آٹھ بجے اٹھ چکا تھا اور وہ بھی بغیر کسی کے جگائے۔ ابھی وہ بستر سے اٹھ کر واش روم گیا تھا اور جب واش روم سے نکلا تو صدیقی صاحب کو اپنے کمرے میں پایا تھا۔

ارے ابو آپ بیٹھیں برہان جو ابھی ابھی واش روم سے نکلا تھا صدیقی صاحب کو کھڑا دیکھ کر بولا تھا۔

وہ میں نے تم سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے انھوں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔

نی بولیں ابو برہان نے انھیں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

آؤ بیٹھو میرے پاس صدیقی صاحب بے اسے ہاتھ زے پکڑ کر اپنے پاس بیٹھایا تھا۔

وہ میں تم سے بہت ضروری بات کرنے جارہا ہوں اور مجھے پتا ہے تم یہ بات سمجھو گے بھی اور میرے فیصلے کو مانو گے بھی صدیقی صاحب اطمینان سے اس سے بات کررہے تھے جبکہ برہان کے چہرے پر حیرانگی کے تاثرات ابھرے تھے۔

کیسی بات میں کچھ سمجھا نہیں اس نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔

تمہیں پتا ہے کل رات جو بھی ہوا اگر تم وقت پر نہ پہنچتے تو اس بچی کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا تھا انھوں نے کچھ بھی پر زور دیا اور اپنی بات جاری رکھی تھی اور یہ کہیں نہ کہیں تمہاری غیر ذمہ داری کی وجہ سے ہوا اور اب میں اُس بچی کی ذمہ داری تمہیں سونپ رہا ہوں اور مجھے پتا ہے تم اپنی اس ذمہ داری سے پیچھے نہیں ہٹو گے صدیقی صاحب کی بات سُن کر اُسے حیرت کا ایک جھٹکا لگا۔

کیا مطلب ابو کیسی ذمہ داری میں کچھ سمجھا نہیں برہان نے فوراً پوچھا تھا۔

میرا مطلب ہے کہ میں نے تمہارا اور مومل کا نکاح طے کر دیا ہے اور اب سے کچھ دیر بعد تمہارا نکاح ہے صدیقی صاحب نے اُسے حیرت کا ایک اور جھٹکا دیا تھا جس پر وہ ہکا بکا رہ گیا تھا۔


www.neweramagazine.com

کی کیا!! مطلب آپ کہہ رہے ہیں کہ میرا نکاح ہے اور وہ بھی تھوڑی دیر میں لیکن ابھی برہان کی بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ صدیقی صاحب اُسے سمجھانے لگے۔

بات کو سمجھو برہان بیٹا تمہاری وجہ سے وہ بچی ایک مصیبت سے گزری ہے اس فیصلے سے اسکی زندگی میں آنے والی مشکلات ختم ہو جائیں گی صدیقی صاحب نے اسے ایک بار پھر اس سب کا ذمہ دار ٹھہرایا تھا۔

وہ اکیلا اس سب کا ذمہ دار تو ہر گز نہیں تھا مگر سب کے سامنے صرف وہی اس سب کا ذمہ دار ٹھرایا گیا تھا اور اسکی اُسے سزا سنائی دی جارہی تھی اور وہ کچھ نہیں کر پارہا تھا ایک لمحے کے لیے اسکا دل چاہا کہ وہ سچ سچ بتادے سب کو کہ وہ سب اس دن زمینوں پر کیوں گئے تھے اور خود کو اس سزا سے آزاد کر وادے۔ہاں اسکو یہ نکاح اس وقت سزا ہی تو لگ رہا تھا جو سب نے اسکے لیے چُنی تھی۔ مگر وہ ایسا نہیں کر سکا وہ نہ بتا سکا کہ وہ ذمہ دار نہیں ہے اس کا۔

ایک لمبی خاموشی کو برہان نے توڑا تھا۔میں تیار ہوں اس نکاح کے لیے آپ جیسا کہیں گے ویسا ہی ہو گا برہان نے بہت سوچنے کے بات ایک یہ جملہ کہا تھا۔

شاباش میرا بچہ مجھے معلوم تھا تم میری بات کو ضرور سمجھو گے صدیقی صاحب نے اسے دیکھتے ہوئے خوشی زے کہا تھا۔

آئیں پاپا مومل نے دروازے پر جہانگیر صاحب کو کھڑے دیکھا تو فوراً اپنے ہاتھ سے جوڑا چھوڑتی ہوئی بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیسی ہے میری بیٹی اب انھوں نے پیار سے اسکے قریب آتے ہوئے پوچھا تھا۔

میں ٹھیک ہوں پاپا آپ فکر نہ کریں اسکے چہرے پر ایک پھیکی مسکان ابھری تھی۔

میں تم سے یہاں ایک بات کرنے آیا ہوں بیٹھو ادھر انھوں نے اُسے بیٹھ پر بیٹھتے ہوئے اسکا ہاتھ تھام لیا تھا۔

بولیں پاپا کیا بات ہے؟ مومل نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا جو اس وقت انکے ہاتھ میں تھا۔

مومل جو ہوا اُسے بھول جاؤ اور میں نے تمہارا وہ ایک لمحے کے لیے رکے تھے جس پر مومل نے سوالیہ نظروں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔

میں نے تمہارا نکاح طے کر دیا ہے اور اس میں سب کی رضامندی ہے اور جو ہوا اس کے بعد یہی ٹھیک ہے انھوں نے اپنی بات جاری رکھی جبکہ مومل کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گیا تھا۔ اچانک انہیں مومل کا ہاتھ ٹھنڈا پڑتا ہوا محسوس ہوا تھا انکی نظریں پہلے اسکے ہاتھ پر گئیں جو انھوں نے تھام کر رکھا اور ساتھ ہی اس کے چہرے پر اس کی آنکھ سے آنسو گرا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے پتا ہے یہ سب بہت اچانک ہے اور بہت اچانک ہو رہا ہے میں نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ تمہارا نکاح اس طریقے سے ہو گا۔ مگر وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تم بہت سمجھدار بچی ہو اور اپنے پاپا کا غرور ہو اور مجھے ناز ہے تم پر اور ہمیشہ رہے گا وہ ایموشنل ہوئے تھے جبکہ مومل انکے گلے لگ کر رونے لگی تھی۔

بس بیٹا سب ٹھیک ہو جائے گا اور ابھی تو صرف نکاح ہو رہا ہے رخصتی بعد میں ہو گی تم پہلے پڑھ لکھ جاؤ اپنے بی ایس کی ڈگری کمپلیٹ کرو پھر رخصتی ہو گی اور سب کچھ ٹھیک

ہو جائے گا بھروسہ رکھو اپنے باپ پر بیٹا وہ اسے چپ کرانے کی کوشش کر رہے تھے مگر وہ مسلسل دبی دبی آواز میں رو رہی تھی۔

کل صبح تک وہ خوش تھی زندگی سے مطمئن اور ایک آرام دے زندگی گزار رہی تھی۔ جہاں اُسے کوئی غم نہیں تھا جہاں اسکی موم جان اور بہنوں کے پیار کے ساتھ پاپا کا بے حد سپورٹ تھا۔ہاں مگر دادی کی ڈانٹ بھی اُسے اب بری نہیں لگتی تھی۔وہ ہر وقت چہکنے والی لڑکی تھی جسے کتابوں سے محبت اور بارشوں سے عشق تھا۔ جسکی باتیں ایک دفعہ شروع ہوتی تو ان پر بریک لگنا مشکل ہو جاتی تھی۔اُسے اپنے خوابوں میں رہنے کی عادت تھی وہ ایک آزاد پنچھی تھی وہ کہاں کسی قید میں رہنے کی قائل تھی اور اس وقت یہ نکاح اس کے لیے کسی قید سے کم نہیں تھا مگر وہ چاہ کر بھی کچھ نہ بول پائی۔اپنے پاپا کی آنکھوں میں اُسے ایک امید کی کرن ابھرتی ہوئی دکھی تھی جسے وہ چاہ کر بھی بجھا نا پائی تھی۔

پاپا موم جان کو جب پتا چلے گا سب تو ان پر کیا گزرے گی یہ ایک جملہ تھا جو اس نے ایک طویل خاموشی کے بعد کہا تھا۔

بیٹا سب ٹھیک ہو جائے گا گھر جا کر اُسے سب سچ بتا دیں گے ابھی اُسے بتا کر پریشان نہیں کر سکتے تم بھروسہ رکھو مجھ پر جہانگیر صاحب نے اُسے اطمینان دلایا تھا۔

پاپا جیسا آپکو ٹھیک لگے وہ کہتی ایک بار پھر اپنے باپ کے گلے سے لگ گئی تھی مگر اب اس کی آنکھ میں آنسو نہیں تھے ہاں مگر اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ بھی تو نہیں تھی وہ خاموش تھی اور اپنے تمام تر فیصلے اس نے اپنے رب پر چھوڑ دیے تھے اور جو لوگ اپنے فیصلے رب پر چھوڑ دیتے ہیں نا انکا رب انہیں کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نکاح کی تیاریاں ہو چکی تھیں مومل کو تیار کیا جا رہا تھا مومل اس وقت ڈریسر کے سامنے بیٹھی خود کو شیشے میں خالی خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی جبکہ اسکے ارد گرد کھڑی لڑکیاں اُسے تیار کر رہی تھیں۔ وہ معمولی سا تیار ہوئی تھی۔ حالات کچھ اور ہوتے تو اس نے گھر میں ایک ہنگامہ مچا دینا تھا اسنے سیما کے ساتھ مل کے ڈھیروں پلانز بنانے تھے اپنے نکاح کے۔ مگر آج حالات اسکے خوابوں خیالوں سے بالکل برعکس تھے۔ میک اپ کے نام پر اسنے صرف لال رنگ کی وہ بھی ہلکی سی لپ سٹک لگائی تھی جو اُسے اب بھی ڈارک لگ رہی تھی اور ساتھ ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی اسکی خوبصورت آنکھوں

میں مسکارہ لگا ہوا تھا۔اس کا بس چلتا تو وہ یہ چیزیں بھی نہ لگاتی مگر بی جان کے حکم کے مطابق وہ لڑکیاں اُسے تیار کررہی تھی اور وہ بے دلی سے ان کے آگے بیٹھی تھی۔ مومل کو ابھی وہی صبح والا جیولری سیٹ پہنایا جارہا تھا جس سے اُسے اور گھٹن کا احساس ہورہا تھا مگر وہ خاموش بت بنی بیٹھی تھی۔وہ اپنے نکاح کا سفید جوڑا زیب تن کیے ہوئی تھی جسکی وہ اکثر خواہش بھی کیا کرتی تھی۔

وہ اکثر سیما سے کہتی تھی کہ میں اپنے نکاح پر سفید جوڑا پہنوں گی جس پر سیما اسکا مزاح اُڑاتے ہوئے کہتی تھی کہ تم ملویانی لگو گی اس میں یہ بات سوچتے ہوئے اسکے ہونٹوں نے حرکت کی تھی اور ہلکا سا ڈمپل اسکے چہرے پر نمودار ہوا تھا۔وہ مسکرائی تھی مگر جلد ہی وہ اپنے ہنستے ہوئے ماضی کو کہیں دور چھوڑ کر واپس اپنے حال میں چھائی اداسی پر آپہنچی تھی۔

کشمالہ کو بھی تیار ہونا تھا مومل اور برہان کے نکاح کے فوراً بعد ہی اسکی بھی شادی کی تقریبات کا سلسلہ شروع ہونا تھا مگر کشمالہ خود تیار ہونے سے پہلے ایک بار مومل کو دیکھنے آئی تھی۔اسنے کمرے میں آتے ساتھ ہی ان دو لڑکیوں کو کمرے سے باہر بھیج دیا

تھاجو شاید اب اُسکا دوپٹہ سیٹ کرنے لگی تھیں۔

کشمالہ بیڈ پر پڑے لال رنگ کے دوپٹے کو اٹھائے مومل کے قریب آئی تھی۔

ماشاللہ آج تو مومل بالکل پری لگ رہی ہے کشمالہ نے فضا میں پھیلی افسردگی کو کم کرنے کی ایک کوشش کی تھی۔

ہمم وہ پری جس کے پر آج شان وشوکت سے کاٹے جارہے ہیں مومل شیشے سے اپنے پیچھے کھڑی کشمالہ کو دیکھتے بولی تھی جواب اسکا دوپٹہ سیٹ کررہی تھی۔

مومل مجھے معاف کردینا میری وجہ سے کتنا کچھ ہوگیا۔نہ سکلین صذ کرتے ملنے کی نہ ہمیں یہ پلان بنانا پڑتا اور نہ اتنا سب کچھ ہوتا۔ تمہارے اور لالا کے ساتھ جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ سب میری وجہ سے ہو رہا ہے کشمالہ نے دکھی ہوتے ہوئے کہا تھا۔

جس پر مومل فوراً بولی تھی تمہیں معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مالہ یہ سب کسی انسان کے اختیار میں نہیں ہے یہ اللہ کے فیصلے ہیں اور میں نے سب اللہ پر چھوڑ دیا ہے مالہ وہ اپنے ہونٹوں پر پھیکی مسکان لیے کہہ رہی تھی۔

ایک بات کہوں مومل لالا ایک بہت اچھے انسان ہیں ان پر یقین کرکے تو دیکھو وہ تمہیں

بہت خوش رکھیں گے کشمالہ نے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تھا۔

پتا نہیں مالہ اچھا چھوڑو تم جاؤ تیار ہو جا کے دلہن صاحبہ مومل نے اسکا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے اسکی توجہ دلہن بننے پر دلائی تھی جبکہ خود اس کے دل کا حال اس وقت اسکے رب کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا تھا۔

مولوی صاحب کی آواز پر وہ چونکی تھی گھنگھٹ کے پیچھے اسکی آنکھیں بڑی ہوئی تھیں کیونکہ مولوی صاحب برہان کا نام لے رہے تھے۔اس نے تو سوچا ہی نہیں تھا کہ اسکا نکاح کس سے ہو رہا ہے نہ وہ ایسا کچھ سوچنا چاہتی تھی۔اُسے تو برہان کی ایک سیکنڈ کی موجودگی بھی برداشت نہیں تھی مگر اللہ کو کچھ اور منظور تھا۔اس کے لب ہلے نہیں تھے مگر دل نے خواہش کی تھی کہ کاش یہ نکاح نہ ہو مگر ہونی کو کون ٹال سکتا تھا۔ مولوی صاحب نے ایک بار پھر پوچھا تھا جس پر اس نے بمشکل اپنے دل کو مار کر قبول ہے کہا تھا۔وہ دونوں اب ایک رشتے میں بندھ چکے تھے جسکے لیے وہ دونوں ہی تیار نہیں تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انکے نکاح کے بعد کشمالہ کی رخصتی ہوئی تھی اسے رخصت کرنے کے بعد جلد ہی مومل کے کہنے پر اسکے پاپانے حویلی کی گاڑی میں ہی واپسی کا سفر اختیار کر لیا تھا۔کشمالہ سے مل کر اور باقی سب سے مل کر وہ لوگ اب اپنی منزل کی طرف روانہ تھے۔سب کے کہنے کے باوجود وہ لوگ رکے نہیں تھے مومل کو اب بس اپنے گھر جانا تھا۔اُسکو دنیا میں کہی بھی لے جاؤ مگر جب اُسے رونا ہوتا تھا تو اُسے اپنا کمرہ ہی چاہیے ہوتا تھا اور وہ اپنے اندر بہت کچھ لیے ہوئی تھی۔مومل نے سوات آنے کا سفر جتنی خوشی اور چہک سے طے کیا تھا اتنا ہی اب واپسی کا سفر اس کے لیے مشکل تھا۔وہ اس وقت گاڑی سے باہر آسمان میں چمکتے چاند کو دیکھتی سوچ رہی تھی کہ کاش وہ یہاں آئی ہی نہ ہوتی۔

ان لوگوں کو گھر آئے اب ہفتہ ہو گیا تھا جہانگیر صاحب نے مومل کی ماما کو دوسرے دن ہی سب بتادیا تھا۔وہ بہت روئی تھیں وہ جہانگیر صاحب سے خفا بھی ہوئی تھیں مگر جو ہو چکا تھا اُسے کوئی بدل نہیں سکتا تھا.دادی کا بھی رویہ بدل گیا تھا انہیں مومل کے ساتھ ہوئے واقع سے جھٹکا لگا تھا۔انکا دل دہلا تھا یہ سوچ کر ہی کہ آگر اس رات برہان

وقت پر نہ پہنچتا تو کیا ہوتا اور اس بات نے انکے مزاج کی کڑواہٹ کو کم کر دیا تھا۔سب گھر والے مومل کا بہت خیال رکھنے لگے تھے۔

مومل زیادہ تر اپنے کمرے میں ہی رہنے لگی تھی اسکی ہنسی جو پہلے ہر آدھے گھنٹے بعد نکل آتی تھی وہ مکمل طور پر غائب ہو چکی تھی وہ ہفتے سے یونی بھی نہیں گئی تھی البتہ سیما سے اسکی بات روز ہوتی تھی۔اسنے سوات سے آتے ساتھ سب سے پہلے اپنی دوست سیما کے ساتھ ہی سب شیر کیا تھا۔برہان سے اسکی اس رات کے بعد اب تک کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج بھی شام کو مومل اپنے کمرے میں ہی موجود تھی جب اُسے اپنے کمرے میں کسی کے آنے کا احساس ہوا تھا اور جب اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

وہ برہان تھا اور اسے لگا یہ وہم ہو گا اسکا وہ کیسے آسکتا ہے وہ بھی اسکے کمرے میں۔اسنے تو

اسے کال تک نہیں کی تھی اور جب سے یہ سب کچھ ہوا تھا تب سے تو وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے بھی نہیں آئے تھے۔اسے سب سے زیادہ حیرت اس بات کی ہو رہی تھی کہ وہ کیسے اس کے کمرے میں آگیا تھا اور کسی نے اُسکو روکا تک نہیں تھا۔

وہ بستر سے اتری تھی جبکہ برہان کمرے میں داخل ہوتا سیدھا اسکے پاس آیا تھا۔

تم یہاں کیسے آئے اور کس کی اجازت سے آئے ہو تم یہاں مومل کو ہمیشہ کی طرح آج بھی اس پر غصہ آیا تھا مگر آج حالات کچھ اور تھے۔

اپنی دونوں ٹانگوں سے چل کے آیا ہوں دیکھ لو برہان اپنی ٹانگوں کی طرف دیکھتے ہوئے خوش گوار موڈ میں بولا تھا۔جبکہ مومل کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ اتنا خوش اور نارمل کیسے ہے اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی اُسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا۔

مومل کو مسلسل اپنی طرف دیکھتا پا کر اس نے شرارت سے کہا تھا بیویوں والے کام شروع کر دیے تم نے بھی ہاں۔

جس پر وہ چلائی تھی جبر دار بیوی نہیں ہوں میں تمہاری اسکی آنکھ سے آنسو گرا تھا جسے وہ جلدی سے صاف کر گئی تھی کیونکہ وہ اس کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔

اچھا اچھا ریلیکس تم ہر وقت چیختی چلاتی کیوں رہتی ہو سپیکر فٹ کیے ہوئے ہیں کیا گلے میں اس نے ایک بار پھر اپنی عادت سے مجبور ہو کر اتنی سیریس سیچویشن میں بھی اپنے مزاخیہ لہجے میں بات کی تھی۔

تم تم یہاں سے نکلو باہر مومل کو کوفت ہوئی تھی اس شخص سے وہ اتنا نارمل کیسے ہو سکتا تھا۔

دیکھ لو تم اپنے مجازی خدا کو باہر کا راستہ دکھا رہی ہو قیامت والے دن تمہیں دوزخ کا راستہ دکھایا جائے گا برہان نے اس کے کمرے میں پڑی ایک لکڑی کی روکینگ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔

میں نے کہہ دیا نا میں تمہاری بیوی نہیں ہوں اور تم کس سے پوچھ کر آئے ہو یہاں مومل اس کے پاس آتے ہوئے غصے سے بولی تھی۔

تمہارے سسرال والوں کو لے کر آیا ہوں اپنے سسرال برہان نے جھولتے ہوئے کہا تھا۔

کس خوشی میں لے کے آئے ہو پوری بارات مومل نے تپ کر کہا تھا۔

تمہیں بڑی جلدی ہے بارات کی ابھی صرف ملنے آئے ہیں آنٹی سے برہان نے مزے سے کہا تھا۔

تمم تم چپ رہو اب کچھ فضول بولا تو میں تمہارے بال نوچ ڈالوں گی مومل نے کھا جانے والی نظروں سے اُسے دیکھا تھا۔

خبردار جو میرے بالوں کو غلطی سے بھی ہاتھ لگایا تو یہ مزاق نہیں ہے اور یہ اپنا سوگ ختم کرو اور شرافت سے یونی آؤ فائنلز ہونے لگے ہیں اور فائیل پروجیکٹ بھی جمع کرانا ہے ابھی برہان نے سنجیدگی سے کہا تھا۔وہ پوری کوشش کررہا تھا کہ وہ دونوں ہی جو کچھ ہوا اُسے بھول جائیں ورنہ پڑھائی کی بات برہان صاحب کے منہ سے نکلے ایسا کبھی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

تم مجھے آرڈر نہ دو مجھے اچھے سے پتہ ہے سب مومل اب بیڈ پر بیٹھ چکی تھی کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ وہ اس کے روم سے نہیں جائے گا اتنی آسانی سے۔

تم یہ جنگِ عظیم ختم نہیں کرسکتی چلو دشمنی چھوڑ دو اور انسانوں کی طرح رہو ہمیں یونی میں بہت کام ہے اور سیما اور عامر کی بھی بات کرنی ہے گھر میں اور یہ کام ہم دونوں ہی مل کر کر سکتے ہیں برہان نے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا جسکی نظریں اس وقت اپنے

بیڈ پر تھیں۔

میں کوئی جنگ نہیں کر رہی تم نے ہی شروع کی تھی یہ جنگ اُس دن مجھ سے بد تمیزی کر کے اُسے ان دونوں کی یونی میں ہونے والی پہلی ملاقات یاد آئی تھی۔

کیسی دوست ہو تم اپنی دوست کی خوشی کی خاطر اپنے دوشمن کو اپنا دوست بھی نہیں بنا سکتی برہان نے افسوس سے کہا تھا۔

ایسی بھی بات نہیں ہے اب وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہوئی تھی مگر پھر اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا ہاں مگر صرف دوستی یہ شوہر بننے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہاں تم جیسی نکچڑی سے کوئی دوستی بھی نہیں کرے میرا دل دیکھو اتنا بڑا ہے تم سے دوستی کر لی برہان اب دروازے سے نکلتے ہوئے بولا تھا۔

جبکہ مومل اب اس جگہ کو خالی نظروں سے دیکھنے لگی تھی جس جگہ وہ کچھ دیر پہلے کھڑا تھا۔اسے برہان کی سمجھ نہیں لگتی تھی وہ اتنی بڑی بات ہونے کے باوجود ایسے کیوں ری ایکٹ کر رہا تھا یہ مومل کی سمجھ سے باہر تھا۔

برہان کے جانے کے بعد وہ بھی نیچے آئی تھی جہاں اسے آمرحہ برہان اور اسکی ماما بیٹھی

نظر آئیں تھیں۔وہ سب سے مل کر کچن میں چلی گئی تھی اوران کے جانے تک وہ وہیں رہی تھی۔ برہان سے بات کرنے کا مومل کو یہ فائدہ ہوا تھا کہ اس کی بہت ساری ٹینشنز ختم ہو گئیں تھیں مگر پھر بھی وہ خود کو اسکی بیوی کے روپ میں قبول نہیں کر پا رہی تھی اور شاید برہان بھی ایسا ہی سوچ رہا تھا۔اس نے مومل سے دوستی تو کر لی تھی مگر اسے کچھ اندازہ نہیں تھا کہ مستقبل ان دونوں کے لیے کیا فیصلہ کرنے والا ہے۔

آگلے دن مومل یونی بہت دنوں بعد آئی تھی۔اس وقت وہ اور سیما دونوں کیفے میں بیٹھے تھے۔سیما اپنے مسئلے لے کر بیٹھی تھی جبکہ مومل اپنی ہی سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ تب ہی اچانک سیما نے مومل کی توجہ اپنی طرف نہ پاتے ہوئے منہ بنایا تھا اور ساتھ ہی زور سے ٹیبل پر کتاب ماری تھی جسکی آواز سے مومل نے جھنجلا کر اسکی طرف دیکھا تھا۔

کونسا دورہ پڑ گیا ہے تمہیں آرام سے مومل نے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا جو منہ پھولائے بیٹھی تھی۔

جبکہ سیما خاموش رہی تھی مومل نے اسے دیکھا تھا اور وہ فوراً ہی سمجھ گئی تھی کہ اُسے کیا

ہوا ہے۔

اچھا بتاؤ تم کیا کہہ رہی تھی بتاؤنا مومل اب سیما کو بازو سے پکڑتے ہوئے بولی تھی جس پر سیما نے اپنی بازو چھڑاتے ہوئے کہا تھا تم سوچو جو سوچ رہی تھی بہت اہم کام ہو گا نہ جس پر اتنی غورو فکر ہو رہی تھی۔

اچھا نا بتاؤ سن رہی ہوں میں مومل نے اب اپنی پوری توجہ اسکی طرف مرکوز کی تھی۔

وہ میں کہہ رہی تھی کہ گھر میں بات کر لینی چاہیئے میرا مطلب ہے کہ سیما ابھی بول ہی رہی تھی کہ اچانک مومل بول پڑی مطلب میں سب سمجھ رہی ہوں اور کرتے ہیں کچھ اس بارے میں۔

مومل کے کہنے کی دیر تھی کہ سیما نے اُسے گلے لگایا تھا۔

دوسری جانب عامر بھی یہی مسئلہ لیے برہان کے پاس موجود تھا۔

برہان یار کچھ کرنہ آنٹی انکل سے آج ہی بات کر آخر جانا تو انہی لوگوں نے ہے سیما کے گھر عامر بولا تھا۔

کر لونگا بات کیا ہو گیا ہے تُو تو اتنا اتاولا ہو رہا ہے تُو کہے تو آج ہی نکاح نہ پڑھوا دیں تمہارا برہان نے اسے تنگ کرنے کے لیے کہا تھا۔

ہاں تو خود تو کر چکا ہے نکاح اور عامر بول ہی رہا تھا کہ برہان فوراً بولا خبردار سو دفعہ منع کیا ہے اس ٹاپک پر کبھی بات نہیں ہو گی۔

اچھا بھئی تُو تو سیریس ہی ہو جاتا ہے ایک دم سے عامر نے جواباً کہا تھا۔

شام میں مومل اپنے روم۔میں یونی کا کام لے کر بیٹھی تھی جب اس کے فون کی پر کسی کی کال آئی تھی۔

مومل مومل تمہیں پتا ہے سیما ہمیشہ کی طرح ایکسائیٹڈ انداز میں بات کر رہی تھی جبکہ مومل فون سپیکر پر لگائے پروجیکٹ بنانے میں مصروف تھی۔

ارے نہیں پتا بتاؤ تو کب سے کہہ رہی ہو تمہیں پتا ہے مجھے الہام تو ہو گا نہیں اور مومل نے ہمیشہ کی طرح اُسے سڑا سا جواب دیا تھا۔

مومل تم میری بات غور سے سنو تم ہمیشہ ایسے ہی کرتی ہو سیما نے مصنوعی ناراضگی سے کہا۔

اوکے اوکے میں سُن رہی ہوں بولو اب مومل سب کچھ چھوڑ کر موبائل سپیکر سے ہٹاتے ہوئے بولی تھی۔

وہ عامر کی کال آئی تھی تو سیما اتنا سا بول کر ہی خاموش ہو گئی۔

جبکہ مومل فوراً بولی تھی تو وو کیاا سسپینس نہ پیدا کرو کیا کہا اس نے جلدی بولو۔

وہ آج رات برہان کی ماما مجھے دیکھنے آ رہی ہیں اور وہ ساتھ میں شرمائی تھی۔

کیاااااا وہ ہمیشہ کی طرح چلاتے ہوئے بولی تھی مگر اس بار خوشی سے نہیں بلکہ حیرت سے۔ کیا کیا وہ کیوں آ رہی ہیں تم سے ملنے اور کس خوشی میں وہ فوراً سے بولی تھی۔

تم فکر نہ کرو تمہارے حق پہ ڈاکہ نہیں ڈال رہی۔ وہ عامر کا اس دنیا میں اس کی ماما کے علاوہ کوئی نہیں ہے اور وہ بھی گاؤں ہوتی ہیں اسلیے برہان کی ماما ہی سب فائینل کریں

گی۔ تمہیں تو پتا ہی ہے وہ دونوں اور انکی فیملیز بھی کتنا کلوز ہیں سیما نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

نن نہیں ایسی بھی کوئی بات نہیں میں تو ویسے ہی مومل فوراً سے بولی تھی جس پر سیما کا فلک شگاف قہقہ اس کے کانوں پر گونجا تھا۔

مومل منہ بتاتے ہوئے فوراً بولی تھی اچھا بس نہ کان کے پردے پھاڑو گی کیا اب اور رکھو فون میں کام کر رہی تھی۔

اچھا چلو اور ٹائم ہر پہنچ آنا رات میں ادھر دوبارہ کال نہ کرنی پڑے جسکے جواب میں مومل ہمیشہ کی طرح رو گرباس کہتی فون رکھ چکی تھی۔

رات کو سیما کے گھر برہان کی ماما اور اسکے پاپا آئے تھے سب سے بات کرنے۔ انھوں سے سیما کے والدین کو ساری بات بتا دی تھی۔ چونکہ برہان کے گھر والے ساری صورتِ حال سے اگاہ تھے اور سیما انہیں پسند بھی آئی تھی اس وجہ سے وہ سید ھا رشتہ ہی لے کر آئے تھے۔ جبکہ سیما کے گھر والوں کو وہ لوگ اچھے لگے تھے مگر بیٹی کا معاملہ تھا

اس وجہ سے انھوں نے عامر کی ماں سے ملاقعات کی خواہش ظاہر کی تھی اور انکی موجودگی میں دونوں کی منگنی طے کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

اس وقت مومل سیما کے گھر پر ہی موجود تھی اور مہمانوں کو گئے ہوئے ابھی دس منٹ ہی گزرے تھے کہ برہان اور عامر کی کال آگئی تھی۔ سیما اور مومل فوراً سے کمرے میں ہی گئی تھیں وہاں جا کر انھوں نے کال رسیو کی تھی۔

جب انکا گروپ بنا تھا تب ہی سیما نے واٹس اپ پر بھی گروپ بنا دیا تھا تاکہ وہ پڑھائی کی باتیں ڈسکس کر سکیں۔ جس میں برہان کا کوئی کام نہ ہوتا تھا اور گروپ بھی اکثر سناٹے کی نظر ہو جاتا تھا جبکہ آج پہلی بار وہ لوگ کال پر بات کر رہے تھے۔

تم لوگوں کو صبر نہیں ہو رہا تھا فوراً محلے کی آنٹیاں بن کر کال کر لی یہ مومل تھی جس نے سیما کے ہاتھ سے موبائل لیتے ہوئے بولا تھا۔

دوسری جانب سے برہان بولا تھا یہ عامر کو جلدی تھی بہت کروالی نہ عزت اب جبکہ آخری بات اس نے عامر سے کہی تھی جو اسکے سامنے ہی بیٹھا تھا مگر اس کے باوجود

دونوں ایک جگہ پر ہوتے ہوئے بھی اپنے اپنے فون سے کال کر رہے تھے۔

وہ اصل میں مجھے پوچھنا تھا کہ عامر اٹک اٹک کر بولا تھا جس پر برہان نے جھٹ سے کہا تھا یہ شرمانے کی ایکٹنگ نہ کریں آپ اور جلدی سے اپنا مسئلہ بتائیں ان خواتین کو تاکہ آپ کو چین آسکے اور مجھے سکون کی نیند۔ برہان نے تمیز کے دائرے میں رہتے ہوئے عامر کا مزاق اڑایا تھا جس پر سیما اور مومل دونوں کی ہنسی نکلی تھی۔

ہاں ہنس لو ہنس لو بیٹا تم لوگ مجھ معصوم پر عامر نے اپنے لہجے میں معصومیت سموتے ہوئے کہا تھا۔ جس پر سیما فوراً بولی تھی معصوم تو خیر آپ کہیں سے بھی نہیں ہیں۔ سیما کی بات سن کر چاروں کا فلک شگاف قہقہ فضا میں بلند ہوا۔

اچھا تو جو رپورٹ لینے کے لیے آپ نے کال کی ہے وہ یہ ہے کہ مومل ابھی بول ہی رہی تھی کہ عامر فوراً بول پڑا کچھ اچھی خبر سنانا پلیز۔

جواباً مومل بولی ایک مسئلہ ہے یہ سنتے ہی عامر نے بیچارگی سے برہان کی طرف دیکھا تھا جبکہ برہان نے اُسے سہارا دیتے ہوئے کہا تھا بس صبر کر اللہ کی مرضی اب مجھے تیرا فیوچر ابھی سے دکھ رہا ہے بس تو ماموں بننے کے لیے تیار ہو جا۔

استغفار تیرے منہ میں کر یلے آیا بڑا بنگالی بابا عامر نے مصنوعی غصے سے کہا تھا جس پر برہان کے دانت نکلے تھے۔

اچھا اچھا دونوں چپ کر کے بات تو سنو اپنے ہی اندازے لگائے جا رہے ہو سیما نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

جبکہ مومل نے فوراً ساری بات بتا دی تھی کہ سب سے پہلے منگنی ہو گی اور پھر ڈگری مکمل ہونے کے بعد نکاح۔

جسے سنتے ہی برہان نے ہاتھ سے فون چھوڑتے ہوئے عامر کو گلے لگایا تھا جو اس وقت خوشی کے عالم میں تھا۔

مبارک ہو مبارک ہو تو ماموں بننے سے بچ گیا بنگالی بابا کی دعا لگی ہے تجھے برہان نے اسے گلے سے لگاتے ہوئے کہا تھا جسے سیما اور مومل نے بھی سُنا تھا اور وہ دونوں موبائل پکڑے ہنسی تھیں۔

اللہ اللہ بنگالی بابا نے تو مجھے تقریباً ماموں بنا ہی دیا تھا وہ تو میرے کرموں کا صلہ ہے کہ میں بچ نکلا عامر نے خوشی سے کہا تھا وہ واقعی بہت خوش تھا۔

دو دن بعد ان چاروں کا پہلا پیپر تھا اور سب پڑھائی میں لگ گئے تھے سوائے برہان کے وہ سارا سارا دن فٹ بال کھیلتا رہتا تھا جبکہ عامر سیما اور مومل پڑھائی میں مشغول ہو گئے تھے۔ برہان خود تو پڑھتا نہیں تھا البتہ ان لوگوں کو بھی اکثر باتوں میں لگا لیتا تھا۔

پیپر سے ایک رات پہلے عامر نے برہان کو کال کی تھی۔

پڑھ تو تُو نہیں رہا ہو گا اسلیے یہ میں تجھے کچھ چیزیں بھیج رہا ہوں ایک بار پڑھ لیتا تاکہ پاس ہو سکے اور ہمارے ساتھ اگلے سیمسٹر میں جا سکے عامر نے سلام کرتے ہی پہلی بات کہی تھی۔

مگر برہان مزے سے بولا تھا لیجنز پڑھتے نہیں ہوتے۔

اور جواباً عامر نے کیا تھا لیجنز فیل بھی نہیں ہوتے۔

جبکہ برہان کے پاس ہمیشہ کی طرح جواب تیار تھا۔ اصل لیجنز وہ ہوتے ہیں جو پڑھے بغیر ہی پاس ہو جائیں لکھ لے میری بات کام آئے گی اور ہاں اتنی آسانی سے تم لوگوں

کی جان نہیں چھوڑنے والا اس لیے فکر نہ کر ساتھ ہی جائیں گے اگلے سیمسٹر برہان یقین سے کہتے ہوئے بولا تھا۔

ہاہاہا چل ٹھیک ہے اب پڑھ بیٹھ کے عامر نے ہنس کر کہا تھا۔

یہ کتابیں مجھ سے رٹی نہیں جاتی ایک بار پڑھ لونگا اور بس پاس ہو جاؤنگا اب سارا کیا میں ہی پڑھ لوں دوسرے بچوں کے لیے بھی تو چھوڑ دینا چاہیے نہ برہان شرارت سے بولا تھا جبکہ عامر صرف اتنا کہہ سکا تھا تو نہیں سدھرنے والا۔ جس پر برہان کے دانت نکلے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایسے ہی وقت گزرتا گیا ان سب کے پیپرز بھی ہو گئے تھے اور آج وہ چاروں یونی آئے تھے کیونکہ آج انکا رزلٹ تھا۔ سب نوٹس بورڈ پر جمع تھے جبکہ وہ چاروں اطمینان کے ساتھ کھڑے تھے کیوں کہ انہیں پتہ تھا کہ اتنی رش میں انہیں نظر تو کچھ آنے والا نہیں ہے اسلیے انکا ارادہ آرام سے بعد میں دیکھنے کا تھا۔

مومل نے کہا تھا چلو اب چل کے دیکھتے ہیں اب رش کم ہو گئی ہے۔

جواباً برہان بولا تھا صبر کر جاؤ لسٹ کہیں بھاگ نہیں رہی آرام سے دیکھنا بعد میں وہ دیکھو ابھی فواد لوگ کھڑے ہیں اس نے دور سے ایک لڑکے کی طرف اشارہ کیا تھا جو انہی کی کلاس کا تھا۔

کیا مطلب ہے اس فضول بات کا وہ کھڑا ہے تو کھڑا رہے میں جا رہی ہوں تم لوگوں نے آنا ہے تو آؤ مومل کہتی آگے بڑھ چکی تھی اور باقی بھی اسکے پیچھے گئے تھے مگر برہان اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا مگر پھر فواد کے ساتھ کھڑی مومل پر جب اسکی نظر پڑی تو وہ بھی ٹھنڈی آہ بھرتا انکے پاس گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عامر سب کے مارکس دیکھ کر بتا رہا تھا جبکہ مومل برہان اور سیما تھوڑا سا ہی پیچھے کھڑے تھے۔

مومل تم نے ٹاپ کیا ہے عامر کی آواز پر وہ عادتاً خوشی سے چلائی تھی جبکہ برہان اُسے دیکھتا رہ گیا تھا۔ ابھی وہ کچھ بولنے ہی والا تھا کہ اُسے اپنے پیچھے فواد کی آواز آئی تھی۔

کنگریجولیشنز گرل فواد مومل سے مخاطب ہوا تھا جو برہان کو اچھا نہیں لگا تھا اور وہ رُخ

موڑ گیا تھا۔

تھینکس مومل مسکراتی تھینکس کہہ رہی تھی۔

عامر اور سیما کے بھی اچھے نمبر آئے تھے جب کہ برہان کا نام اُسے نہیں دکھا تھا۔

برہان یار تیرا نام نہیں ہے لسٹ میں عامر پیچھے کی جانب اُسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

نیچے سے دیکھ نیچے سے برہان فوراً بولا تھا جس پر تینوں ہنسے تھے۔

مبارک ہو برہان تم نے بھی ٹاپ کیا ہے مگر نیچے سے عامر نے بورڈ پر اسکا نام دیکھتے ہوئے کہا تھا جو سب سے آخر میں لکھا تھا۔

ہاں ترس کھا کر اسکو یہاں بھی جگہ دے دی ٹیچرز نے ورنہ لسٹ سے باہر جا رہا تھا اسکا نام مومل جھٹ سے بولی تھی۔

جس پر برہان اپنے کالر کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولا تھا او ہیلو مس نکچڑی اپنی محنت سے یہ پوزیشن حاصل کی ہے ورنہ یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی یہ لیجنڈز کے کارنامے ہوتے ہیں اور ہر کوئی لیجنڈ نہیں ہوتا برہان نے فخریہ انداز میں بولا تھا جیسے اس نے کوئی مارکہ مار لیا ہو۔

ہوووواقعی یہ کام آپ جیسے لیجنڈز ہی سرانجام دے سکتے ہیں بھورے بندررروہ اسکا مزاق اُڑاتے ہوئے بولی تھی جس پر عامر اور سیما کی ہنسی نکلی تھی مگر برہان کا چہرہ دیکھتے ہوئے انھوں نے اپنی ہنسی پر قابو پایا تھا۔

چونکہ ان لوگوں کے امتحانات ہو گئے تھے اب عامر اور سیما کی منگنی کی تیاریاں شروع ہو گئی تھیں۔ منگنی کا فنکشن برہان کے گھر پر ہی رکھا گیا تھا۔کیونکہ عامر کی ماما برہان لوگوں کے گھر ہی رکی ہوئی تھیں اور صدیقی صاحب کے کہنے پر ہی عامر کی منگنی کا فنکشن انھوں نے اپنے گھر ہی رکھا تھا۔فنکشن میں سیما کی فیملی کے علاوہ وہ سب لوگ خود ہی تھے جبکہ ان لوگوں کے کلاس فیلوز بھی انوائیٹڈ تھے۔

فیملیز سب پہنچ چکی تھیں جبکہ مومل اور سیما نے پالر سے ہی آنا تھا۔رات کے آٹھ بجے فنکشن شروع ہونا تھا اور اس وقت گھڑی رات کے ساڑھے ساتھ بجا رہی تھی جب مومل کے فون پر برہان کا میسج آیا تھا۔

کہاں ہو تم لوگ میں پالر کے باہر ویٹ کر رہا ہوں مومل نے میسج پڑھا تھا اور ساتھ ہی جواب دیا تھا۔

بس پانچ منٹ میں آرہے ہیں مومل کا میسج پڑھتے ہی برہان نے فون واپس رکھ دیا تھا۔

ٹھیک پانچ منٹ بعد اُسے وہ لوگ دور سے آتی دکھائی دی تھیں۔ سیما اور مومل ہلکے قدم اُٹھاتی اپنی ہی موج میں آرہی تھیں جبکہ برہان کی نظر مومل پر ٹکی تھی۔

مومل نے اس وقت اسی سٹائل کا فراک زیب تن کیا ہوا تھا جس طرح کے وہ اکثر پہنا کرتی تھی۔ کالے رنگ کا لمبے گھیرے والا فراک جو اسکے گھٹنوں تک آرہا تھا اور ساتھ دوپٹہ اسنے اپنے کندھے پر پھیلا کر رکھا ہوا تھا جبکہ اسکے لمبے بال ایک سائیڈ سے دوسرے کندھے پر جھول رہے تھے جنہیں وہ بار بار بات کرتے ہوئے ہاتھ لگا رہی تھی۔

برہان اپنے خیالوں کی دنیا سے تب واپس آیا جب اسے مومل کا چہرہ گاڑی کے شیشے سے نظر آیا۔ وہ لوگ گاڑی کے پاس پہنچ چکی تھیں جبکہ برہان کب سے اپنے ہی خیالوں میں

کھویا ہوا تھا۔

اس نے جھٹ سے دروازہ کھولا اور باہر آیا تھا۔اس نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔اس نے فرنٹ اور بیک دونوں دروزے کھولے تھے۔ مگر وہ دونوں پیچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی تھیں جبکہ برہان نے اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے فرنٹ سیٹ کا دروازہ بند کیا تھا۔اس نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کیوں کھولا تھا یہ وہ بھی نہیں جانتا تھا حالانکہ اسے اچھے سے معلوم تھا کہ مومل سیما کے ساتھ ہی بیٹھے گی مگر پھر بھی اس نے ایسا کیا تھا اور اب اپنے ایسا کرنے پر خود کو کوس رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مومل پہلی بار برہان کے گھر یعنی اپنے سسرال جارہی تھی جہاں جاکر اُسے ایکسٹرا پروٹوکول ملا تھا جسکا اسے فوراً احساس ہوا تھا۔اُن سب نے اُسے بہت پیار سے ویلکم کیا تھا جس کا اُسے پہلے اندازہ نہیں تھا۔وہ تو یہ تک بھول چکی تھی کہ برہان سے اسکا نکاح بھی ہوا تھا اور اب وہ اسکا سسرال تھا۔

چاہے وہ جتنا اس بات سے انکار کرے مگر حقیقت یہی تھی کہ وہ دونوں ایک مضبوط رشتے میں بندھے ہوئے تھے۔اُسے برہان کا گھر اچھا لگا تھا اُسے وہاں اپنائیت محسوس

ہوئی تھی۔

عامر اور سیما سٹیج پر ہی تھے جبکہ برہان اپنے دوستوں کو اٹینڈ کر رہا تھا اور مومل دور اکیلی کھڑی تھی۔ جب انگوٹھی پہنانے کا کہا گیا تھا اسی وقت سب عامر اور سیما کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ مومل سیما کے پاس سٹیج پر گئی تھی جہاں برہان بھی موجود تھا۔ سب کی ہوٹنگ اور تالیوں کی گونج میں عامر نے سیما کو انگوٹھی پہنائی تھی۔ انگوٹھی پہنانے پر سب نے ہوٹنگ کی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ہی جب عامر اپنے دوستوں کے پاس گیا جو انہی کے کلاس فیلوز تھے تب موقع دیکھ کر برہان اور مومل دونوں ہی سیما کے پاس بیٹھ گئے تھے۔ اب تینوں کی نظریں سامنے کھڑے عامر پر تھیں جو ساتھ کھڑی لڑکی جو ان لوگوں کی کلاس کی لڑکی تھی اس سے خوش گپیوں میں مصروف تھا۔

یہ میں کہہ رہا ہوں ابھی سے بک گئی ہے کارمنٹ برہان نے سیما کے پاس آتے ہوئے کہا جبکہ اسکی نظریں عامر پر ہی مرکوز تھیں۔

سیما نے کن اکھیوں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا تھا کیا مطلب جبکہ مطلب وہ سمجھ چکی تھی کہ کس لیے وہ دونوں اسکے پاس آئے تھے۔

مطلب یہ کہ وہ دیکھو تمہیں یہاں اکیلا چھوڑ کر خوش گپیاں لگائی جا رہی ہیں جواب مومل نے دیا تھا۔

تم دونوودوں سیما نے تنگ آتے ہوئے کہا تھا ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ عامر انھیں دیکھتا ہوا وہاں آگیا تھا۔

کیاہو رہا ہے عامر نے آتے ہی سوال کیا تھا۔

ارے کچھ نہیں بس ہم سیما کو خبر دار کر رہے تھے پہلے ہی مومل نے اس کے سوال کا جواب دیا تھا۔

کیا مطلب کس چیز سے بھئی عامر نے حیران ہوتے ہوئے کہا تھا۔

آپ سے بڑی کوئی چیز ہو سکتی ہے بھلا بس ہم سیما کو کہہ رہے تھے کہ ابھی بھی سوچ لو وقت ہے بعد میں پھر نہ کہنا برہان دونوں کو چھیڑتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

یہ تم دونوں میاں بیوی میری ہونے والی بیوی سے دور رہو ذرا اٹھو عامر اب برہان کو

اٹھاتا کہہ رہا تھا۔

جس پر مومل کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گیا تھا اور وہ جھٹ سے اُٹھی تھی جبکہ اس چیز کو برہان نے محسوس کیا تھا اور وہ فوراً ہنستے ہوئے بولا تھا ارے ہم دو دوست اپنی دوست کو مشورہ دے رہے تھے اس نے سٹیج سے اترتے ہوئے کہا تھا کیونکہ مومل میڈم عامر کی بات سن کر پہلے ہی ہوا کے گھوڑے پر سوار تھیں۔

برہان مومل کے پیچھے آیا تھا جبکہ مومل تیز قدموں سے چلتی ایک سائیڈ پر جا چکی تھی۔

کیا ہے مومل اس نے مزاق ہی تو کیا ہے برہان نے مومل کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے اپنی طرف موڑا تھا۔

جبکہ مومل نے اپنا ہاتھ ایک جھٹکے سے چھڑوایا تھا اور اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا مجھے پتا ہے وہ مزاق تھا مگر مجھے پسند نہیں آیا۔

اچھا چلو چھوڑو آؤ واپس چلو برہان نے ایک بار پھر اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تھا جس پر وہ ایک بار پھر اسکا ہاتھ جھٹک گئی تھی۔ جو برہان کو ہر گز اچھا نہیں لگا تھا مگر وہ ضبط کر گیا

تھا۔

میں آجاؤں گی تم جاؤ یہاں سے پلیز مومل نے اُسے بغیر دیکھے کہا تھا جبکہ برہان او کے فائین کہتا وہاں سے جا چکا تھا۔

مومل کو عامر کی بات بہت بری لگی تھی۔اسکے اور برہان کے نکاح کو چھ ماہ گزر گئے تھے مگر وہ اب بھی اس رشتے کو قبول نہیں کر پائی تھی اور نا جانے اُسے کتنا اور وقت لگنا تھا اس رشتے کو قبول کرنے میں۔اب فرق یہ تھا کہ برہان اُسے ناپسند نہیں تھا وہ اچھے دوست تھے دونوں نے ایک دوسرے کو میاں بیوی کے رشتے سے دیکھا ہی نہیں تھا اور نہ ہی انکے درمیان ایسی کوئی بات ہوتی تھی کیونکہ دونوں ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے۔انکے گروپ میں بھی آج تک ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی مگر آج عامر کے غلطی سے کیے گئے مزاق نے اُسے ہر چیز یاد دلا دی تھی جو وہ بھولنا چاہ رہی تھی۔

اُسے وہ رات یاد آئی تھی جس رات وہ اُن درندوں کے ہاتھوں میں تھی پھر اسے اپنا نکاح یاد آیا تھا اسکی آنکھ سے بے اختیار آنسو نکلے تھے۔اُسے تکلیف ہوئی تھی اس نے سوچا تھا کہ کاش وہ اپنی زندگی سے وہ دن نکال سکے مگر ایسا نا ممکن تھا۔

کافی دیر بعد مومل جب واپس لان کی طرف جانے لگی تو لان میں داخل ہوتے ہی فواد اسکے سامنے آگیا تھا جسے دیکھ کر وہ رکی تھی۔

ہائے بیوٹیفل فواد نے چہکتے ہوئے کہا تھا جس پر وہ حیران ہوئی تھی مگر پھر اس نے بھی زبردستی مسکراتے ہوئے ہائے کہا تھا۔فواد انکی کلاس کا ہی لڑکا تھا جس سے اسکی اتنی خاص بات نہیں ہوئی تھی سوائے ایک دوبار کے۔

کہاں کھوئی ہوئی ہو تمہاری دوست کی انگیجمنٹ ہے تمہے وہاں ہونا چاہیئے فواد مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔دور سٹیج پر سے برہان نے ان دونوں کو دیکھا تھا جس پر اُسے غصہ آیا تھا اور وہ غصے میں سٹیج سے نیچے اترا تھا۔

ہاں میں جا ہی رہی تھی بس مومل اتنا ہی کہہ سکی تھی جبکہ پیچھے سے برہان کب آیا اُسے

پتا بھی نہ چلا۔

برہان نے آتے ہی ایک نظر فواد پر ڈالی تھی جبکہ بغیر مومل کو دیکھے اسنے مومل کا ہاتھ پکڑا تھا اور آگے چل دیا تھا اور مومل بھی اسکے پیچھے کھینچی چلی آئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا حرکت تھی یہ برہان مومل نے باغور اُسے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔جو ابھی اسکا ہاتھ چھوڑتا پیچھے کی طرف مڑ رہا تھا۔

دور رہو اس سے برہان واپس مومل کی طرف پلٹتے ہوئے اب اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا جبکہ مومل کی نظر بھی برہان کی آنکھوں پر گئی تھی جو اس وقت سرخ ہو رہی تھیں۔

مومل کو لگا شاید نیند کی وجہ سے اسکی آنکھیں ایسی ہو گئی ہیں کیونکہ رات کافی ہو گئی

تھی۔ مومل خود رات کو جلدی سونے کی عادی تھی اس لیے اسے یہی لگا تھا۔

مومل کو کیسے معلوم ہوتا کہ وہ اس وقت کتنے غصے میں ہے کیونکہ وہ غصے میں بھی اس سے آرام سے بات کر رہا تھا۔

تمہیں کیا ہو گیا ہے بات ہی تو کر رہا تھا وہ اور میں نہیں گئی تھی اس کے پاس وہ آیا تھا میرے پاس مومل نے اس کی لال آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

میں نے کہا نا اب تم مجھے اس کے ساتھ مت نظر آؤ برہان نے اب کی بار تھوری اونچی آواز میں بات کی تھی اور وہ کہتا واپس پیچھے کی طرف گھوم چکا تھا۔

جبکہ مومل اسے کھڑی جاتا دیکھ رہی تھی۔ اسے اس چیز کا اندازہ ہی نہیں ہوا کہ فواد سے بات کرنے سے اُسے غصہ آیا تھا۔ اور وہ اپنی ہی موج میں واپس سیما کی طرف چل دی تھی۔ فنگشن ختم ہوتے ہوتے رات کا ایک بج چکا تھا

فنگشن ختم ہونے کے بعد سیما اپنے گھر والوں کے ساتھ جا چکی تھی۔ جبکہ مومل آمرحہ سے باتیں کرنے میں مصروف تھی اور اسے اندازہ نہیں تھا کہ سیما جا چکی ہے۔

برہان لاونج میں داخل ہوا تو اُسے آمرحہ اور مومل بیٹھی نظر آئیں تھیں۔

تم ابھی تک یہیں بیٹھی ہو سو جاؤ جا کر بہت رات ہو گئی ہے برہان کی آواز پر ان دونوں نے چونک کر اسکی جانب دیکھا تھا جبکہ وہ سنجیدگی سے آمرحہ کی طرف دیکھ رہا تھا اور اسی سے مخاطب تھا۔

جی بھائی جا ہی رہی ہوں آمرحہ نے اُسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

جلدی وہ سنجیدگی سے کہتا اُسے ہی دیکھ رہا تھا جبکہ آمرحہ جلدی سے اُٹھی تھی۔

آمرحہ کے جانے کے بعد اب وہ مومل سے مخاطب ہوا تھا۔

اور آپ نے آج رات اپنے سسرال ہی رہنے کا ارادہ کیا ہے تو اوپر اپنے شوہر کے کمرے میں تشریف لے جائیں وہ سنجیدہ سا کہتا اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

مومل اسکی بات سُن کر حیران ہوتی اپنی جگہ سے اُٹھی تھی اور اُسے حیرانگی اس بات کی ہوئی تھی کہ برہان کس قسم کی بات کر رہا ہے اس کے ساتھ کیونکہ اس نے آج تک مزاق میں بھی اس سے ایسی بات نہیں کی تھی۔

یہ کیسا مزاق ہے میں یہاں کیوں رکوں گی وہ بھی تمہارے کمرے میں۔مجھے گھر جانا ہے سیما کو بلاؤ وہ اس کے پاس آتے ہوئے بولی تھی۔

برہان بازو باندھے کھڑا تھا اور اسکی بات ختم ہوتے ہی اس نے بولنا شروع کیا تھا۔

آپ کی اطلاع کے لیے بتا دیتا ہوں سیما جا چکی ہے اور اگر میں آپ کو جانے نہ دوں تو مس نکچڑی برہان نے ایک بار پھر سنجیدگی سے کہا تھا۔

مومل کو یقین نہیں آیا تھا اسکی بات پر اور اس نے باغور برہان کا چہرہ دیکھا تھا جہاں اسے سنجیدگی کے علاوہ تھکن نظر آئی تھی۔اسے لگا تھا وہ مزاق کر رہا ہے مگر اسکے چہرے کے تاثرات کچھ اور بیان کر رہے تھے۔

جب مومل کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تو وہ ٹھنڈی آہ بھرتا دوسری طرف گھومتا ہوا بولا میں گاڑی نکال رہا ہوں تمہیں چھوڑ آتا ہوں۔

اور وہ خاموشی سے اس کے پیچھے چل دی تھی۔اُسے وہ ٹھیک نہیں لگا تھا مگر پھر اسے خیال آیا شاید تھکاوٹ کی وجہ سے ایسا ہو گا۔

گاڑی میں بیٹھتے ساتھ ہی موول پر نیند کا غلبہ طاری ہوا تھا۔ نیند تو اُسے بہت آئی تھی مگر گاڑی کی خاموشی نے اُسے سونے پر ہی مجبور کر دیا تھا۔ جب برہان کی اس پر نظر پڑی تو وہ اُسے دیکھتا ہی گیا تھا۔ وہ اُسے آج معمول سے ہٹ کر خوبصورت لگی تھی بلاشبہ خوبصورت تو وہ اُسے ہر وقت لگتی تھی۔

برہان کا دل چاہا تھا وہ موول کو چھو کر دیکھے مگر پھر اس نے اپنا سر جھٹک کر اپنی نظریں سامنے خالی سڑک پر مرکوز کر دی تھیں۔

گھر پہنچ کر برہان نے اُسے جگایا تھا اور وہ فوراً اُٹھی تھی پانچ منٹ تو اُسے لگے تھے یہ سمجھنے میں کہ وہ کہاں ہے اس وقت مگر پھر جلدی سے گاڑی سے اُترتی گھر کے اندر چلی گئی تھی اور برہان اُسے جاتا دیکھ رہا تھا۔

مومل کو گھر چھوڑ کر وہ اب واپس گھر آ چکا تھا۔ وہ اس وقت اپنے کمرے میں تھا۔ اُسے غصہ آیا تھا بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے فواد اور مومل کا چہرہ آ رہا تھا۔

وہ کیسے اپنی محرم کو کسی نا محرم کے ساتھ دیکھ سکتا تھا۔ وقت کچھ اور ہوتا تو اُسے بالکل فرق نہیں پڑتا مگر حقیقت یہی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی کہ وہ چاہے جتنا اس بات کو جھٹلا لے اسے فرق پڑتا تھا۔

وہ اس وقت اپنے کمرے کی کھڑکی پر کھڑا تھا جبکہ اسکی نظرے سامنے آسمان پر چمکتے چاند پر مرکوز تھیں۔

وہ اپنے اور مومل کے رشتے کو قبول کر چکا تھا اور اس رشتے کی بدولت اسکے دل میں

مومل کے لیے محبت کا دیپ جلا تھا جسے وہ ہر بار بجھانے کی کوشش کرتا تھا مگر پھر ناکام ہو جاتا تھا۔اس نے تو کسی کو پتا ہی نہیں چلنے دیا تھا کہ وہ مومل سے محبت کرنے لگا ہے۔

اسنے اپنی محبت کو سب سے چھپا کر رکھا تھا۔اسے اچھے سے معلوم تھا کہ مومل اس رشتے کو اب تک قبول نہیں کر سکی مگر اس کے دل میں ایک امید تھی کہ ایک دن وہ پوری طرح سے اس کی ہو جائے گی۔

قدرت نے انہیں جس مقدس رشتے سے جوڑا تھا ایک دن وہ بھی دل سے اس سے جڑ جائے گی اور اُسے اس دن کا انتظار تھا جب وہ خود آکر ہمیشہ کے لیے اس کی زندگی میں شامل ہو جائے گی۔

ہے کوئی جو چپ چپ سا رہتا ہے

اکیلے میں نا جانے کیا کیا سہتا ہے

رات کے اندھیرے میں منہ چھپائے روتا ہے

دن کے اجالے میں بھی وہ کھوئے رہتا ہے

باہر سے ہنستا ہے اند سے آہیں بھرتا ہے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آنکھوں کے نم کونوں کو صاف کرتا رہتا ہے

روز آسمان کے چاند سے سفارش کرتا ہے

اپنے انتظار کے اختتام کی گزارش کرتا ہے

از قلم خود ماہم عباسی

آج ایک ہفتے بعد وہ لوگ یونی میں موجود تھے۔ جب انکی کلاس کے سی آر نے وادی نیلم جانے کی اطلاع دی تھی انکی پوری کلاس سب کے ساتھ ناردن ایریاز جانا چاہتی تھی اور انھوں نے پلان بھی بنالیا تھا جس سے وہ چاروں ہی انجان تھے۔

اب ساری کلاس اسی چیز کو ڈسکس کر رہی تھی۔ سب جانے کا پلان بنا رہے تھے جبکہ مومل نے جانے سے انکار کیا تھا اور اس نے سب سے معذرت کی تھی جب پر سیمانے اُسے چونک کر دیکھا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم کیوں نہیں چل رہی یہ بائی کاٹ کس لیے؟ سیمانے اسے گھورتے ہوئے پوچھا تھا۔

بس میرا دل نہیں چاہ رہا جانے کا مومل نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا تھا۔

تمہیں چلنا چاہیے سب جارہے ہیں پہلی دفعہ پوری کلاس جارہی ہے فواد کی آواز پر سب نے اس کی طرف دیکھا تھا۔ جبکہ برہان جل کر رہ گیا تھا۔

اس سے پہلے کہ مومل کوئی جواب دیتی برہان بول پڑا تھا. وہ نہیں جائے گی اُسے وہاں

کے راستوں سے ڈر لگتا ہے وہ کیسے جاسکتی ہے اتنی ٹھنڈ بھی ہے بیمار ہو جائے گی نازک ہے نہ برہان نے اُسے چڑانے کے لیے کہا تھا جبکہ وہ دل سے چاہتا تھا کہ مومل انکے ساتھ جائے اسی لیے اس نے ایسا کہا تھا. برہان کو یقین تھا کہ وہ یہ سب سننے کے بعد تو ضرور ضد سے جائے گی

جی نہیں ڈرتی تو میں کسی چیز سے نہیں ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ برہان نے آہستہ آواز میں کہا تھا سوائے بھوت سے جس کو بمشکل پاس بیٹھی مومل نے ہی سُنا تھا اور وہ اُسے غصے سے دیکھتے بولی تھی پہلے میرا موڈ نہیں تھا لیکن تم سب کہہ رہے ہو تو لیٹس گو مزہ آئے گا وہ دلچسپ مسکراہٹ لیے کہہ رہی تھی اور ساتھ اسنے برہان پر ایک نظر ڈالی تھی۔

وہ خوش تھی کہ اس نے برہان کی بات کو غلط ثابت کر دیا تھا مگر حقیقت یہ تھی کہ اس نے بالکل ویسا ہی کیا تھا جیسا برہان چاہتا تھا۔ برہان کے چہرے پر ایک دلفریب مسکراہٹ آئی تھی۔

اگلے دن انہیں وادی نیلم کے لیے نکلنا تھا اور تین دن کے بعد واپس آنا تھا۔ مومل اس وقت اپنے کمرے میں تیار ہو رہی تھی جب اسکی ماما کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔

مومل میں نے برہان کو بلالیا ہے تم اور سیما اُسی کے ساتھ جانا اسکی ماما نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تھا۔

کیا موم جان ہم کیب کرا کے چلے جاتے اُسے کیوں کہا اب آ جائے گا سارا موڈ خراب کرنے مومل شیشے کے سامنے کھڑی اپنی ماما کو اکتاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

شرم کرو شرم تمیز سے کیسے منہ پھاڑ کے تم اس کے بارے مین ایسے بات کر رہی ہو شوہر ہے تمہارا تھوڑی تمیز سے بات کیا کرو اسکی ماما نے اُسے ڈانٹا تھا جس پر وہ منہ بسورے واپس شیشے کی طرف دیکھ گئی تھی۔

مومل اور سیما کو برہان کے ساتھ یونی جانا تھا اور پھر وہاں سے سب کے ساتھ وادی نیلم جانا تھا۔

برہان بیٹا کیسے ہو؟ گھر میں سب ٹھیک ہیں؟ برہان جو ابھی آیا تھا اُسے دیکھتے ہوئے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یاسمین بیگم نے پوچھا تھا۔

برہان بیٹھتے ہوئے بولا جی سب ٹھیک آپ کیسی ہیں جبکہ اسکی نظریں گھر کی طرف گھوم رہی تھی جو مومل کو ڈھونڈ رہی تھیں۔

میں ٹھیک میں تمہارے لیے چائے بناتی ہوں مومل آتی ہی ہو گی وہ کہتے ہوئے پلٹی ہی تھیں۔

برہان فوراً ہی بولا پڑا تھا ارے نہیں نہیں بس آپ مومل کو بلا دیں ہمیں ہمیں نا آدھے گھنٹے میں نکلنا بھی ہے یونی سے سب انتظار کر رہے ہونگے۔

اس سے پہلے کہ وہ برہان کی بات کا جواب دیتیں مومل وہاں آگئی تھی۔

مومل نے سفید رنگ کا ٹاپ پہن رکھا تھا دوپٹہ گلے میں مفلر کی طرح رکھا ہوا تھا جبکہ اسکے ایک بازو پر بلیک کلر کی جیکٹ جھول رہی تھی۔ اپنے لمبے کمر تک آتے بال اُسنے ہمیشہ کی طرح کھلے چھوڑے تھے۔ میک آپ کا ہلکا سا ٹچ دیے وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔

آتے ہی اُس نے چلیں بولا تھا۔ جس پر اسکی ماما نے فوراً کہا تھا بیٹھنے تو دو اُسے۔

ارے نہیں آنٹی بس ہم چلتے ہیں برہان نے اُٹھتے ہوئے کہا تھا۔

اچھا خیال رکھنا دونوں اور اس کا بھی خیال رکھنا اب وہ مومل کی طرف دیکھتے کہہ رہی تھی۔

میں اپنا خیال رکھ سکتی ہوں موم جان چھوٹی بچی نہیں ہوں میں برہان کے بولنے سے پہلے وہ بول پڑی تھی۔

جس پر برہان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا جی آنٹی آپ بے فکر رہیں میں خیال رکھوں گا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک آدھے گھنٹے بعد وہ لوگ یونی پہنچ چکے تھے۔ سیما یونی پہنچتے ہی عامر کے پاس گئی تھی۔ جبکہ مومل بس میں بیٹھی اسکا انتظار کر رہی تھی۔ وہ بس کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی تب ہی اچانک اُسے بس کے سٹارٹ ہونے کی آواز آئی تھی اور اس نے حیرت سے سامنے دیکھا تھا جہاں ڈرائیور بس سٹارٹ کر چکا تھا اور سیما ابھی تک نہیں آئی تھی۔ اس نے فوراً ہی موبائل اٹھایا تھا سیما کو کال کرنے کے لیے مگر اچانک اُس کی نظر برہان

پر پڑی جو اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا اور وہ حیرت کا مجسمہ بنے اُسے دیکھ رہی تھی۔

یہاں کیوں آئے ہو یہ سیما کی جگہ ہے مومل نے جھٹ سے سیدھے ہوتے ہوئے اُسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

ارے یہاں کہاں لکھا ہے سیما مجھے نظر تو نہیں آ رہا لگتا ہے مِٹ گیا ہو گا وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر بیٹھتا ہوا بولا تھا۔

میں مزاق کے موڈ میں نہیں ہوں برہان اُس نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

برہان جواباً کچھ نہیں بولا تھا البتہ اُس نے اپنے سے دور پیچھے بیٹھے سیما اور عامر کی جانب اشارہ کیا تھا۔

مومل نے اپنی جگہ سے تھوڑا سا اُٹھ کر دیکھا تھا اُسے سیما اور عامر نظر آئے تھے جنھیں دیکھتے ہی وہ منہ میں بے وفا بڑبڑائی تھی اور اپنا رُخ شیشے کی طرف موڑ گئی تھی۔ ساتھ ہی اس کے موبائل کی سکرین پر سیما کا نام جگمگایا تھا۔ سیما نے اُسے میسج کر کے سوری بولا اور ساتھ ہارٹ بیجھا تھا جس پر مومل کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی۔

شام کا اندھیرا ہر طرف پھیل رہا تھا اور وہ لوگ اب تک راستے میں ہی تھے۔بس میں ہلکے ہلکے میوزک کی آواز آرہی تھی سب اپنے ہی میں انجوائے کر رہے تھے جبکہ مومل منہ موڑے بیٹھی تھی جسکے بال ہوا سے اُڑ رہے تھے اور برہان فون یوز کر رہا تھا۔

اچانک مومل سیدھی ہوئی تھی اب وہ تنگ آگئ تھی چُپ رہ رہ کر کیونکہ یہ کام اُسکے لیے بہت مشکل تھا۔اُسے ہمیشہ سے ہی گاڑی میں بیٹھتے ساتھ ہی نیند آنا شروع ہو جاتی تھی اور آج تو وہ کسی سے بات بھی نہیں کر رہی تھی کیونکہ ساتھ برہان بیٹھا تھا جسے دیکھ دیکھ کر مومل کو غصہ آرہا تھا کیونکہ وہ مسلسل موبائل پر لگا تھا۔مومل پہلے بات کرنا نہیں چاہتی تھی اور وہ بات کا آغاز خود سے نہیں کرنا چاہتا تھا اسلیے دونوں کے درمیان مکمل خاموشی تھی پھر آخر تنگ آکر مومل نے بات کا آغاز کیا تھا۔

کیا کر رہے ہو اُس وقت سے مومل نے اسکے موبائل پر ایک نظر ڈالتے ہوئے بے تُکی سی بات کی تھی.

کیا مطلب کیا کر رہا ہوں فون یوز کر رہا ہوں نظر نہیں آرہا برہان نے اُس کی طرف مڑتے ہوئے کہا تھا۔

نہیں میرا مطلب کسی سے بات کر رہے ہو وہ اُسے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

ہاں کسی سے وہ اپنی مسکراہٹ چھپائے بولا تھا حالانکہ وہ اُس وقت سے صرف سکرولینگ ہی کر رہا تھا۔

کون ہے کوئی لڑکی ہے مومل نے دلچسپی سے سوال کیا تھا۔

جس پر چونک کر برہان نے اُسے دیکھا تھا اُسے اس سوال کی توقع نہیں تھی مومل سے۔

اُس نے مومل کو تنگ کرنے کے لیے بولا تھا ہاں کوئی سپیشل ہے اور ساتھ ہی اس کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگا جو اسکی بات سنتے ہی بدلے تھے۔

ہمم تو بھورے بندر کو پیار ہو گیا ہے کسی لڑکی سے رائیٹ کون ہے وہ بتاؤ اُس نے چہک کر کہا تھا۔

جبکہ برہان کو اسکی بات سُن کر صدمہ پہنچا تھا۔اُس نے سوچا تھا کیا بیویاں ایسی بھی ہوتی ہیں مگر وہ مومل تھی اُس سے کسی بھی چیز کی توقع کی جاسکتی تھی۔

اچھا بتانا نہیں چاہ رہے تو فائن مومل نے منہ بناتے ہوئے کہا تھا جبکہ برہان کو اُسکی باتوں پر حیرت اور اسکے چہرے کے بدلتے ہوئے زاویے دیکھتے ہوئے اُس پر پیار آرہا تھا۔وہ

سوال پوچھنے پر بڑی کرتی آنکھیں اور پھر جواب نہ ملنے پر منہ بناتے ہوئے اُسے بہت کیوٹ لگی تھی۔

وہ اُسے دیکھے جا رہا تھا جبکہ وہ اُسکے چہرے کے سامنے چٹکی بجاتی اُسے ہوش کی دنیا میں واپس لائی تھی۔

کیا ہو گیا ایسے کیوں دیکھ رہے ہو نہیں پوچھتی بھئی مومل نے جب اُسے مسلسل اپنی طرف دیکھتا پایا تو معصومیت سے بولی تھی۔

جبکہ برہان نے مسکراتے ہوئے اُسے پاگل عورت کا لقب دیا تھا جسے وہ سُن نہیں سکی تھی مگر اُسے محسوس ہوا تھا کہ اُس نے کچھ کہا تھا۔

مومل کی نظر اب دوبارہ برہان کے چہرے پر گئی تھی وہ اُسے ہی دیکھ رہا تھا دونوں نے نظر چُرائی تھی۔ مومل سیٹ سے ٹیک لگائے آنکھیں موندھ گئی تھی کیونکہ اب وہ اور نیند سے مقابلہ نہیں کر سکی تھی۔

رات ہونے کو تھی اور اب بس میں پوری طرح سے خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ برہان کو

اچانک احساس ہوا تھا کہ مومل کب سے خاموش تھی۔اسنے مومل کی طرف دیکھا تھا جو سب سے بے خبر سو رہی تھی۔

مومل کے بال بار بار منہ پر اُڑ کر آرہے تھے۔برہان دلچسپی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔برہان نے ہاتھ بڑھا کر اُس کے چہرے پر آئی لٹوں کو پیچھے کیا تھا۔

برہان کا دل چاہا تھا وہ اسکے چہرے کو چھو کر دیکھے۔اُسکا ہاتھ بے اختیار مومل کے نازک چہرے کو چھو گیا تھا جس پر وہ کسمسائی تھی اور برہان نے فوراً سے اپنا ہاتھ ہٹالیا تھا۔
اچانک برہان کو اپنے کندھے پر مومل کا سر رکھا ہوا نظر آیا تھا جسے دیکھ کر وہ مسرور سا مسکرا دیا تھا۔

صبح چھ بجے کا وقت تھا جب وہ لوگ اپنی منزل تک پہنچ چکے تھے۔مومل کو لگا کوئی اُسے بلا رہا ہے وہ آدھی نیند میں تھی جب اُس نے کہا تھا اُٹھتی ہوں نا بندر سونے دو جس پر برہان جو اُسے کب سے جگا رہا تھا چونک کر اُسے دیکھ رہا تھا اور وہ اسکا بازو پکڑے سر

اسکے کندھے پر رکھے سو رہی تھی۔

نکچڑی جلدی اُٹھو سب جا چکے ہیں صرف ہم دونوں رہ گئے ہیں اب وہ آخری کوشش کر رہا تھا اُسے جگانے کی جس پر جھٹ سے اُس نے آنکھیں کھولی تھیں اور فوراً سیدھی ہوئی تھی۔

جبکہ مومل کو جلد ہی احساس ہو گیا تھا کہ وہ ساری رات اُسکے کندھے پر سر رکھ کے سوتی رہی ہے۔وہ شرمندہ ہوئی تھی جبکہ بس میں کچھ لوگوں کو موجود پا کر اُس نے منہ بناتے ہوئے جھوٹا بولا تھا۔

جس پر برہان نے اپنی ہنسی دبائی تھی اور اسکے قریب ہوتے ہوئے بولا تھا کچھ کہا تم نے۔

جی نہیں تھوڑا دور ہو کر بیٹھو اور ساتھ ہی اُسے اپنے ہاتھ سے دور کیا تھا۔

ویسے تم نے ٹھیک موم جان والا کام کیا ہے کہاں گئے ہیں سارے سب تو موجود ہیں ویسے ہی جگا دیا مجھے وہ منہ بسورے بولی تھی۔

جس پر برہان نے اپنا کندھا دباتے ہوئے کہا تھا اور تم موٹی جو ساری رات سوتی رہی ہو

میرے کندھے کو بھی ریسٹ چاہیئے تھی۔اسکی نظریں اپنے کندھے پر تھیں جبکہ مومل کی بھی نظر اسکے کندھے پر گئی تھی جہاں تھوڑی دیر پہلے اسکا سر تھا۔

میں کوئی موٹی وہٹی نہیں ہوں مومل نے اپنی شرمندگی چھپاتے ہوئے کہا تھا جس پر برہان ہنسا تھا اور اُسے ہنستا دیکھ وہ نظریں چُرا گئی تھی۔

کچھ ہی وقت بعد وہ لوگ وادی نیلم ہوٹل کے باہر موجود تھے۔سردی کے باعث سب ہاتھ مسل رہے تھے۔مومل نے جیکٹ اب جاکر پہنی تھی کیونکہ اُسے اب بس سے نکل کر سخت سردی کا احساس ہوا تھا۔ان سب کا سامان بس سے نکلوایا جارہا تھا۔

مومل بس سے اُترتے ساتھ ہی سیما کے پاس پہنچی تھی۔اس کے پاس جاکر اُس نے ایک گھوسے سے سیما کو نوازہ تھا۔جسکے لیے سیما ہرگز تیار نہیں تھی۔

سیما سس کرتی اپنا بازو مل رہی تھی اور ساتھ ہی بولی تھی آتے ہی تشدد شروع کردیا تم نے۔

جس پر مومل کو اور غصہ آیا تھا اور وہ منہ بناتی ہوئی بولی تھی تم اسی لائق ہو بے وفا

عورت۔

اچھا ناسوری وہ عامر کہہ رہے تھے تو اسلیے انکی بات ماننی پڑی اس نے معصومانہ شکل بنائے جواب دیا تھا۔

جبکہ مومل جاؤ معاف کیا۔ کیا یاد رکھو گی کہتی اسے ایک اور کھوسا مار گئی تھی۔

آہ مارو تو نہیں یار روہ یار کو لمبا کھینچتی بولی تھی۔

کوئی نہیں لگ رہی یہ جو تم نے اتنا کچھ پہنا ہوا ہے پوری الماری بن گئی ہو جس پر ہزاروں کپڑے ہیں۔ نہیں لگتی تمہیں اتنی ڈرامے نہ کرو مومل مزے سے کہتی ساتھ ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی جبکہ سیما کا منہ کھل چکا تھا مگر اسنے جواب نہیں دیا تھا۔

سیما کو سردی بہت لگتی تھی اسی لیے اس نے بہت کچھ پہنا تھا جبکہ مومل نے اس کے مقابلے میں کچھ نہیں پہنا تھا۔

وہ دونوں ہی ادھر اُدھر دیکھنے میں مصروف تھیں۔ دونوں کو نیچرل بیوٹی بہت پسند تھی اور کئی بار وہ لوگ فیملی کے ساتھ ایسی جگوں پر گئیں تھیں لیکن انکی ایکسائٹمنٹ ہر بار نئی ہوتی تھی۔

ہر چیز برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ نیلا آسمان ہرے درخت سفید برف سے ڈھکے پہاڑ سب بہت خوبصورت منظر پیش کر رہا تھا۔ جتنی وہاں خوبصورتی تھی اس سے کہیں زیادہ اس وقت وہاں ٹھنڈ پڑ رہی تھی۔ سب کو اپنے اپنے روم نمبرز بتا دیے گئے تھے تا کہ تھوڑا آرام کر لیا جائے اور پھر اس کے بعد کہیں جائیں۔

ناشتہ کرنے کے بعد سب کا رخ اپنے اپنے کمروں کی طرف تھا۔

اور چند گھنٹے کے آرام کے بعد اب سب اپنی تیاریوں میں مصروف تھے کیونکہ انہیں باہر جانا تھا۔

مومل نے آسمانی رنگ کا شورٹ سا فراک پہن رکھا تھا اور ساتھ لانگ سفید کلر کا کوٹ پہن رکھا تھا جسکی بڑی سی ٹوپی میں اسکا پورا چہرہ چھپ جاتا تھا اور ساتھ ہی لانگ شوز پہن رکھے تھے۔ میک آپ کے نام پر ہمیشہ کی طرح لپ سٹک اور مسکارا لگائے وہ بالکل تیار کھڑی تھی۔ جبکہ سیما کی تیاریاں ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔

سب تیار ہونے کے بعد بس میں بیٹھ چکے تھے اور بس ایک بار پھر اپنی منزل کی طرف روانہ تھی۔بس میں چلتا ہلکا میوزک باہر کی آتی ٹھنڈ اور وہ حسین مناظر سب کو بہت مزہ آرہا تھا۔مومل اور سیما ساتھ بیٹھی باہر کے مناظر سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔

ہر طرف برف ہی برف تھی ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر وہاں کی خوبصورتی کا خوب لطف اُٹھایا تھا۔وہ ایک دوسرے کو برف مار رہے تھے۔

اچانک سیما نے مومل کو پیچھے سے آکر برف ماری تھی چونکہ مومل کو اس چیز کا اندازہ نہیں تھا اور وہ اپنا بچاؤ نہیں کر سکی تھی اسلیے برف سیدھا اسکے چہرے پر گری تھی جس پر وہ بے اختیار چیخی تھی۔

سیما کی بچی اب تم بچو میرے ہاتھ سے چھوڑوں گی نہیں مومل نے زیادہ ساری برف اُٹھاتے ہوئے کہا تھا۔

جبکہ سیما پہلے پکڑ کے تو دیکھاؤ کہتی بھاگ گئی تھی۔

اب سیما آگے اور مومل اُس نے پیچھے بھاگ رہی تھی دونوں بچوں کی طرح بھاگ رہی

تھیں۔ برہان جو ابھی ابھی ان کی طرف آیا تھا عامر کو ہنستا دیکھ اسی طرف دیکھنے لگا تھا اس کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آئی تھی اور پھر اچانک سے اسکی مسکراہٹ غائب بھی ہو گئی تھی وہ فوراً آگے کو ہوا تھا۔

مومل جو سیما کے پیچھے بھاگ رہی تھی اسکا پاؤں سلیپ ہوا تھا اور اس سے پہلے کے وہ زمین بوس ہوتی برہان نے اُسے تھام لیا تھا۔

اب وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے جبکہ مومل نے فوراً کہا تھا آپ کا اگر گھورنا ہو گیا ہو تو اب چھوڑ بھی دیں۔

جس پر برہان نے فوراً اُسے چھوڑا تھا اور وہ واپس سیما سے اپنا بدلہ لینے کے لیے بھاگی تھی۔

برہان آرام سے کہتا رہ گیا تھا مگر مومل میڈم یہ جا وہ جا ہو چکی تھی۔

رات کو وہاں سے واپس آکر رات کے کھانے کے بعد سب تھک کر نیند کی وادیوں میں چلے گئے تھے۔

اگلی شام انہیں ایک اور جگہ جانا تھا جہاں انکا لیٹ نائٹ بون فائر چلنا تھا۔اسلیے وہ لوگ تیار ہو رہے تھے۔ مومل نے پرپل کلر کے شورٹ فراک پر کالے رنگ کی جیکٹ پہن رکھی تھی۔ جگہ پر پہنچتے ہی لڑکوں نے سارا سیٹ آپ کر لیا تھا۔

رات سب آگ کے گرد بیٹھے ایک دوسرے کو سانگ ڈیڈی کیٹ کر رہے تھے۔

برہان نے بھی گانا شروع کیا تھا۔

کیسے بتائیں کیوں تجھ کو چاہیں، یارا بتا نہ پائیں

باتیں دلوں کی، دیکھو جو باقی، آنکھیں تجھے سمجھائیں

تو جانے نہ، تو جانے نہ

مل کے بھی ہم نہ ملے تم سے نہ جانے کیوں

میلوں کے ہیں فاصلے تم سے نہ جانے کیوں

انجانے ہیں سلسلے تم سے نہ جانے کیوں

سپنے ہیں پلکوں تلے تم سے نہ جانے کیوں

کیسے بتائیں کیوں تجھ کو چاہیں، یارا بتا نہ پائیں

باتیں دلوں کی، دیکھو جو باقی، آنکھیں تجھے سمجھائیں

تو جانے نہ، تو جانے نہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نگاہوں میں دیکھے میری جو ہے بس گیا

وہ ہے ملاتا تم سے ہو بہو

وہ جانے تیری آنکھیں تھیں یا باتیں تھیں وجہ

ہوئے تم جو دل کہ آرزو

تم پاس ہو کے بھی، تم آس ہو کے بھی

احساس ہو کے بھی اپنے نہیں

ایسے ہیں

ہم کو گلے تم سے نہ جانے کیوں

میلوں کے ہیں فاصلے تم سے جانے کیوں

کیسے بتائیں کیوں تجھ کو چاہیں، یارا بتا نہ پائیں

باتیں دلوں کی، دیکھو جو باقی، آنکھیں تجھے سمجھائیں

تو جانے نہ، تو جانے نہ

تو جانے نہ، تو جانے نہ

خیالوں میں لاکھوں باتیں یوں تو کہہ گیا

بولا کچھ نہ تیرے سامنے

ہو، ہوئے نہ بے گنانے بھی تم ہو کے اور کہ

دیکھو تم نہ میرے ہی بنے

افسوس ہوتا ہے دل بھی یہ روتا

سپنے سنجوتا ہے پگلا ہوآ سوچے یہ ہم تھے

ملے تم سے نہ جانے کیوں

میلوں کے ہے فاصلے تم سے نہ جانے کیوں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیسے بتائیں کیوں تجھ کو چاہیں، یارا بتا نہ پائیں

باتیں دلوں کی، دیکھو جو باقی، آنکھیں تجھے سمجھائیں

تو جانے نہ، تو جانے نہ

تو جانے نہ، تو جانے نہ

گانا ختم ہوتے ہی سب نے ہوٹنگ کی تھی۔اسکے گائے ہوئے گانے اور اسکی آواز کے درد کو سب نے محسوس کیا تھا سوائے مومل کے یا پھر وہ محسوس کرنے کے باوجود نارمل تھی۔

ہوٹل میں آنے کے بعد سیما مومل سے بات کرنے کا موقع ڈھونڈتی رہی تھی مگر اُسے صحیح موقع نہیں مل رہا تھا۔پھر دیر رات جب وہ کمرے میں آئیں تو سیما نے بات کا آغاز کیا تھا۔

مومل تمہیں برہان کا گانا کیسا لگا تھا سیما نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

ہمم ٹھیک تھا مومل نے مصروف سے انداز میں جواب دیا تھا۔

تمہیں ایسا نہیں لگتا کہ وہ اپنے گانے کے ذریعے تمہیں اپنے دل کی بات بتانا چاہ رہا تھا سیما نے ایک بار پھر سنجیدگی کا مظاہرہ کیا تھا۔

مومل نے چونک کر اُسے دیکھا تھا اور فوراً بولی تھی پاگل تو نہیں ہو گئی تم دوست ہیں ہم

لوگ صرف دوست کیا سوچ رہی ہو۔

تم اپنا اُس کے ساتھ جو رشتہ ہے وہ کیوں بھول جاتی ہو سیما نے اسکے پاس آتے ہوئے کہا تھا۔

وہ ناانصافی تھی قدرت کی ہم دونوں کے ساتھ مومل کہتی اب لیٹ چکی تھی۔

مومل یاد رکھو اللہ نے چُنا ہے اُسے تمہارے لیے اور تم اُس کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی یار تمہیں دکھتا نہیں ہے وہ تم سے محبت کرنے لگا ہے سیما نے اُسے دیکھتے ہوئے کہا تھا جو آنکھیں موندھ چکی تھی مگر اس کی بات سن کر حیرت سے اُٹھی تھی۔

سیما جاکے سو جاؤ تمہیں نیند آرہی ہے بہت عجیب باتیں کر رہی ہو اور مجھے بھی سونے دو وہ ایک بار پھر لیٹ چکی تھی جبکہ سیما اُسے دیکھتی رہ گئی تھی۔

برہان اور عامر اب تک ہوٹل کے باہر ہی تھے جہاں وہاں کے لوگوں نے لکڑیوں سے آگ جلائی تھی وہ لوگ بھی وہیں بیٹھ گئے تھے کیونکہ برہان کو نیند نہیں آرہی تھی۔

برہان تو مجھے ٹھیک نہیں لگ رہا عامر نے باغور اُسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

ہمم ٹھیک ہوں برہان کی نظریں آگ کی طرف تھیں جبکہ وہ جواب عامر کو دے رہا تھا۔

ادھر دیکھ میری طرف تُونے وہ گانا مومل کے لیے گایا تھا نا؟ اب عامر ایک اور سوال کر رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ن نہیں تو میں نے تو بس ایسے ہی برہان اٹکا تھا۔

تُو محبت کرتا ہے نا اُس سے؟ عامر کی طرف سے ایک اور سوال کیا گیا تھا۔ جس کے جواب میں برہان خاموش رہا تھا۔

وہ عامر تھا جو اُس کی خاموشی جو بھی سمجھتا تھا اور ایک مومل تھی جو اس کے لفظوں کو

اس کے پیار کو نہیں سمجھ سکی تھی یا پھر جان کر بھی انجان بنی ہوئی تھی۔

ایک طویل خاموشی کے بعد عامر نے بات کا دوبارہ آغاز کیا تھا۔

تُو اُسے بتادے اُسے گھر لے آ شوہر ہے تُو اسکا یہ حق ہے تیرا عامر اسکی طرف دیکھا بول رہا تھا جبکہ اسکی نظریں اب بھی آگ پر مرکوز تھیں۔

پاگل ہو گیا ہے دوست ہے وہ میری اور جب تک وہ خود نہیں چاہے گی تب تک نہ تو میں اسکا شوہر ہوں نہ وہ میری بیوی برہان نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

تُو حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتا محبت کرتا ہے تُو اس سے بیوی ہے وہ تیری عامر کو برہان کی باتیں عجیب لگی تھیں اس لیے اسنے ایک بار پھر کہا تھا۔

محبت تو بہت پہلے کی تھی اُس سے اب مجھے اُس سے عشق ہے۔اور تجھے پتا ہے محبت بار بار ہوتی ہے لیکن عشق ایک بار ہوتا ہے۔ محبت پہلی نظر میں بھی ہو جاتی ہے لیکن اس کو عشق کا مقام دینے کے لیے محبت کو کئی منزلیں طے کرنا پڑتی ہیں۔

وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہوا تھا مگر پھر ایک ٹھنڈی آہ بھرنے کے بعد اس نے واپس بولنا شروع کیا تھا محبت کا دورانیہ تو کم ہو سکتا ہے لیکن عشق کا نہیں۔ محبت میں انسان بے صبرا ہو سکتا ہے مگر عشق میں اُسے آخری سانس تک انتظار کرنا آتا ہے۔

عامر باغور اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا وہ جیسے جیسے بول رہا تھا ویسے ویسے عامر کو حیرانگی ہو رہی تھی کہ کیا یہ وہی برہان تھا جسے عشق و محبت جیسی کسی چیز پر اعتبار نہیں تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تُو کہتا ہے میں بتا دوں اُسے گھر میں لے آؤں اُسے۔ میں کیسے اُس پر زبردستی کر سکتا ہوں جب وہ مجھ سے محبت تک نہیں کرتی میں نے تو پھر اس سے عشق کیا ہے۔

اور میں اُسے اپنی خواہشات کی رسی میں قید نہیں کر سکتا۔ میں نے اُسے آزار چھوڑ دیا ہے۔ اُسے اپنی زندگی جینے کا پورا حق ہے اور آگر آخر میں وہ میرے پاس لوٹ آئی تو میں اِسے اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا برہان بات ختم کر چکا تھا۔

اب وہ مسکراتا ہوا عامر کی طرف دیکھ رہا تھا جبکہ عامر کو وہ کوئی دیوانہ لگا تھا۔

بارش کی برستی بوندوں نے جب دستک دی دروازے پر

محسوس ہوا تم آئے ہو انداز تمہارے جیسا تھا

ہوا کے ہلکے جھونکے کی جب آہٹ پائی کھڑکی پر

محسوس ہوا تم گزرے ہو احساس تمہارے جیسا تھا

میں نے گرتی بوندوں کو روکنا چاہا جب ہاتھوں پر


www.neweramagazine.com

ایک سرد سا احساس ہوا وہ لمس تمہارے جیسا تھا

تنہا میں چلا بارش میں تب ایک جھونکے نے ساتھ دیا

میں سمجھا تم ہو ساتھ میرے وہ ساتھ تمہارے جیسا تھا

پھر رک گئی وہ بارش بھی رہی نہ باقی وہ آہٹ بھی

میں سمجھا مجھے تم چھوڑ گئے انداز تمہارے جیسا تھا

آج انکا آخری دن تھا وادی نیلم میں اور وہ لوگ اس وقت وہاں کی خوبصورتی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔جب فواد مومل کے پاس آیا تھا جو تصویریں لینے میں مصروف تھی۔

اگر تم نہ آتی تو تم ضرور پچھتاتی یہاں کی خوبصورتی ہی اتنی کمال ہے فواد نے سامنے برف سے ڈھکے پہاڑوں کو دیکھتے ہوئے اُسے مخاطب کیا تھا۔

ہمم ٹھیک کہہ رہے ہو یہ جگہ بہت خوبصورت ہے اور پُر سکون بھی مومل نے وہاں کی خوبصورتی اور خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے کہا تھا۔

بالکل یہ بہت خوبصورت ہے تمہاری طرح فواد نے کہا تھا جس پر وہ چونکی تھی اور اچانک برف میں اسکا پیر سلیپ ہوا تھا۔اب اسکا ہاتھ فواد کے ہاتھ میں تھا جسے برہان دیکھ چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

برہان یہ سب دیکھ کر تیزی سے انکے پاس آیا تھا اور غصے سے چلاتے ہوئے فواد کی طرف دیکھتے ہوئے don't touch her

کہا تھا۔ اور اس کے ہاتھ سے مومل کا ہاتھ چھڑواتے ہوئے خود پکڑا تھا۔

کیا ہو گیا ہے گر رہی تھی یہ اگر پکڑتا نہیں تو نیچے گر جاتی تمہاری گرل فرینڈ فواد نے سنجیدگی سے کہا تھا اُسے برہان کا اس طرح کہنا پسند نہیں آیا تھا۔جبکہ گرل فرینڈ پر مومل کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں تھیں۔

بیوی ہے وہ میری برہان نے چلا کر کہا تھا اور اسکی آواز سب نے سنی تھی۔ سب نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا جبکہ برہان سب کی سرگوشیوں کو نظرانداز کرتا فواد سے بات کر رہا تھا۔

خبردار جو دوبارہ اسکے پاس بھی آئے اسے سنبھالنے کے لیے میں ابھی زندہ ہوں برہان نے ایک بار پھر چلا کر کہا تھا اور سب کو سانپ سونگ گیا تھا وہ عموماً غصہ نہیں کرتا تھا مگر آج اُسے غصے میں دیکھ کر سب حیران ہوئے تھے۔ خود مومل کی بھی ہوائیاں اُڑی ہوئی تھیں۔

برہان تیزی سے مومل کو وہاں سے لے کر جاتا ہوا سائیڈ پر آیا تھا اور آتے ہی اُس کا ہاتھ تیزی سے چھوڑا تھا۔ مومل سمجھ نہ سکی کہ برہان اتنا غصہ کیوں کر رہا ہے یا اس نے پہلی بار اسے اتنے غصے میں دیکھا تھا وہ خاموش تھی۔ اگر کوئی اور موقع ہوتا تو وہ اس سے لڑتی جو سب وہ سب کے سامنے کہہ کر آیا تھا اس پر لیکن ابھی اس نے خاموش رہنے پر ہی بہتری سمجھی۔

میں نے تمہیں منع کیا تھا دور رہو اس سے وہ چلاتا ہوا اس کے قریب آیا تھا۔

مومل نے اسکی آنکھیں دیکھی تھیں جو اس وقت سرخ ہو رہی تھیں اُسے یہ آنکھیں

اس رات جیسی لگی تھیں جب وہ انہیں نیند کی وجہ سے سرخ سمجھ رہی تھی۔ برہان اُس سے پوچھ رہا تھا مگر وہ جواباً وہ خاموش رہی تھی۔

اُس کی ہمت کیسے ہوئی تمہیں ہاتھ بھی لگانے کی برہان اب اس کا بازو پکڑتا ہوا کہہ رہا تھا جبکہ وہ اپنے بازو کو دیکھ رہی تھی جو اس نے زور سے پکڑا ہوا تھا۔

برہان اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جبکہ وہ بمشکل اُسے دیکھتی بولی تھی you are hurting me Burhan

اب برہان نے نظر اسکے چہرے سے ہٹاتے ہوئے اسکے بازو کو دیکھا تھا جو اس وقت اس نے پکڑی ہوئی تھی۔

برہان اس کا بازو چھوڑتا ہوا دور ہوا تھا اور you too کہتا وہاں سے جا چکا تھا جبکہ وہ حیران ہوتی اُسے جاتا دیکھ رہی تھی

اگلے دن انھوں نے واپس جانا تھا۔ اس وقت سب بس پر چڑھ رہے تھے۔ مومل بھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بس میں آ کر بیٹھی تھی جبکہ سیما نے اُسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ برہان کے کہنے پر عامر چاہتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ نہ بیٹھے کیونکہ برہان کو مومل سے ضروری بات کرنی تھی۔ وہ بھی مومل تھی اُس نے خوب احتجاج کیا تھا کہ وہ برہان کے ساتھ نہیں بیٹھے گی بس میں مگر اس بار اُسکی نہیں سُنی گئی تھی۔

مومل بس میں بیٹھتے ساتھ ہی ہینڈ فری لگائے اپنے موبائل میں مووی دیکھنے لگی تھی۔ اُسے پتا تھا کہ ابھی برہان آ کر اسکے ساتھ بیٹھ جائے گا۔ اس لیے اس نے پہلے سے ہی اپنے آپ کو مصروف کر دیا تھا اس سے بچنے کے لیے۔ مومل کو برہان پر غصہ تھا اور ساتھ ہی ساتھ مومل کے مطابق وہ آجکل کچھ عجیب سلوک کر رہا تھا۔

مومل ہینڈ فری لگائے اپنے موبائل پر مووی دیکھ رہی تھی جب برہان اس کے ساتھ آ کر بیٹھا تھا۔ اس نے کن اکھیوں سے برہان کو دیکھا تھا مگر پھر جھٹ سے اپنی ساری توجہ مووی کی طرف مرکوز کی تھی۔

جبکہ برہان نے ایک نظر اُس پر ڈالی تھی جو اُس سے منہ پھیرے

موبائل پر کچھ دیکھ رہی تھی۔ برہان نے تھوڑا سا سیدھا ہوتے ہوئے اسکے موبائل پر جھک کے دیکھا تھا جسے وہ اچھے سے محسوس کر گئی تھی مگر پھر بھی انجان بیٹھی رہی

تھی۔

آخر کار برہان نے اس کے ایک کان سے ہینڈ فری نکالا تھا جس پر اُسنے برہان کو غصے سے گھورا تھا مگر بولی کچھ نہیں تھی۔

کیا یار تمہیں ابھی وقت ملا ہے مووی دیکھنے کا وہ اس کے فون پر نظریں ڈالے بول رہا تھا۔

مووی دیکھنے کا بھی کوئی وقت ہوتا ہے بھلا مومل نے اس کے ہاتھ سے ہینڈ فری لیتے ہوئے ناگواریت سے کہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھا مجھے تم سے باتیں کرنی ہیں برہان نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا تھا۔

میں نے مووی دیکھنی ہے آپ انہی محترمہ سے باتیں کریں جن سے اُس دن بات کر رہے تھے اب مومل نے واپس ہینڈ فری لگاتے ہوئے کہا تھا۔

برہان کو اچانک اُس دن بس میں ہونے والی بات یاد آئی تھی اور مومل کی بات سن کر اس کے لب مسکرائے تھے اور اب ایک بار پھر وہ اس کے کان سے ہینڈ فری الگ کر چکا تھا۔

تو اس کا مطلب ہے نکچڑی جیلس ہو رہی ہے برہان نے دانت نکالتے ہوئے کہا تھا جبکہ مومل کو تب چڑی تھی۔

پہلی بات میں نکچڑی نہیں ہوں اور دوسری بات میں کیوں جیلس ہونگی بھلا میری طرف سے آپ ہزار لڑکیوں سے بات کریں مسٹر بھورے بندر روہ منہ چڑھاتے ہوئے بولی تھی۔جو برہان کو ایک بار پھر مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا۔

اچھا ہزاروں سے بھی کرلیں گے مگر ہم پہلے اپنی مس نکچڑی سے تو بات کرلیں وہ مسکراتا کہہ رہا تھا جبکہ مومل کو وہ اس وقت زہر لگ رہا تھا۔

اسکا مطلب ہے کہ تم مجھے مووی نہیں دیکھنے دو گے اس نے سوال کیا تھا جس کے جواب میں برہان نے گردن نہیں میں ہلائی تھی۔

تو ٹھیک ہے جلدی بات کرو مجھے مووی بھی دیکھنی ہے وہ اب پوری طرح سے اُس کی طرف گھومتے ہوئے بولی تھی۔

ہمم ویسے تم کتنی پیاری ہو نا بس چیخا کم کرو اور غصہ

غصہ تو بالکل بھی نہیں سوٹ کرتا تم پر وہ اس کے چہرے پر نظریں گاڑے کہہ رہا تھا۔

واہ واہ بہت بڑی ضروری بات کی ہے آپ نے مسٹر بندر میرا ٹائم ویسٹ کر رہے ہو کوئی بات نہیں کرنی تم نے بس فالتو کے نخرے ہیں یہ مومل اب واپس موبائل اٹھاتی کہہ رہی تھی۔

اچھا اچھا سنو تو میں نے سوری کرنی تھی اصل میں وہ بول ہی رہا تھا کہ مومل نے کن اکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا بڑی جلدی نہیں یاد آگیا۔

ایم سوری مومل میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا بس وہ مجھے غصہ آگیا تھا برہان سنجیدگی سے کہتا اب چپ ہوا تھا۔

اور ابھی غصے کی کون بات کر رہا تھا کہ غصہ نہیں کرنا چاہیے مومل اس کی طرف دیکھتے ہوئے معصومیت سے بولی تھی۔

برہان صرف سوری کہہ سکا تھا وہ ایک دم سنجیدہ ہوا تھا۔

اتنی زور سے پکڑا تھا بازو مومل نے معصوم شکل بتاتے ہوئے کہا تھا ساتھ ہی اسکی آنکھ سے ایک آنسو گرا تھا۔

برہان کو تکلیف ہوئی تھی اسکے آنسو کو دیکھ کر۔اب وہ اس کے بازو کو دیکھ رہا تھا اور

مومل اپنے آنسو پونچھ رہی تھی۔

تمہارا ہاتھ فواد کے ہاتھ میں دیکھ کر مجھے غصہ آگیا تھا برہان اس سے آگے کچھ نہیں کہہ سکا تھا۔ جبکہ مومل نے ایک نظر اُس کے چہرے پر ڈالی تھی جہاں تھوڑی دیر پہلے کی شرارت کے جگہ اب سنجیدگی نے لے لی تھی۔

اب مومل نے اُس کی آنکھوں کی طرف دیکھا تھا اور اُسے اسکی سرخ آنکھیں یاد آئیں تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بندر تو ہو ہی مگر غصے میں تو بالکل ہی ایک دم پاگل بندر لگتے ہو اب وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

جبکہ برہان نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا کیا تم نے مجھے معاف کیا؟

ہم جاؤ معاف کیا تمہیں بھورے بندر کیا یاد رکھو گے مومل نے ہنستے ہوئے کہا تھا جس سے اسکا ڈمپل نمایاں ہوا تھا۔

کہ کس نکچڑی سے پالا پڑا ہے ایسا ہی ہے نا برہان نے اُسے تنگ کرنے کے لیے کہا تھا۔

میں تمہارے یہ بال نوچ دوں گی اگر تم نے ایک بار اور نکچڑی کہا تو اب اس کی نظر برہان کے بھورے بالوں کی طرف گئی تھی۔

تم میرے ان حسین بالوں کے پیچھے کیوں پڑی رہتی ہو؟اُس نے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سوال کیا تھا۔

خوش فہمیاں تو چیک کرو جناب کی حسین بال ہنہ مومل ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی جبکہ برہان نے اُسے ایک گھوری سے نوازہ تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایسے ہی وقت گزرتا گیا اور ان کے یونی کے آخری دن آ پہنچے تھے۔سیما عامر مومل اور برہان ان چاروں نے بہت سی اچھی یادیں بنائی تھیں۔دیکھتے ہی دیکھتے انکا یونی میں آخری دن آ پہنچا تھا۔

سب لوگ دکھی تھے کیونکہ یہ انکا آخری دن تھا مگر ساتھ ہی ساتھ خوش بھی تھے کیونکہ انھوں نے بہت سی یادیں بنائی تھیں ایک ساتھ اور بہت سے اچھے دوست بھی انکی زندگیوں میں شامل ہوئے تھے۔

وقت ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا اُسے ہر حال میں گزرنا ہی ہوتا ہے وہ تا عمر نہیں رہتا۔ چاہے وقت اچھا ہو یا بُرا گزر ہی جاتا ہے۔ انسان کا وقت اگر اچھا چل رہا ہو تو وہ کہتا ہے کہ کاش یہ وقت ادھر ہی تھم جائے مگر وقت کہاں تھم جانے والی چیز ہے۔ اچھے وقت کی خامی یہی ہے کہ وہ جلدی گزر جاتا ہے اور بُرے وقت کی اچھائی یہی ہے کہ وہ ہمیشہ نہیں رہتا۔ اچھا وقت ہمیں جلدی گزرتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور ہم چاہ کر بھی اُسے روک نہیں پاتے اور بدلے میں وہ وقت ہمیں بہت سی یادیں دے جاتا ہے۔

مومل لوگوں کا بھی گروپ بیٹھا گزرے ہوئے وقت کو یاد کر رہا تھا۔ان سب کو یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ اپنی یونی لائف گزار کر اب اسکے آخری مراحل میں پہنچ چکے ہیں۔

یار مجھے تو ابھی بھی یاد ہے جب ہمارا پہلا دن تھا یونی کا عامر نے کچھ سوچتے ہوئے چہک کر کہا تھا۔

ہاں اور برہان مومل کے ساتھ ٹکرایا تھا اور وہیں سے انکی جنگِ عظیم شروع ہو گئی تھی سیمانے کچھ یاد آنے پر کہا تھا اور اب ان چاروں کا فلک شگاف قہقہ بلند ہوا تھا۔

ہاں تب ہی سے تو بھورے بندر اور مس نکچڑی کی تکرار شروع ہو گئی تھی عامر نے مومل اور برہان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جو انکی باتوں پر ہنس رہے تھے۔

ویسے تم لوگ کتنا لڑتے تھے نہ شروع میں بعد میں بھی کوئی کم نہیں لڑے تم لوگ لیکن شروع میں تو تم لوگ ایک منٹ میں لڑ پڑتے تھے اکی بار سیمانے کہا تھا۔

جی نہیں میں کوئی نہیں لڑتی تھی یہ بھورے بندر کو ہی شوق ہوتا تھا ہر وقت لڑنے کا اور جنگِ عظیم بھی تو انہی صاحب نے شروع کی تھی مومل نے آخری جملہ برہان کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

استغفار اتنا بڑا الزام لگا دیا مجھ اکیلے پر اور اپنے سارے گناہ جیسے معاف کروا لیے تم نے ایک منٹ میں۔ نکچڑی تو تم ہو ہی اوپر سے معصوم بننے کی ناکام کوشش۔ چھوڑو تم یہ معصوم بننے والا تمہارا ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے تم مس نکچڑی ہی ٹھیک ہو برہان نے اُسے چڑانے کے لیے کہا تھا۔

اور تم میں بندروں والی ہی خوبیاں پائی جاتی ہیں اسلیے تم سے انسانوں والی بات کی توقع تھی بھی نہیں مجھے ہنہ وہ منہ بسورے بولی تھی۔ جس پر ان تینوں کو ہنسی آئی تھی مگر وہ اپنی ہنسی چھپا گئے تھے کیونکہ انھوں نے ہنس کر اپنی شامت نہیں لانی تھی۔

یونی کا آخری دن بھی گزر گیا تھا اور انکی ڈگری بھی کمپلیٹ ہو ہی گئی تھی۔ برہان بھی کسی طرح سے پاس ہو گیا تھا۔ صدیقی صاحب کو خوشی تھی کہ انکا بیٹا پاس ہو گیا ہے۔

مومل نے سب سے اچھا سی جی پی اے لیا تھا اسلیے وہ بہت خوش تھی۔

عامر کی ماں نے سیما کے گھر والوں سے بات کی تھی بچوں کی شادی کے سلسلے میں اور ان لوگوں نے بھی ہامی بھری تھی۔

جبکہ برہان کے گھر والے بھی رخصتی کی تاریخ رکھنا چاہتے تھے مگر برہان کو یہ پریشانی لاحق تھی کہ مومل اب بھی رخصتی کے لیے تیار نہیں ہوئی تھی۔اسی سلسلے میں برہان نے مومل کو فون کیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات کو دیر سے مومل کا فون بجا تھا۔مومل جو ابھی ہی سونے کے لیے لیٹی تھی فون کی آواز پر فوراً اسکی آنکھ کھلی تھی۔

ہاں کون یہ دو لفظ تھے جو مومل کے منہ سے ادا ہوئے تھے اسنے فوراً ہی بغیر دیکھے فون اُٹھا لیا تھا۔

جی وہ میں برہان کیا تم سو رہی تھی برہان نے فوراً پوچھا تھا۔

ہمم بولو مومل نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا تھا اُسے بہت نیند آرہی تھی۔اُس نے گھڑی کی طرف دیکھا تھا جو رات کے بارہ بجا رہی تھی۔

تم جاگ رہی ہو برہان نے بہت ہی بے تُکا سا سوال کیا تھا۔

نہیں سو رہی ہوں اور خواب میں بات کر رہی ہوں تم سے مومل نے آنکھیں بند کیے ہوئے بولا تھا جبکہ فون اب اُس کے ہاتھ سے گرنے کو تھا کیونکہ وہ آہستہ آہستہ نیند کی وادی میں جانے لگی تھی۔

اچھا مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے ماما چاہتی ہیں ہماری رخصتی کی ڈیٹ رکھ دی جائے برہان نے اُس کے سر پر بم پھوڑا تھا۔

وہ جو نیند کی وادی میں قدم رکھ ہی رہی تھی برہان کی اس بات نے اُسے نیند کی وادی سے کھینچ کر نکالا تھا اور وہ فوراً بیڈ پر اٹھ کر بیٹھی تھی۔

کیاااااا برہان کو اپنے کان کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے تھے. وہ چیختی ہوئی کیا کہہ رہی تھی۔

ہاں آہستہ بولو میرے کانوں پر رحم کھاؤ کچھ برہان فون کان سے دور کرتا ہوا بولا تھا۔

تم نے میرے نازک دل پر رحم کھایا ہے جو میں تمہارے ہاتھی جیسے لمبے کانوں پر رحم کھاؤں اچھی بھلی سو رہی تھی تم نے میری ساری نیند بھگا دی مومل تیزی سے کہہ رہی تھی۔

جبکہ برہان نے اُسکی ساری باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا تھا کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو مومل دوسری جانب سے کیے گئے اس سوال نے مومل کو حیران کر دیا تھا۔

یہ آدھی رات کو کونسا عشق کا بھوت سوار ہوا ہے تمہیں میری ساری نیند برباد کر دی وہ اپنے رونے رو رہی تھی جبکہ برہان اب سنجیدہ تھا کیونکہ یہ ان دونوں کی زندگی کا سوال تھا۔

اگر تم مجھ سے محبت نہیں کرتی تو ہم اپنے گھر والوں کو بتا دیتے ہیں تاکہ وہ ہماری رخصتی کی اُمید نہ رکھیں کیونکہ چار سال ہو گئے ہیں ہمارے

نکاح کو اور مجھے پتا ہے جن حالاتوں میں ہمارا نکاح ہوا تھا ہم اُسے نہیں روک پائے تھے

مگر اب اگر تم مجھ سے محبت نہیں کرتی اور میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو

میں گھر میں سب کو بتا دیتا ہوں برہان نے کس طرح یہ بات کی تھی یہ وہی جانتا تھا۔

جبکہ جواباً مومل خاموش تھی بالکل خاموش اسکے منہ سے اب ایک لفظ نہیں نکلا تھا۔

اسکی خاموشی برہان کو تکلیف دے رہی تھی اور وہ فون بند کر چکا تھا۔

مومل اُسی طرح بیڈ پر بیٹھی رہ گئی کیونکہ نیند تو اسکی کب کی غائب ہوگئی تھی۔اُسے خود

معلوم نہیں تھا کہ وہ برہان کے سوال پر چپ کیوں ہوگئی تھی۔پوری رات اُسے ایک

عجیب بے چینی نے گھیرا رہا تھا۔وہ ہمیشہ سے برہان سے نکاح ہونے پر ناخوش تھی اور

آج جب برہان اُسے کہہ رہا تھا کہ وہ گھر بات کر لے گا کہ وہ خوش نہیں ہے تو کیوں

اُسے اتنی تکلیف ہوئی تھی اور کیوں نہ وہ اُسے بتا سکی تھی کہ وہ اس کے ساتھ اپنی زندگی

گزارنا نہیں بلکہ کھل کر جینا چاہتی ہے۔مومل کو بے اختیار خود پر غصہ آیا تھا۔

مومل تم بھی نہ منہ سل گیا تھا کیا اُس وقت جو کچھ منہ سے نکلا نہیں اب وہ سب کو بتا دے گا اور تم بیٹھی رہ جاؤ گی وہ اب اپنے آپ کو ڈانٹ رہی تھی۔

اُس نے سوچا ابھی فون کرے برہان کو مگر پھر اُس نے فون اُٹھا کر واپس رکھ دیا تھا۔

کیا مصیبت ہے یارررر یہ پیار کرنا اتنا مشکل نہیں ہوتا جتنا اسکا اظہار کرنا پہاڑ جتنا مشکل ہو جاتا ہے مومل خود کلامی میں مگن تھی۔

اُس نے دل میں سوچا اب تک تو وہ پورا پلان بھی بنا چکا ہو گا کہ کیسے منع کرنا ہے گھر والوں کو۔

ہائے مومل تمہارا سچ میں کچھ نہیں ہو سکتا جب وہ پاس تھا تو لڑتی رہتی تھی اور اب وہ دور جانے کی بات کر رہا ہے تو اُس کے بال نوچ کر نہیں روک سکتی تم اُسے وہ اپنے سر پر ہاتھ مارے کہہ رہی تھی۔

پوری رات اُس نے ایسے ہی گزار دی تھی کبھی خود سے باتیں کرتے تو کبھی سوچتے ہوئے اس نے ساری رات نکال دی تھی مگر وہ برہان کو ایک فون نہیں کر سکی تھی.

صبح کی ہلکی ہلکی روشنی چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ برہان نے رات پریشانی میں گزاری تھی اُسے مومل کی خاموشی چبھی تھی۔ وہ بار بار خود سے سوال کرتا رہا تھا کہ کیا مومل آج بھی اس رشتے کو قبول نہیں کر سکی تھی۔ چار سال ہو گئے تھے انکے نکاح کو انکی دوستی کو مگر کیا ان چار سالوں میں مومل کو ایک بار بھی اُس سے محبت نہیں ہوئی ہو گی وہ انہیں سب باتوں میں ساری رات سو نہ سکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ دوسری طرف مومل اس امتحان میں تھی کہ وہ کیسے اپنی محبت کا اقرار کرے برہان کے سامنے۔ وہ اس وقت شیشے کے سامنے کھڑی ایک بار پھر اپنی خود کلامی میں مگن ہو گئی تھی۔

میں اُسے سیدھا ہی بول دوں گی کہ وہ انکار نہ کرے میں تیار ہوں رخصتی کے لیے

مومل نے شیشے میں دیکھتے ہوئے خود سے کہا تھا۔

مگر پھر اُس نے خود کو ہی ڈانٹا تھا یہ اقرار ہو گا یا تکرار رخصتی ہے یہ کوئی جنگ تو نہیں ہے مومل۔

اب وہ اوپر کمرے کی چھت کی طرف دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوئی تھی کیا اللہ جی دو شمنی کی تو وہ بھی ایک ہی شخص سے نکاح ہوا وہ بھی اُسی دشمن سے اور وہی دشمن شوہر بن گیا پھر وہی شوہر دوست بن گیا اور اب اسی دوست سے محبت ہو گئی یہ تو ناانصافی ہے نا۔

وہ کمرے کی چھت کی طرف دیکھتے ہوئے ایسے گلے شکوے کر رہی تھی جیسے وہ کسی انسان سے بات کر رہی ہو اور وہ اُسے ابھی جواب دے دے گا۔اب وہ واپس بیڈ پر آ کر گرنے والے انداز میں اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔

اگلے دن سیما اور عامر کی شادی کی تیاریاں ہوتی رہی تھیں۔ سیما لوگ شاپنگ شروع کر چکے تھے جبکہ انھوں نے تاریخ ابھی رکھی نہیں تھی۔ابھی صرف شاپنگ کر رہے

تھے۔ سیما مومل کو بھی شاپنگ پر ساتھ لے کر گئی تھی جہاں جا کر بھی مومل انہی سب چیزوں کے بارے میں سوچتی رہی تھی اُسے رہ رہ کر خیال آرہا تھا کہ اب تک تو برہان نے گھر میں انکار بھی کر دیا ہوگا اور وہ خود کو کوستی رہی تھی سارا دن۔

جبکہ دوسری جانب برہان گھر والوں سے اب تک کچھ نہ کہہ سکا تھا۔ وہ مومل کی خوشی کے لیے اپنی اور اپنے گھر والوں کی خوشی کو قربان کرنے کے لیے تیار تھا کیونکہ اس کا خیال یہی تھا کہ مومل اُس سے محبت نہیں کرتی تو اس رخصتی کا کوئی فائدہ نہیں جبکہ حقیقت کچھ اور تھی۔ مومل کو اُس سے محبت تو ہو گئی تھی اور وہ اس نکاح کو بھی قبول کر چکی تھی مگر اب اُسے اقرار کرنا تھا۔ برہان سارا دن موقع تلاش کرتا رہا تھا گھر میں بات کرنے کے مگر وہ بات نہیں کر سکا تھا۔

شاپنگ سے واپس آکر رات میں مومل نے برہان کو فون کی تھی اور اُسے گھر بلایا تھا۔ اُس نے برہان کو رات کو دیر سے آنے کے لیے کہا تھا کیونکہ وہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر اس سے بات کرنا چاہتی تھی۔

مومل نے اپنے کمرے کی کھڑکی کھول دی تھی اور وہاں لکڑی کی سیڑھی جو وہ اوپر سٹور سے چھپ کر پہلے ہی لے آئی تھی وہ اُس نے پہلے ہی لگادی تھی.

رات کے بارہ بجے کے قریب جب سب سو چکے تھے تب مومل نے برہان کو دوبارہ کال کر کے بلالیا تھا۔اور وہ جلدی سے سیڑھی چڑھتا اُس کے کمرے میں آ گیا تھا جبکہ سیڑھی واپس اوپر کرتے اور کھڑکی بند کرتے وقت مومل سے زوردار آواز ہو گئی تھی۔

جسے باہر سے جاتی اسکی بہن منال نے سُنا تھا جو ابھی پانی پی کر واپس اپنے کمرے میں جا رہی تھی۔مومل کے کمرے کا دروازہ بند تھا ورنہ وہ سیدھا ہی اندر آجاتی۔

کیا ہوا آپی یہ آواز کس کی ہے منال نے باہر سے ہی آواز دے کر پوچھا تھا۔

کچھ نہیں بلی تھی اُسے بھگا رہی تھی تم سو جاؤ جا کر صبح سکول بھی جانا ہے مومل اُسے جواب دیتی ساتھ برہان کو خاموش رہنے کا اشارہ کر رہی تھی

جب مومل باہر جھانک کر دیکھ رہی تھی کہ منال چلی گئی یا نہیں تب اُسے اپنے پیچھے آواز آئی تھی بلی نہیں بلّا۔

مومل نے واپس دروازہ بند کرتے ہوئے برہان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے واپس اُسے کھڑکی والی سائیڈ پر لاتے ہوئے کہا تھا میں نے اپکو انسان سے جانور ہی بنادیا مگر اپکو جینڈر کی پڑی ہے۔

جبکہ برہان کی نظر اپنے ہاتھ پر تھی جو مومل کے ہاتھ میں تھا اور یہ دیکھ کر مومل نے فوراً اسکا ہاتھ چھوڑا تھا۔

اچھا آپ نے گھر میں بات کرلی ہے؟ مومل نے اسکا ہاتھ چھوڑتے ہوئے سوال کیا تھا۔

نہیں مگر میں جلد ہی کرلونگا بات تم فکر نہیں کرو برہان نے اب اسے دیکھتے ہوئے جواب دیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ اُس کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھ کر وہ دوبارہ بولا تھا۔ مجھے پتا ہے تم نے مجھے اسی سلسلے میں بلایا ہے تم فکر نہیں کرو میں سب سمبھال لونگا تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔

مومل کی آنکھیں ایک دم برسنا شروع ہوگئی تھیں جنھیں دیکھ کر برہان گبھرا گیا تھا۔ وہ فوراً اُس کے آنسو پونچھ کر بولا تھا ارے تم رو نہیں میں نے کہا نا میں تمہارے ساتھ

ہوں میں سب کو جواب دوں گا کوئی بھی تم سے کوئی سوال نہیں کرے گا برہان کا خیال تھا کہ وہ سب کے سوالوں کا سوچ کر پریشان ہے۔

مومل اب اُسکا چہرا باغور دیکھتے ہوئے ایک بار پھر سوال کر رہی تھی آپ سچ میں سب سے بات کریں گے کہ وہ ہماری رخصتی نہ کریں گے۔

برہان ہاں میں سب سے بات کرلوں گا تم فکر نا کرو کہتا اُس کے آنسو پونچھ رہا تھا اور ساتھ اُسے یقین دلا رہا تھا۔ برہان نے محسوس نہیں کیا تھا کہ وہ کب سے اُسے آپ کہہ کر مخاطب کر رہی ہے۔

میں آپ کے یہ بال نوچ دوں گی سارے اگر آپ نے ایسا کیا بھی تو مومل نے اُس کے بالوں پر نظر ڈالتے ہوئے کہا تھا۔

کیا برہان کا منہ کھلا تھا اور ساتھ ہی وہ کچھ سمجھتے ہوئے بولا تھا ایک منٹ ایک منٹ تم ٹھیک تو ہو تمہارے سر پر چوٹ تو نہیں آئی کہیں یہ بڑی آپ جناب کر کے بات کر رہی ہو آج تم برہان

New Era Magazine
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کو فوراً احساس ہوا تھا کہ وہ اُس وقت سے اُسے آپ کہہ کر بات کر رہی ہے تب ہی اس نے مومل کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔ وہ اُسے واقعی چیک کر رہا تھا کہ کہیں اُسے چوٹ تو نہیں لگی۔

جس پر مومل اپنے آنسو صاف کرتی ہنسی تھی ساتھ ہی اپنے سر سے اُس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے بولی تھی اب اپنے مجازی خدا کو تم کہہ کر پکاتی اور لڑائی جھگڑا کر کے مجھے دوزخ میں تو نہیں جانا ناآگے ہی بہت لڑ لیا اُس نے دنیا جہاں کی معصومیت سموئے کہا تھا۔

اُس کی بات سن کر برہان نے خیرانگی سے اُسے دیکھا تھا ایک سیکنڈ کے لیے اُسے لگا وہ خواب دیکھ رہا ہے۔ مگر اُس نے پھر خوشی سے کہا تھا مومل اس کا مطلب ابھی وہ کچھ بول ہی رہا تھا کہ مومل اُس کے گلے لگی تھی اور ایک بار پھر مومل کی آنکھیں برسنا شروع ہو گئی تھیں برہان حیرت کا مجسمہ بنا کھڑا رہا اور پھر اس نے بھی اپنے لب اپنی محرم کے ماتھے پر رکھ دیے تھے۔

کچھ دور ہمارے ساتھ چلو

ہم دل کی کہانی کہہ دینگے

سمجھے نہ جسے تم آنکھوں سے

وہ بات زبانی کہہ دینگے

پھولوں کی طرح جب ہونٹوں پے

اک شوخ تبسم بکھرے گا

دھیرے سے تمھارے کانوں میں

اک بات پرانی کہہ دینگے

اظہارِ وفا تم کیا جانو

اقرارِ وفا تم کیا جانو

ہم ذکر کریں گے غیروں کا

اور اپنی کہانی کہہ دیں گے

کچھ دور ہمارے ساتھ چلو

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہم دل کی کہانی کہہ دینگے

ان چاروں کے گھر والوں نے شادی کی تاریخ رکھ دی تھی اکھٹے مہندی اور باقی فنکشنز ہونے تھے۔شادی کی تیاریاں زور و شور سے چل رہی تھیں۔سیما اور مومل کی شادی کی خوشی میں انکے گھر کی پوری گلی ہی سجی ہوئی تھی۔دونوں کے گھر کی پہلی شادی تھی اس لیے خوب دھوم دھام سے شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آخر کار انکی مہندی کا بھی دن آپہنچا تھا آج انکی مہندی تھی۔سیما اور مومل ایک ساتھ ہی پارلر گئی ہوئی تھیں تیار ہونے کے لیے۔انکی مہندی ایک ہی ہال میں منعقد کی گئ تھی۔ ادھر دونوں بچپن کی سہیلیاں مومل اور سیما کی مہندی تھی جبکہ عامر اور برہان دو جگری یاروں کی بھی مہندی تھی

عامر اور سیما کی مہندی الگ الگ جبکہ مومل اور برہان کی مہندی کمبائن رکھی گئی تھی کیونکہ ان دونوں کا نکاح پہلے سے ہی ہوا تھا مگر پھر برہان اور صدیقی صاحب کے کہنے پر

سیما کے گھر والوں نے انکی مانتے ہوئے عامر اور سیما کی بھی مہندی کمبائن رکھی تھی جسکا مطلب تھا چاروں یار ایک ساتھ خوشیاں منانے والے تھے یہ دن ان چاروں کی زندگی کا یادگار دن ہونے والا تھا۔

رات میں مہندی کا فنکشن شروع ہونا تھا اور برہان اور عامر کے گھر والوں نے مہندی کے لیے نکلنا بھی تھا اسلیے سب مصروف تھے۔ ہر طرف تیاریاں چل رہی تھیں صحیح شادی کی رونق لگی ہوئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

برہان اپنے کمرے میں تیار ہو رہا تھا۔ وہ سفید قمیض شلوار اور اس پر واسکٹ پہنے خوبرو لگ رہا تھا۔ ساتھ ہی اُس نے ہاتھ میں گھڑی پہنی اور پرفیوم لگانے لگا تھا جب عامر اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ عامر بھی سفید قمیض شلوار میں ملبوس تھا وہ تیار ہوتا سیدھا اُس کے پاس آیا تھا۔

کیا یار جلدی کر برہان تو ہمیشہ کی طرح دیر لگا رہا ہے عامر نے کمرے میں آتے ہوئے کہا تھا۔

ہاں بس چلتے ہیں میں بال سیٹ کر لوں برہان بالوں ہر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا تھا۔

ارے میرے بھائی بہت حسین لگ رہا ہے اور یہ بار بار ہاتھ لگا کر کے اپنا ہیر سٹائل خراب نہ کرو وہ اب اسکے بالوں کی طرف دیکھتا کہہ رہا تھا۔

اچھا چل تجھے بہت جلدی ہے بارات ابھی کل لے کر جانی ہے برہان نے اُس کے قریب آتے ہوئے کہا تھا جبکہ وہ ہنستا آگے کو چل دیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں عامر اور برہان کے گھر والے ہال میں پہنچ چکے تھے۔ پورے ہال میں وائٹ اور بلیو لائٹس جگمگا رہی تھیں اور درمیان میں ایک فانوس لٹک رہا تھا۔ ہر چیز بہت خوبصورتی سے سجائی گئی تھی۔

برہان اور عامر کی نظر جب دروازے پر پڑی تو دونوں کو انکی دلہنیں آتی نظر آئیں تھیں جو ابھی ابھی پارلر سے آئی تھیں۔

سیما گولڈن رنگ کے لہنگے ساتھ اورنج رنگ کی کرتی میں ملبوس تھی جبکہ سر پر اورنج اور گالڈن رنگ کا دوپٹہ رکھا ہوا تھا۔ بال کھلے چھوڑے ہوئے تھے جو دونوں کندھوں

سے اگے کی طرف کیے ہوئے تھے۔

مومل ہلکے پیلے رنگ کا لہنگا، گولڈن رنگ کی کرتی اور ساتھ سر پر پنک کلر کا دوپٹہ لیے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آ رہی تھی۔ بالوں کی چٹیا بنا کر آگے رکھی گئی تھی اور ساتھ جھومر لگایا ہوا تھا۔

عامر اور برہان دونوں بس ان کو دیکھتے ہی رہ گئے تھے اب وہ دونوں ان کے قریب آتی جا رہی تھیں۔ مومل نے میک اپ کے نام پر پنک کلر کی لپ سٹک اور اپنی آنکھوں میں ہمیشہ کی طرح مسکارہ لگا رکھا تھا جبکہ ساتھ باریک نوک والا آئی لائینر لگائے وہ غضب کی لگ رہی تھی۔ برہان کو اپنی ایک بیٹ مس ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تھی مگر وہ جلد ہی سنبھلا تھا۔

اب دونوں دوستوں نے اپنی اپنی دلہنوں کو ہاتھ دیا تھا اور اب وہ لوگ سٹیج پر بیٹھ چکے تھے۔ سب کی نظریں ان چاروں پر تھیں۔ وہ چاروں دوست بہت خوبصورت لگ رہے تھے ایک ساتھ۔ مومل نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی اور وہ مسکراتی اب سامنے دیکھ رہی تھی۔ جب وہ لوگ سٹیج پر بیٹھے تھے تب سب مہمان باری

باری آکران سب سے مل رہے تھے۔

جب رسم کی باری آئی توسب کی توجہ ایک بار پھران پر مرکوز ہوئی تھی۔پہلے رسم برہان اور مومل کی ہونی تھی اور پھر بعد میں سیمااور عامر کی۔برہان اور مومل کی رسم پہلے ہوئی تھی اوراب عامراور سیما کی رسم ہورہی تھی اس لیے برہان اور مومل سائیڈ پر بیٹھ گئے تھے۔

ان دونوں کی رسم چل رہی تھی اورادھر برہان کو مومل کودیکھنے سے ہی فرصت نہیں مل رہی تھی۔وہ بار بار کبھی اسکا جھومر چیک کرتاتو کبھی اسکاہاتھ پکڑ کر اسکی مہندی دیکھتااور مومل بار باراُس کاہاتھ پیچھے کررہی تھی۔

اب کی بار برہان نے اسے دیکھتے ہوئے پکاراتھاجبکہ وہ اسکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

مومل تم نے میرا نام اپنی ہتھیلی پر کیوں نہیں لکھوایا وہ سوال کر رہا تھا۔

جس پر مومل نے اُسے تنگ کرنے کے لیے کہا تھا میں گلے میں اپکے نام کا ٹیگ نا پہن لوں۔

جس پر برہان کو ہنسی آئی تھی مگر وہ مہمانوں کو دیکھتا ہوا اپنی ہنسی پر قابو کر گیا تھا۔

اب ایسا بھی نہیں کہا میں نے برہان مسکراتا کہہ رہا تھا جبکہ مومل منہ بناتی اُسے اپنی تھکاوٹ کا بتا رہی تھی۔وہ واقعی تھک گئی تھی اور اب اُسے نیند بھی بہت آ رہی تھی۔

سیما لوگوں کی رسم کے بعد ان سب کی رسمیں پوری ہو گئی تھیں جسکا مطلب تھا اب ڈانس کا دور شروع ہونا تھا۔ان کے دوستوں نے اور کزنز نے باری باری ڈانس کیا تھا۔

سب نے بہت انجوائے کیا تھا مگر ساتھ ہی ساتھ سب تھکاوٹ کا شکار ہو گئے تھے۔

اگلے دن ناشتہ کرنے کے بعد مومل اور سیما پارلر جا چکی تھیں۔ جبکہ کچھ ہی دیر میں بارات بھی آ چکی تھی۔پہلے مومل کی بارات آئی تھی پھر اسکے بعد سیما کی بارات آنی

تھی۔ برہان اپنی مس نکچڑی کو لینے ہال میں پہنچ چکا تھا۔

برہان نے گولڈن کلر کی شیروانی زیب تن کر رکھی تھی ساتھ ہی ریڈ کلر کا کلہ اور ساتھ کھسے پہن رکھے تھے۔ وہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

جب وہ سٹیج پر بیٹھا تھا اُسے دور سے مومل آتی دکھائی دی تھی اور وہ اُسے دیکھتا ہی گیا تھا۔

وہ سرخ لہنگا پہنے ہوئی تھی اور ساتھ کچھ لڑکیاں اسکا لہنگا پکڑے آرہی تھیں جبکہ وہ سر جھکائے چل رہی تھی۔ ریڈ کلر کی لپ اسٹک اور اسکا خوبصورتی سے کیا گیا میک اپ وہ قیامت لگ رہی تھی ہر ایک کی نظر اُس پر اٹھی تھی۔

مومل کو برہان کے پہلو میں بیٹھا دیا گیا تھا اور برہان مسلسل اُسے دیکھے جا رہا تھا جس سے اُسے کوفت ہوئی تھی اسنے برہان کو کہنی ماری تھی جس پر برہان سس کر تا رہ گیا تھا اور اس نے اپنی نظریں اُس کے چہرے سے ہٹا لی تھیں کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ حملہ اُس پر کیوں کیا گیا تھا۔

یار تم میری نکچڑی ہی ہو نا کسی اور کی دلہن تو نہیں آکر بیٹھ گئی میرے ساتھ اُس نے ایک بار پھر اپنی نظریں مومل کے چہرے پر ڈالتی تھیں۔

کوئی اور وقت ہوتا تو مومل اُسے اچھے سے بتاتی کہ وہ کس کی دلہن ہے مگر ابھی اس نے صبر کرنے میں ہی بہتری سمجھی اور وہ بمشکل برہان کو دیکھتے ہوئے بولی تھی ابھی میں اگر آپکے بال نوچ لوں نا مسٹر بھورے بندر تو تب آپکو اچھے سے یقین آجائے گا کہ میں کس کی دلہن ہوں۔

اوہاں ایسا جواب تو میری ہی دلہن دے سکتی ہے برہان آج بھی شرارت سے بعض نہیں آیا تھا۔ جبکہ مومل اپنا منہ واپس سامنے مڑتی مسکرا گئی تھی۔

اس کے بعد ان دونوں کی رسمیں شروع ہو گئی تھیں دودھ پلائی کی رسم میں کافی وقت لگا تھا اور آخر کار برہان کو اپنی سالیوں کی ڈیمانڈ ماننا پڑی تھی۔

کچھ ہی دیر میں سیما کی بھی بارات بھی آچکی تھی۔ نکاح کے بعد ان دونوں کو بھی سٹیج پر

لایا گیا تھا۔سیما نے سکن کلر کی شرٹ کے ساتھ مہرون کلر کا لہنگا پہن رکھا تھا جبکہ عامر نے کالے رنگ کی شیر وانی زیب تن کر رکھی تھی۔ان دونوں کی بھی رسمیں کی گئی تھیں جو کافی دیر تک چلتی رہی تھیں۔

ساری رسمیں اب ہو چکی تھیں اب رخصتی کا وقت آچکا تھا جب مومل کو رخصتی کے لیے اٹھنے کا کہا گیا تھا۔وہ سب سے مل کر بہت روئی تھی۔مومل کے کزن نے قرآن پکڑ رکھا تھا اور وہ برہان کے ساتھ ہلکے قدم اُٹھاتی چل رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کے بعد سیما کی بھی رخصتی ہو گئی تھی۔وہ بھی آنسو بہاتی سب سے ملتی گاڑی میں بیٹھی چکی تھی جبکہ برہان لوگوں کی بھی تیار کھڑی تھی اور پھر دونوں گاڑیاں چل پڑی تھیں۔

مومل کا سسرال میں اچھے سے استقبال کیا گیا تھا۔پورا گھر پھولوں سے سجایا گیا تھا۔جہاں جہاں وہ قدم رکھ رہی وہ تمام جگہ لال گلاب کی پتیوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔آج وہ ہمیشہ کے لیے دل سے برہان کی ہو چکی تھی۔

دو سال بعد اللہ نے ان کے گھر رحمت بھیجی تھی۔اللہ نے انہیں پھول جیسی بیٹی سے نوازا تھا۔جسکا نام انھوں نے یشفع رکھا تھا۔وہ بہت خوبصورت تھی آنکھیں اسکی مومل پر گئی تھیں بالکل اُسی کی طرح خوبصورت جبکہ بال اُسے برہان کی طرح بھورے اور پیارے تھے۔یشفع گھر میں سب کی بہت لاڈلی تھی خاص طور پر برہان کی تو وہ جان تھی۔ برہان سارا دن آفس سے آکر اس کے ساتھ لگا رہتا تھا۔یشفع کو اس دنیا میں آنکھ کھولے ایک ماہ ہو گیا تھا۔وہ ننھی پری ان کے گھر کی رونق بن چکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج بھی برہان روز کی طرح آفس سے آتے ساتھ ہی سیدھا اپنے کمرے میں آیا تھا۔ اسنے کوٹ صوفے پر اُتارے سیدھا بیڈ پر لیٹی یشفع کو اُٹھایا تھا۔برہان کو ابھی تک اُسے اٹھاتے ہوئے ڈر لگتا تھا کہ کہیں وہ اُسے تنگ نہ کر جائے۔ابھی اس نے یشفع کو اٹھایا ہی تھا کہ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے منہ کھولا تھا۔

باباکی پری پہچان گئی ہے باباکو برہان کہتا اُس کے نرم ونازک گال چھو رہا تھا۔

وہ اس سے کھیلنے لگا اور جب اس نے یشفع کو پیار کیا تو اس نے برہان کے بال پکڑ لیے تب اچانک برہان نے مومل کو آوازیں لگانی شروع کر دیں تھی۔ جبکہ مومل واشروم میں تھی اُس تک آواز نہیں پہنچی تھی۔

برہان بھی اونچی آواز میں اُسے نہیں پکار رہا تھا کیونکہ وہ یشفع کو اٹھائے کھڑا تھا جب وہ اسکے بال اپنی چھوٹی سی مٹھی میں جکڑے ہوئی تھی اور برہان جس نے اُسے پیار کرنے کے لیے اپنا سر جھکایا ہی تھا اس اچانک حملے سے اس کا سر ابھی تک یشفع پر جھکا ہوا تھا۔

اس نے اونچی آواز نہیں لگائی تھی کیونکہ اُسے ڈر تھا کہ یشفع اونچی آواز سن کر ڈر جائے گی۔

تب ہی اچانک مومل واشروم کا دروازہ کھولے باہر آئی تھی۔

مومل ادھر آؤ جلدی جلدی میرے بال چھڑواؤ میں نے اسے اٹھایا ہوا ہے اس لیے میں نہیں چھڑوا سکتا جلدی آؤ تم وہ اُسے جلدی آنے کے لیے کہہ رہا تھا جبکہ مومل اُس کے پاس آکر کھڑی ہوتی ہنسنے لگی تھی۔

ہنسو نہیں جلدی کروزور سے پکڑے ہوئے ہیں اس نے برہان نے جب اُسے ہنستے ہوئے پایا تو کہنے لگا۔

شاباش میری پیاری بیٹی اور زور سے کھینچو باباکے بال مومل ہنستی ہوئی یشفع کو دیکھتی بولی تھی۔

نکچڑی تم میری بیٹی کو بگاڑ نا بند کرو اور میرے بال چھڑواؤ برہان نے کہا تھا۔

جس پر مومل فوراً بولی تھی بھورے بندر اب آیا نہ بندر پہاڑ کے نیچے میری بیٹی سارے بدلے لے گی آپ سے مجھے ہاتھ نہیں نا لگانے دیتے تھے کبھی بھی ان بالوں کو مومل اسکی حالت دیکھتی محضوظ ہوتی بولی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نالائق اونٹ ہوتا ہے بندر نہیں برہان نے منہ بناتے ہوئے کہا تھا اور اب اُس کی گردن دکھنے لگی تھی۔

لیکن یہ تو بندر ہے نہ اسلیے اس نے برہان کے گال کھینچتے ہوئے کہا تھا اور ساتھ ہی نالائق کس کو بولا آپ نے میں کوئی نہیں چڑوا رہی کھڑے رہیں اسی طرح مومل کہتی واپس

پلٹی تھی۔

اچھا اچھا سوری میری پیاری بیوی پلیز اپ کے شوہر کی ایک عدد گردن جو ہے وہ ٹوٹنے لگی ہے پلیز زاس نے پلیز پر زور دیا تھا۔

جبکہ مومل ہنستی ہوئی یشفع کے ہاتھ سے اسکے بھورے بال آزاد کرا گئی تھی۔

وہ سیدھا ہوتا اُسے گھورنے لگا تھا جب پر مومل نے معصوم سی شکل بنائی تھی۔اور اسکی شکل دیکھتے ہوئے برہان ہنسا تھا اُسے ہنستا دیکھ مومل بھی ہنس گئی تھی۔وہ دونوں ہنس رہے تھے جبکہ یشفع اپنی خوبصورت آنکھیں کھولتی اپنے ماں باپ کو دیکھ رہی تھی۔

**********

❤️ ختم شدہ ❤️

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پراپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کرواناچاہیں تواردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کااستعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریرایک ہفتے کے اندراندرویب پرپوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئےاوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کااستعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews